اصطلاحی مطالعے
ڈاکٹر محمد جنید ذاکر
ساقی ارباب ذوق
0305 6406067
PDF Book Company

تلنگانہ اسٹیٹ اردو اکیڈیمی کی اسکیم کے تحت انعام کی غرض سے کتاب داخل کرنے کی

تفصیلات

جو ہر کتاب کے ٹائٹل کے بعد کے صفحے پر چسپاں کی جانی چاہئیں

ضلع کا نام حیدرآباد

1۔ کتاب کا نام : اصطلاحی مطالعے

2۔ نام مصنف / مؤلف / مرتب : ڈاکٹر محمد جنید ذاکر

3۔ موضوع : ترجمہ و اصطلاحیات (علم اصطلاح)

4۔ ناشر کا نام : ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی ۶

5۔ اشاعت کا سال : 2015ء

6۔ ایڈیشن : IInd

7۔ صفحات کی تعداد : 288

8۔ خط و کتابت کا مکمل پتہ : H. No. 12-2-790/113, Ayodhyanagar Mehdipatnam, Hyderabad-28 Cell: 9989382302

اقرار نامہ

میں اقرار کرتا ہوں / کرتی ہوں کہ انعام کے سلسلہ میں اردو اکیڈیمی کا فیصلہ ادبی اخلاق اور قانونی ہر اعتبار سے میرے لئے قابل قبول ہوگا۔ اور میں اس کے خلاف کوئی اعتراض یا قانونی یا دوسری کوئی کارروائی نہیں کروں گا / کرونگی۔

تاریخ 19-08-2016

دستخط Junaid 19/08/16

(نام مکمل)

Dr. Mohammed Junaid Zakir

محمد جنید ذاکر

اصطلاحی مطالعے

ڈاکٹر محمد جنید ذاکر

شعبۂ ترجمہ

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

ISTILAHI MUTALEY

by

Dr. Mohammed Junaid Zakir
Dept. of Translation
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032
(mjzakir@gmail.com Cell: 9989382302)

Year of Ist Edition May-2015
Year of IInd Edition March-2016
ISBN 978-93-5073-632-6

₹ 300/-

کتاب کا نام	:	اصطلاحی مطالعے
مصنف	:	ڈاکٹر محمد جنید ذاکر
اشاعت اوّل	:	مئی ۲۰۱۵ء
اشاعت دوم	:	مارچ ۲۰۱۶ء
تعداد	:	۵۰۰
صفحات	:	۲۸۸
قیمت	:	۳۰۰ روپے
مطبع	:	روشان پرنٹرس، دہلی۔۶

Published by
EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com
website: www.ephbooks.com

انتساب

میرے بابا محمد غوث جگر اور امّی وقار النساء محمودہ حمید بیگم
کے نام

جن کی یادیں

اور باتیں

مشعلِ راہِ

دین و دنیا ھیں۔

ڈاکٹر محمد جنید ذاکر

فہرست

تمہید

انسانوں میں قوت گویائی کے ظہور کے ساتھ زبانوں کی تشکیل وارتقاء کا عمل شروع ہوا اور اللہ نے گفتار کی صلاحیت کو انسان میں اس کی پیدائش کے ساتھ ودیعت کر دیا۔ گویا زبانوں کی ابتداء وارتقاء اور ان کی تشکیل و تعمیر کے سفر کا آغاز انسان کی تخلیق کے ساتھ ہوا۔ انسان نے تہذیب و تمدن کے ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے جس چیز میں سب سے پہلے کمال حاصل کیا وہ اظہار مافی الضمیر اور تبادلۂ خیال کا طریق ہے۔ مشاہداتی اور فکری اپج کے فروغ نے علوم وفنون کے حقائق و تفاصیل، اسرار و رموز کو لفظوں کے پیکر میں مقید کرنا شروع کیا تو اصطلاحیں ظاہر ہونے لگیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی زبان میں الفاظ واصطلاحات کی کثرت اعلیٰ تہذیب و تمدن اور وسیع معلومات کی علامت اور ترقی کا لازمہ قرار پائی۔

اُردو زبان کی کم مائیگی، لفظی دریوزہ گری اور علمی مفلسی کا شدید احساس اور علمی اصطلاحات کی ضرورت پوری شدومد کے ساتھ اس وقت محسوس کی گئی جب اس کا سامنا مغربی زبانوں بالخصوص انگریزی زبان سے ہوا۔ چونکہ اردو زبان ان تمام جدید علوم وفنون اور سائنسی وفلسفیانہ مباحث سے نا آشنا تھی جو یورپ میں پروان چڑھ رہے تھے اور جہاں تک اردو زبان میں وضع اصطلاحات کی مساعی کا تعلق ہے وہ انگریزی زبان کے اثرات کی مرہون منت ہے اور جدید علمی وسائنسی تراجم کے ساتھ مشروط ہے، تراجم کے ذریعے اردو میں کئی اصطلاحیں داخل ہوئیں۔ اور تراجم اردو زبان کے ارتقائی مراحل کے دوران فروغ پاتے رہے ہیں۔ ترجمہ نگاری کی باضابطہ اجتماعی کوشش سینٹ جارج (رائٹرس کالج) مدراس اور فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے قیام سے ہوئی۔ یہ سچ ہے کہ ان کالجوں میں وضع اصطلاحات کے لیے کوئی مخصوص شعبہ قائم نہیں تھا اور نہ ہی یہاں باضابطہ اصطلاحات سازی کا کام ہوا تاہم

تراجم، قواعد اور لغات کی تدوین کا بنیادی کام ضرور ہوا۔ جس سے اردو کی توسیع ہوئی اور اس کے لفظی ذخیرے میں اضافہ ہوا اور اردو زبان ایک نئے نثری اسلوب سے روشناس ہوئی، جس سے آگے چل کر وضع اصطلاحات کے لیے زمین ہموار ہوئی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اردو میں اصطلاحات کے ابتدائی نقوش یا ترجمے فورٹ ولیم کالج کے انگریز مصنفین، فرانسس گلیڈون کی لغت ''اسلامی قوانین وفقہ کی ڈکشنری'' ۱۷۹۶ء اور تھامس روبک کی لغت جہاز رانی Naval Dictionary میں ملتے ہیں۔

ایسے کئی اہم ادارے ہیں جنھوں نے اصطلاحات سازی کا کام کیا ہے اور اردو زبان وادب پر اپنے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ تحقیق کے ذریعے ان پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ برصغیر کی زبانوں میں اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جس میں دو سو سالوں سے علمی اصطلاحات کی تشکیل پر تسلسل کے ساتھ غور وفکر ہوتا رہا ہے اس سلسلے میں مختلف اداروں نے مختلف ادوار میں اصطلاحات سازی کا کام کیا، ترجمے اور اصطلاحات سازی کے اصول وضع کیے۔ اس میدان میں دلی کالج کو اولیت حاصل ہے اس کے وضع کیے ہوئے اصول آج بھی مترجمین کے لیے مشعل راہ ہیں۔ برطانوی ہند میں صرف یہی کالج تھا جہاں تمام جدید علوم مثلاً جغرافیہ، تاریخ، نیچرل فلاسفی، ریاضیات، معاشیات، قانون، طبیعیات وغیرہ کی تعلیم اردو زبان کے ذریعے دی جاتی تھی۔ آصف جاہی مملکت میں امیر کبیر نواب فخرالدین خاں شمس الامراء ثانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی سرپرستی و نگرانی میں مختلف سائنسی علوم کی تصانیف ولغات کے ترجمے ہوئے۔ مترجمین میں انگریز اور فرانسیسی علماء بھی شامل تھے جنھیں معقول معاوضہ دیا جاتا تھا۔ ریورنڈ چارلس کے مشہور زمانہ سائنس کے چھے علوم پر مشتمل چھے مستند رسالے جو ۱۸۱۸ء میں لندن سے شائع ہوئے تھے ان کا ترجمہ انگریزی سے اردو میں کیا گیا ''جوستہ شمسی'' کے نام سے معروف ہوئے۔ سرسید احمد خاں کی سائنٹیفک سوسائٹی کا مقصد یہ تھا کہ علمی اور ادبی کتابیں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرا کے مغربی ادب ونظریات اور مغربی علوم سے ہندوستانیوں کو واقف کرایا جائے۔

چنانچہ سوسائٹی نے مختلف علوم کی کتابیں شائع کیں۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے مختلف علوم کی سینکڑوں کتابیں ترجمہ کر کے شائع کیں اور ہزاروں اصطلاحیں وضع کیں۔ عصر حاضر میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس ادارے نے علمی اصطلاحات کی کئی مضمون واری فرہنگیں شائع کی ہیں۔ متذکرہ اداروں کی کاوشوں سے اردو زبان کی ترقی، ترویج، توسیع واشاعت ہوئی۔ اردو کی کم مائیگی اور بے بضاعتی دور ہوئی اور اردو زبان نئے اسالیب بیان نئے استعاروں نئے ادبی سانچوں سے روشناس ہوئی۔ جن اداروں کے ترجموں نے اردو زبان میں علمی اسلوب نگارش کی بنیاد ڈالی ان میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کو سب سے نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ ان اداروں کے کارنامے علمی، ادبی اور لسانی زاویہ نگاہ سے ماہرین علم اصطلاح، محققین و مصطلحین کی توجہ کے متقاضی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ محققین نے ان اداروں کی خدمات کا بعض پہلوؤں سے جائزہ بھی لیا ہے۔ مثلاً دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ پر اب تک ایک ایم۔ اے کا مونوگراف اور تین پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے لکھے جا چکے ہیں اور کئی مضامین شائع ہو چکے ہیں تاہم اس موضوع پر اور بھی بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے۔

چنانچہ کام کی ندرت، اہمیت وافادیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ''اصطلاحی مطالعے'' جیسے اچھوتے عنوان کو ہم نے اپنی کتاب کا موضوع بنایا ہے۔ مقالے کا مقصد یہ ہے کہ اصطلاحات میں مستعمل مختلف زبانوں کے الفاظ و مشتقات قواعد اور ترکیبوں کا جائزہ لیا جائے اور ان کے استعمال کے مختلف طریقوں کا تجزیہ کرنے کا موقع ملے اور مضمون واری ترتیب کے ساتھ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی اصطلاحیں یکجا ہو جائیں تا کہ مصطلحین اس نظیر کو سامنے رکھتے ہوئے اصطلاحوں کے معنوی، ادبی، لسانی اور صوتی محاسن و معائب کا اندازہ لگاتے ہوئے اصطلاحات میں وقوع پذیر تدریجی فروغ، نکھار سدھار، لسانی ردوقبول، تغیر وتبدل اور زمانی اثرات کے فروغ کو محسوس کرتے ہوئے اصطلاح سازی کے لیے آگے کی حکمت عملی تیار کر سکیں۔

ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ موضوع سے متعلق کوئی پہلو تشنہ طلب نہ رہے اور حتی المقدور یہ مساعی کی گئی ہے کہ نئے علمی، ادبی اور فکری افق کی تلاش و جستجو کی جائے اور ترجمہ و اصطلاحات سازی کے میدان میں نئے پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے، اور ترجمہ و اصطلاح سازی میں مصروف اداروں، مصطلحین، محققین، مترجمین اساتذہ وطلباء کو اپنے علمی و تحقیقی کاموں میں ہمارے مقالے سے استفادہ کا موقع فراہم کیا جائے اور آئندہ مشینی ترجموں کے سافٹ ویئر کی تیاری میں ہماری کاوشوں سے استفادہ کیا جاسکے' جس کی آج نہایت ضرورت ہے۔ مترجمین کے لیے دوران ترجمہ بہ یک نظر دو نہایت اہم اداروں کی وضع و ترجمہ کردہ اصطلاحیں دستیاب ہوں اور اچھی سے اچھی اصطلاح کے انتخاب میں سہولت ہو نیز قدیم وجدید کے تقابل کے بعد نئے امکانات پر غور وفکر کا موقع ملے اور نئی سمت وراہ کے تعین میں ایک بنیادی نظیر سامنے رہے تا کہ متقدمین کی کاوشوں اور تجربوں سے مدد اور روشنی حاصل کرتے ہوئے اصطلاح سازی کے لیے مستقبل کا راستہ تلاش کیا جائے۔

اردو زبان کے سرمایہ میں یوں تو بہت سی لغات ہیں اور مختلف علوم سے متعلق وضع کی گئی اصطلاحات کی چیدہ چیدہ فرہنگیں بھی دستیاب ہیں۔ لیکن ابھی تک کوئی ایسی نظیر سامنے نہیں آئی جس میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی وضع و ترجمہ کردہ اصطلاحات کو یکجا کر کے ان کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہو۔ کتاب میں ہم نے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی سینکڑوں اصطلاحیں قومی کونسل کی اصطلاحات کے ساتھ تقابلی مطالعہ کے لیے پیش کیں ہیں۔

اس کام میں سب سے بڑا مسئلہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی باقیات کو یکجا کرنا تھا گو کہ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ''فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ'' میں تمام دستیاب اصطلاحات کے ذخائر کو یکجا کر دیا ہے تاہم مزید تلاش اور جانچ پڑتال کی خاطر ''فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ'' (جلد دوم) کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ میری تجویز ہے کہ فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ کی ''باقیات'' تیسری جلد کی صورت میں اہل دکن کو خود مرتب کرنی چاہیے اور وہ

اس لیے کہ مواد ملنے کے امکانات ابھی زیادہ روشن ہیں اگر مرتب چاہیں گے تو یہ جلد بھی یہاں سے شائع کردی جائے گی''۔ قابل احترام محقق کے اس بیان نے مجھے پر امید و متحرک رکھا لیکن باوجود تحقیق تلاش و جستجو کے دارالترجمہ کی مزید اصطلاحیں دستیاب نہ ہوسکیں۔ فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ میں تمام علمی اصطلاحات انگریزی حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہیں اور وہ انگریزی اصطلاح کن کن علوم میں مستعمل ہے اسے قوسین میں انگریزی مخففات کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے اور علوم کے لحاظ سے اس کی اردو متبادل اصطلاحیں درج کی گئی ہیں۔ ہم نے مخففات کی مدد سے بشری وسماجی علوم سے متعلق تقریباً تمام اصطلاحات جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں چن کر لغت ذخار سے علاحدہ کیا اور الگ الگ مضمون واری فرہنگیں مرتب کیں اور اس کے مقابل قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی مضمون واری فرہنگوں سے اردو متبادل اصطلاحوں کو منتخب کر کے تقابلی مطالعہ کے لیے پیش کیا ہے سارے عمل میں پوری احتیاط سے کام کیا گیا ہے اور دارالترجمہ کی ایسی انگریزی اصطلاحیں جنھیں ترجمہ یا وضع کرنے کے بجائے تارید کی گئی ہے مقالے میں شامل نہیں کی گئی ہیں۔

ہم نے کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ **باب اوّل ۔ اردو میں ترجمہ کا آغاز وارتقاء:**۔ اس باب میں ہم نے زبانوں کے آغاز وارتقاء سے بحث کرتے ہوئے اردو میں ترجموں کی ابتداء اور تدریجی فروغ کا جائزہ لیا ہے۔ چونکہ ترجمے کا فن اتنا قدیم ہے کہ اس کے تانے بانے زبان کی تاریخ میں پیوست اور گڈمڈ نظر آتے ہیں اور اردو زبان کی نشو ونما میں تراجم کا بڑا دخل ہے اور تراجم کے ذریعے اردو زبان میں کئی اصطلاحیں داخل ہوئیں، بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ترجموں کے سہارے ہی اردو زبان کی تعمیر و تشکیل ہوئی ہے اور ایک با قاعدہ زبان بننے میں ترجموں کا بڑا دخل ہے اس سارے لسانی تناظر میں ترجموں کے آغاز وارتقاء سے بحث کی گئی ہے۔ **باب دوم ۔ اردو میں وضع اصطلاحات کی تاریخ ابتداء سے ۱۹۱۷ء تک ایک جائزہ:**۔ اس عنوان کے تحت مبسوط انداز میں وضع اصطلاحات کی

تاریخ بیان کی گئی ہے ۱۸۰۰ء میں فورٹ ولیم کالج کے قیام سے ۱۹۱۷ء میں دارالترجمہ کے قیام تک جن اہم اداروں نے ترجموں اور اصطلاح سازی کا کام کیا ان کا مختصراً جائزہ لیا گیا ہے تاکہ اردو زبان میں وضع اصطلاحات کے تدریجی فروغ سے متعلق ایک ہیولیٰ نظروں کے سامنے آجائے۔ چنانچہ ہم نے بعض اہم اداروں کا مفصل جائزہ لیا ہے ان کی وضع کردہ اصطلاحات اور ترجمے کے اصولوں سے بحث کی ہے اور ان کے اہم تراجم کا تذکرہ کیا ہے۔

باب سوم۔ عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام اور اس کا پس منظر:۔ اس باب میں دکن میں اردو ذریعہ تعلیم کا سلسلہ کس طرح شروع ہوا؟ تعلیمی شعور اور تعلیمی فضا کیسے تیار ہوئی؟ اور عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام کی راہ کیوں کر ہموار ہوئی؟ ان نکات پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ چونکہ عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام کی منظوری کے ساتھ دارالترجمہ کے قیام کی منظوری بھی مل چکی تھی اس لیے اس پس منظری باب کا رکھنا ضروری تھا۔ **باب چہارم۔ سررشتہ تالیف وترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ**:۔ اس باب میں دارالترجمہ کے قیام کی کارروائی کی تفصیل، اور خدمات کا مکمل احاطہ کیا گیا ہے نیز وضع اصطلاحات کے اصولوں، اصطلاحات سازی کے طریقوں سے مفصل بحث کی گئی ہے ۔ **باب پنجم۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان**:۔ اس میں قومی کونسل کے قیام کی تفصیل، تنظیمی ہیئت، فرائض واختیارات اور اہم مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے اصطلاحات سازی کے لیے ان کے وضع کردہ اصولوں اور طریقوں سے بحث کی گئی ہے۔ تا حال وضع کردہ اصطلاحات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے موضوع سے متعلق اہم نکات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے کام کا جائزہ لیا گیا ہے۔ **باب ششم۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی بشری وسماجی علوم سے متعلق وضع وترجمہ کردہ اصطلاحات کا تقابلی مطالعہ**:۔ دراصل ہم نے اس عنوان کے تحت سماجی وبشریاتی علوم کی اصطلاحات کا تقابل پیش کیا ہے دو ہزار سے زائد اصطلاحات ذیلی عنوانات کے تحت مضمون واری ترتیب کے ساتھ مطالعہ کے لیے پیش کی گئی ہیں ان میں ادبی اصطلاحات، اصطلاحات تاریخ، اصطلاحات سیاسیات، اصطلاحات جغرافیہ، اصطلاحات فلسفہ،

اصطلاحات نفسیات، اصطلاحات تدریسیات (تعلیم)' اصطلاحات سماجیات، اصطلاحات معاشیات، اصطلاحات نظم ونسق عامہ وغیرہ شامل ہیں۔ جب کہ میرے پی۔ ایچ۔ ڈی کے اصل مقالے میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی وضع کردہ پندرہ مضامین سے متعلق گیارہ ہزار آٹھ سو چھیاسی اصطلاحات شامل ہیں جن میں سے بعض مضامین پر ابھی تک قومی کونسل نے اصطلاحات وضع نہیں کی ہیں ان میں اخلاقیات، منطق، قانون، نشریات، آثاریات جیسے اہم مضامین شامل ہیں۔ **باب ہفتم۔ اصطلاحات کا تقابلی تجزیہ:۔** اس موضوع کے تحت اصطلاحات کی نوعیت، ان کے معانی و مفاہیم، الفاظ و مشتقات' اصطلاح کے محاسن و معائب اور اصطلاح کی تعریف وغیرہ سے بحث کی گئی ہے۔ جس میں دونوں اداروں کی وضع کردہ اصطلاحات کا لسانی، ادبی، علمی اور دیگر پہلوؤں کے تناظر میں تقابلی تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ان کے اصولوں سے تجزیاتی وتقابلی بحث کی گئی ہے۔ اور تحقیقی کام سے اخذ کردہ نتائج بیان کئے گئے ہیں نیز مطالعے اور تجزیے کی روشنی میں اپنا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔

پیش نظر کتاب دراصل میرے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کے مقالے کا ایک حصہ ہے۔ ''دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کی بشری وسماجی علوم سے متعلق وضع وترجمہ کردہ اصطلاحات کا تقابلی مطالعہ'' کے عنوان پر لکھے گئے مقالے پر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد نے مجھے فروری ۲۰۱۲ء میں اردو میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری عطا کی۔

کتاب کی تکمیل پر سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہوں جو مسبب الاسباب اور کارساز ہے۔ اور ان لوگوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے اس کام میں میری رہنمائی فرمائی یا کسی بھی طرح کا تعاون کیا۔ ہمارے قابلِ احترام سابق وائس چانسلر پروفیسر اے۔ ایم پٹھان صاحب کے عہد میں بحیثیت لکچرر شعبۂ ترجمہ میں جب میرا تقرر ہوا تب انھوں نے ہی سب سے پہلے مجھے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کرنے کا مشورہ دیا۔ اور

جس وقت راقم الحروف کا حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی میں پی۔ایچ۔ڈی۔ کے لیے انتخاب عمل میں آیا تو میرے کرم فرما پروفیسر اے۔ایم پٹھان صاحب نے وہاں داخلے کی اجازت نہیں دی بلکہ جامعۂ ہٰذا میں داخلہ لینے کی ہدایت دی۔ پٹھان صاحب کے قیمتی مشوروں اور ہدایتوں کے لیے ان کی خدمت میں بہ صمیمِ قلب خصوصی ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں۔داخلے کے بعد تحقیقی کام کے لیے نگراں کے معاملے کو لے کر میں متفکر تھا شعبہ کے حالات سے ناواقف تھا۔ایسے وقت میں ڈاکٹر محمد ظفرالدین پروفیسر وصدر شعبۂ ترجمہ وسابق ڈین اسکول برائے السنہ لسانیات وہندیات نے نگراں کے انتخاب میں میری پوری رہنمائی فرمائی اور دوران تحقیق میری ہمت افزائی کرتے رہے جس کے لئے میں خلوص دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔مقالہ کی نگراں ڈاکٹر مسرت جہاں نے دورانِ تحقیق ہر مرحلے میں میری رہنمائی فرمائی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ڈگری ملنے کے بعد، جب بھی ان سے ملاقات ہوتی تو وہ مقالے کی اشاعت کے لیے توجہ دلاتیں۔فی زمانہ اسکالرس کے تئیں اتنی فکر رکھنے والے اوران کے مستقبل کے تعلق سے سوچنے والے اساتذہ خال خال ہی نظر آتے ہیں ، ڈاکٹر مسرت جہاں اُنہی میں سے ایک ہیں اگر وہ مجھے اس طرف مائل نہ کرتیں تو شاید یہ کتاب آج آپ کے ہاتھوں میں نہ ہوتی۔ان کی اس پُرخلوص توجہ دہانی کے لیے میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر نسیم الدین فریسؔ کا یہ خاصہ ہے کہ عام طور پر جو بھی اسکالر ان سے رجوع ہوتا ہے اس کی رہنمائی کرتے ہیں میرے ساتھ ان کی دیرینہ شناسائی خصوصی دلچسپی کا باعث بنی اور ان کی رہنمائی وتعاون کی وجہ سے کتاب کے اہم مراحل آسان ہوئے۔ میری درخواست پر پروفیسر بیگ احساس، پروفیسر وسابق صدر شعبۂ اردو، حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی نے وہاں کے سیمنار میں مدعو مہمانوں، پروفیسر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر ایم ،شافع قدوائی، صدر شعبۂ جرنلزم اینڈ ماس کمیونی کیشن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔باوجود مصروفیتوں کے دونوں حضرات نے مجھے وقت دیا۔ان سے ملاقات کے دوران قومی کونسل میں اصطلاح سازی کے کام سے متعلق حقائق کی گرہ کشائی ہوئی اور

مقالے میں بعض اہم نکات کا اضافہ ہوا جس کے لئے ان تمام کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شعبہ اُردو کے اساتذہ پروفیسر خالد سعید، ڈاکٹر ابوالکلام، صدر شعبہ کے علاوہ ڈاکٹر شمس الہدیٰ دریابادی، محترمہ بی۔ بی رضا خاتون کے مشورے بھی شامل رہے لہٰذا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شعبۂ ترجمہ کے رفقائے کار ڈاکٹر محمد خالد مبشر الظفر جن کی ہمت افزائی اور ہمدردانہ مشوروں نے مجھے اپنے تحقیقی کام میں متحرک رکھا۔ ڈاکٹر سید محمود کاظمی نے کتابوں کی چھپائی سے متعلق اپنے تجربات اور معلومات سے آگاہ کیا۔ ڈاکٹر فہیم الدین احمد نے باوجود مصروفیات کے کمپیوٹر پر کام کے دوران ہر مرحلے پر جب بھی کوئی مشکل پیش آئی کمپیوٹر کی گتھیاں سلجھانے میں بلا تامل میرا تعاون کیا۔ ڈاکٹر کہکشاں لطیف جب بھی مجھے تحقیقی کام میں مصروف دیکھتیں تو میری ہمت افزائی اور ستائش ضرور کرتیں اور ڈاکٹر شیخ سعدی ارشد نے کمپیوٹر خراب ہونے پر ڈاٹا کو محفوظ کرنے میں میرا تعاون کیا، لہٰذا ان تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میرے شاگرد ابو مظہر خالد صدیقی نے جب انگریزی اردو اصطلاحات کی مضمون واری ترتیب کا مسئلہ درپیش آیا تو انھوں نے کمپیوٹر مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخففات کی مدد سے موضوع کے لحاظ سے اصطلاحات کو الگ کر کے میرے کام میں نہ صرف آسانی بلکہ سرعت پیدا کردی جس کے لیے میں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر میں یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا ہر لحہ خیال رکھنے والی شریکِ حیات عائشہ ناہید، میرے دونوں فرزند محمد عمید اثیر اور محمد کونین باصر کا مقالہ کی تیاری کے دوران مکمل تعاون حاصل رہا جس کے بغیر تحقیق کے منازل ہفت خواں طے کرنا ممکن نہ تھا۔

مارچ/۲۰۱۶ء

ڈاکٹر محمد جنید ذاکر
شعبۂ ترجمہ
مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی حیدرآباد۔ دکن

اُردو میں ترجمے کا آغاز وارتقاء

ترجمے کے آغاز وارتقاء کا جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ زبان کی ابتداء اور اُس کی نشوونما کے تدریجی مراحل کا بھی سرسری جائزہ لیا جائے۔ اس لئے کہ ترجمے کا فن اتنا قدیم ہے کہ اس کے تانے بانے زبان کی تاریخ میں پیوست اور گڈمڈ نظر آتے ہیں۔

لٰہذا جب ہم کسی زبان کے آغاز وارتقاء اس کی ساخت اور مختلف اجزائے ترکیبی کی تعمیر وتشکیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو چند باتیں مشترک نظر آتی ہیں۔ بالخصوص زبانوں کے آغاز سے متعلق سب سے قدیم نظریے جسے الوہی یا الہامی نظریہ کہا جاتا ہے اس پر تمام مذاہب قدرے متفق نظر آتے ہیں۔ اس نظریہ کے تحت زبانوں کی اصل الوہی یا الہامی قرار دی گئی ہے۔ جس میں مختلف مذاہب زبان کے آغاز کے متعلق اپنے ایقان وعقیدے کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے انسان ہیں اور حوا پہلی خاتون اور اللہ نے آدم کو اپنی سب سے عظیم المرتبت صفت ''علم'' سے سرفراز فرمایا اور قرآن پاک کے مطابق ''اللہ نے آدم کو علم اشیاء عطا فرمایا'' اور بعد میں مختلف زبانوں میں نسل آدم پر صحائف آسمانی یکے بعد دیگرے اتارے گئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زبانیں اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ ہیں۔

''انجیل کے مطابق ابتداً انسانوں میں محض ایک زبان عبرانی رائج تھی اہل بائبل نے ایک مینار بنایا تا کہ آسمان پر چڑھ کر خدا سے معرکہ کرسکیں۔ خدا نے اس اُمت کو سزا دینے کے لئے ہر شخص کی زبان مختلف کردی۔ وہ ایک دوسرے کی بات

سمجھنے کے قابل نہیں رہے۔ انگریزی محاورہ (Babel of tongues) اِسی کی طرف اشارہ کرتا ہے"۔ ا

ہندوعقائد کے مطابق سنسکرت کو دیو بانی یا دیو بھاشا کہا جاتا ہے جب کہ ماہرین لسانیات اور فلسفیوں کے نزدیک آغاز زبان کے متعلق قیاس پر مبنی کئی اور نظریے ہیں جن میں افلاطون کا "فطری نظریہ" حیوانی آوازوں کی نقل کا نظریہ (Bow-vow theory) "بھوں بھوں نظریہ" ماڈوں کا نظریہ (Ding-dong or Root theory) "فجائی نظریہ" (Pooh pooh theory) اور "اشارات و حرکات کا نظریہ۔" اس نظریے کی ڈارون نے چھے غیر متعلق زبانوں کے تقابلی مطالعہ کی بناء پر حمایت کی ہے اس نظریے کا مختصراً خلاصہ یہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت اور ہونٹوں کی حرکت سے کچھ آوازیں پیدا ہوئیں جس سے وحشی انسان کو دریافت ہوگیا کہ حلق سے باہر ہوا نکالنے سے آواز پیدا کی جاسکتی ہے لہٰذا انسان نے ابتداء میں اپنے جبلی جذبات کے اظہار کے لیے مختلف آوازوں حرکات واشاروں سے کام لیا۔ اس نے مختلف جانوروں کی آوازوں اور بے جان اشیاء کی جھنکار کی نقل کی اور انھیں صوت نما الفاظ میں ظاہر کیا۔ اُردو کے معروف محقق ڈاکٹر محی الدین قادری زور جنھوں نے لسانیات کے موضوع پر اُردو میں پہلی کتاب "ہندوستانی لسانیات" کے نام سے لکھی ہے زبان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

"زبان خیالات کا ذریعۂ اظہار ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ لفظوں اور فقروں کے توسط سے انسان کے ذہنی مفہوم و دلائل اور ان کے عام خیالات کی ترجمانی کرے۔ اس ترجمانی میں وہ حرکات جسمانی بھی شامل ہیں جو کسی مفہوم کے سمجھانے کے لیے خاص، خاص زبان بولنے والوں کے درمیان مشترک ہوتی ہیں۔" ۲

زور صاحب نے زبان کی تعریف میں حرکات جسمانی کو بھی شامل کیا ہے اور یہ تعریف زبان کی ماہیت آغاز و تشکیل کے باب میں کہی گئی ہے۔ اگر ہم حرکات جسمانی کو زبان قرار دیں تو زبان کے آغاز و ارتقاء کے متعلق نظریہ اشارات وحرکات کو تقویت ملتی ہے

اورماہرین لسانیات کی اکثریت اس نظریہ کی حامی بھی نظر آتی ہے۔ اسی تسلسل میں اگر ارسطو کے قول ''انسان ایک سماجی حیوان ہے''(Man is a social animal) کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ تاریخ کے اولین باب ''پتھر کے دور''(Stone age) سے آج تک ارسطو کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ بلا شبہ انسان کبھی تنہا زندگی نہیں بسر کرسکتا معاشرے اور سماج کے باہر اس کی زندگی کا تصور بھی محال ہے وہ خاندان اور قبیلے کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتا انسان کی اس فطرت کو(Gregarious) کہا گیا ہے یعنی غول پسند گلّے میں رہنے والا جانور۔

انسان ازل سے گروہوں، دوستوں خاندان وقبائل کی رفاقت میں اپنی زندگی گزارتا آیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ابتدائے آفرینش میں جب ایک نیم وحشی انسانی گروہ یا قبیلے کا دوسرے قبیلے یا گروہ سے سامنا ہوتا تو دو باتیں ہوتی تھیں یا تو وہ آپس میں متصادم ہوجاتے یا ایک دوسرے کی ضروریات کے تحت اپنے جبلّی جذبات واحساسات کا تبادلہ کرتے۔ دونوں صورتوں میں وسیلہ اظہار کی ضرورت ہوتی۔ زبان کے آغاز سے متعلق مذکورہ نظریات کی روشنی میں وہ اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کا وسیلہ آوازوں، اشاروں یا علامتوں کو بنائے ہوں گے۔ یعنی زبانیں ابھی اپنے وجود کے ابتدائی مراحل میں تھیں، تشکیل وتعمیر کے دور سے گزر رہی تھیں تب ہی سے دنیا میں ترجموں کی ابتداء ہوئی۔ انسانی تہذیب وتمدن کی ابتداء وارتقاء کے ساتھ ساتھ ترجموں کا بھی آغاز ہوا۔ جیسے جیسے دنیا کے مختلف حصّوں میں مختلف سماجی گروہ متمدن ہوتے گئے، ان کی زبانیں بھی بتدریج ترقی یافتہ ہوتی گئیں۔ اشارے علامتیں اور ملفوظہ آوازیں لفظوں کا لبادہ اوڑھ کر بولیوں کا روپ اختیار کیں۔ اور جو زبانیں صرف بولیوں کی شکل میں رائج تھیں ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے اپنے مخصوص مزاج، رنگ وآہنگ اور صوتی تقاضوں کے تناظر میں حرفی لباس زیب تن کرتی گئیں اور مختلف زبانیں مختلف رسم الخط (Script) میں لکھی جانے لگیں۔ اقطاع عالم میں منتشر مختلف مہذب وغیر مہذب سماجی گروہوں میں رابطہ اور باہمی تعلقات نے ایک دوسرے

کے احساسات وضروریات کو اجاگر کیا۔ تب سے لے کر آج تک ترجموں اور مترجموں کی بڑی اہمیت رہی ہے ترجموں کی افادیت، ضرورت اور اہمیت کو ہر زمانے میں تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ اردو زبان بھی اس کلیے سے مبرا نہیں ہے۔

اُردو زبان میں ترجمے کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ زبان کی تاریخ۔ جس طرح دنیا میں زبان کے آغاز سے متعلق مختلف نظریات ہیں ٹھیک اِسی طرح اردو زبان کے آغاز وارتقاء اور جائے پیدائش کے متعلق ماہرین لسانیات میں اختلاف ہے یہاں اِن اختلافی مباحث میں جانا مقصود نہیں ہے صرف اتنا بتانا ضروری ہے کہ ترجمے اردو زبان کے ارتقائی مراحل ومنازل کے دوران فروغ پاتے رہے جس سے اردو کی وسعت اور لفظی ذخائر میں اضافہ ہوتا گیا۔ تراجم کے ذریعے اردو زبان، نئے اسالیب بیان، نئے استعاروں، نئی طرز ادا اور نثر ونظم میں نئے ادبی سانچوں سے روشناس ہوئی بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ترجموں کے سہارے ہی اردو زبان کی تعمیر وتشکیل ہوئی۔

> ''اردو تو ایک با قاعدہ زبان بنی ہی ترجموں کی بدولت ورنہ جب تک وہ کھڑی بولی کے روپ میں تھی اِسے کسی بڑے قلمکار نے ادبی تصنیف کے قابل نہ سمجھا۔ بولی سے زبان تک کا طویل فاصلہ ایک صدی کے اندر طے کر لینے میں ترجموں کا بڑا ہاتھ ہے۔ کہیں یہ ترجمے کتابی صورت میں ہوئے اور کہیں محض خیال استعارے اور اصطلاحوں کی صورت میں۔''[۳]

شمالی ہند میں مسلمانوں کی فتوحات کا آغاز محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے سے ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کی آمد اور فتوحات کا یہ سلسلہ کسی نہ کسی طرح جاری رہا، یکے بعد دیگرے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہوتی گئیں، بنتی رہیں اور مٹتی گئیں۔ تیرہ سو سالوں سے تسلسل کے ساتھ کشور ہند کے کسی نہ کسی حصے میں یا پورے ملک پر مسلمانوں کی حکومتیں قائم رہیں۔ مسلمانوں کی یہ عظیم الشان تاریخ جہاں عروج وزوال، تزک واحتشام اور انتظام والنصرام کی لاثانی مثالوں، عزم واستقلال، ایثار وقربانی، وفاداری وبہادری کے دم بخود

کردینے والے محیرالعقول واقعات سے بھری پڑی ہے۔ وہیں غداری، دھوکہ، فریب، چالبازی، آپسی خون خرابے، اور بدنظمی کی کچھ دلخراش یادوں کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ہندوستان سے مسلمانوں کے دور کا پوری طرح اور مکمل خاتمہ خانوادہ آصف جاہی کے ساتویں حکمراں شاہ دکن میر عثمان علی خاں بہادر کی ۱۹۴۸ء میں معزولی پر ہوا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی پہلی باضابطہ حکومت کی داغ بیل محمد بن قاسم نے ۷۱۲ء میں ڈالی جو سندھ میں تین سو سال تک قائم رہی۔ محمود غزنوی کا پہلا حملہ ''۱۰۰۱ء میں ہوا''۔[۴] اس کے بعد اس نے پے در پے ہندوستان پر سترہ حملے کیے۔ وہ اور اس کے سردار پنجاب پر قابض ہو گئے اور قریب دو سو سالوں تک پنجاب میں ایک آزاد حکومت قائم رہی۔ محمد غوری نے ترائین کی دوسری جنگ میں چوہان سلطنت کے حکمراں پرتھوی راج کو ۱۱۹۲ء میں شکست فاش دے کر دلی میں مسلمانوں کی حکومت قائم کردی۔ محققین اور ماہرین لسانیات کے مطابق ۱۰۰۰ء تا ۱۲۰۰ء دو سو سال اردو کے لئے عبوری یا تعمیری زمانے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ محمود غزنوی کا پہلا حملہ ۱۰۰۱ء میں ہوا۔ اس زمانے میں اردو، بقول ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی

''سیال حالت میں تھی خط و خال ابھر چکے تھے لیکن اس میں صلابت استواری اور پختگی نہیں آئی تھی۔''[۵]

اردو کے مذکورہ دو سو سالہ عبوری دور کو گریرسن وغیرہ جیسے علمائے قدیم مغربی ہندی کا دور کہتے ہیں۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کے خیال میں ہندی کسی خاص جانی پہچانی زبان کا نام نہیں تھا بلکہ اردو، برج، ہریانی، قنوجی، بندیلی کے مشترک لسانی سرمایے کو مغربی ہندی کہتے تھے جب کہ ۱۰۰۰ء تک کے دور کو اپ بھرنش کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اپ بھرنش دور کے کچھ ہی سالوں بعد یعنی ۱۰۲۷ء میں محمود غزنوی پنجاب فتح کرتا ہے اور لاہور کو اپنی چھاؤنی بناتا ہے۔ مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد اور فتح دلی تک گیارہویں اور بارہویں صدی میں اپ بھرنش سے ابھرنے والی زبان ابھی طفل مکتب تھی۔ وہ اعلیٰ خیالات بھرپور جذبات کے

اظہار کے لئے بے بضاعت تھی متنوع خیالات و مضامین کی ترجمانی پر قادر نہ تھی۔ ابھی وہ صوتی مراحل سے گزر کر بولی کی شکل میں پھلنے پھولنے بڑھنے اور پھیلنے کے مدارج طے کر رہی تھی کہ مسلمانوں کی آمد سے اس زبان کے کینڈے میں عربی' فارسی' ترکی الفاظ کی آمیزش ہونے لگی اور عام بول چال کے ذریعے فارسی' عربی کے روز مرہ محاورے ترجمہ ہو کر شامل ہونے سے اردو کا روپ متشکل ہوا۔

اردو کی تشکیل کی رفتار اس وقت اور بھی تیز ہوگئی جب محمد غوری نے ترائین کی جنگ میں چوہان سلطنت کے حکمراں پرتھوی راج کو ۱۱۹۲ء میں شکست فاش دے کر دلی میں مسلمانوں کی حکومت قائم کر دی۔ دلی میں مسلم حکومت کے قیام کی وجہ سے بڑی تعداد میں کئی مسلم خاندانوں نے دلی کے گرد و نواح میں سکونت اختیار کر لی۔ مسلمانوں کے مقامی لوگوں سے میل جول' لین دین کی وجہ یہاں کی بولیوں پر مذہبی' تمدنی' سیاسی' معاشی اور ثقافتی اثرات تیزی سے مرتب ہونے لگے۔ جس طرح لاطینی زبان نے یورپ کی اکثر زبانوں کو متاثر کیا اسی طرح فارسی اور عربی نے اس زمانے میں تشکیل پذیر زبان اردو کو اپنے الفاظ، محاورات اور روزمرہ سے مالا مال کیا۔

> "کہیں کہیں فارسی زبان کے روزمرہ محاورے ترجمہ ہو کر اظہار کا ذریعہ بنتے نظر آتے ہیں مثلاً "تم لیلیٰ جو یا لوڑ و منجہ مجنوں کی نینو دیکھو' سعدی کے مشہور فقرے "لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید" کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح "ساجن گھر میں کرے سو لٹکے اے گگن پر ڈھونڈھن جانویں" فارسی مصرعے "یار در خانہ و ما گرد جہاں میگردیم" سے متاثر معلوم ہوتا ہے اسی طرح "کان کروں یہ پرم کہانی" میں کان کروں "گوش کن" کا ترجمہ ہے "لٹکے کرنا" ناز کردن کا اور پیار دھرنا "محبت داشتن" کا ترجمہ ہے۔"[٦]

ابھی یہ زبان پوری طرح پختہ نہیں ہونے پائی تھی کہ مسلمانوں نے جنوب کا رخ کیا۔ اولاً علاء الدین خلجی نے دکن پر مسلسل حملے کیے۔ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے

۱۳۰۲ء میں ورنگل پر بھی حملہ کیا تھا جو شہر حیدر آباد سے قریب ۱۵۰ کیلو میٹر دوری پر واقع ہے۔ اس وقت ابھی شہر حیدر آباد کی بنیاد نہیں ڈالی گئی تھی۔ اس حملے کے بعد ایک بہت بڑا اسیلاب محمد تغلق (۱۳۲۵ء تا ۱۳۵۱ء) کے عہد حکومت کے دوران اٹھا محمد تغلق نے نہ صرف دکن پر فوج کشی کی بلکہ دیوگیری کو دولت آباد سے موسوم کر کے اس کو اپنا پایہ تخت بھی قرار دیا اور تمام دلی والوں کو دولت آباد منتقل ہونے کا فرمان جاری کیا۔ جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں لوگ دکن تشریف لائے۔ جن میں بڑے بڑے علماء، فضلاء، تجار، اہل علم و ہنر اور با کمال لوگ شامل تھے۔ گوکہ کچھ عرصے بعد محمد تغلق نے دلی کو مراجعت کی لیکن ایک بڑے گروہ نے یہاں مستقل بود و باش اختیار کر لی۔ یہ فاتحین جو زبان دکن میں لے کر آئے وہ یہاں آزادانہ نشو و نما حاصل کرنے لگی۔ یہ وہی زبان ہے جو بارہویں صدی عیسوی میں ہند کے ایک وسیع علاقے یعنی دوآبہ گنگ و جمن، پنجاب اور دلی کے گرد نواح میں بولی جاتی تھی اور اس زبان کو اکثر محققین و ماہرین لسانیات نے اردو کا مخزن و مشتق قرار دیا ہے۔ یہ زبان اپنے تشکیلی دور ہی سے ترجموں سے متاثر رہی و نیز رد و قبول اور انجذاب سے گزر کر سنورتی نکھرتی ایک البیلی کا روپ اختیار کر رہی تھی۔ صوفیاء کی نگاہِ التفات نے اس نئی نویلی کے بھاگ جگائے۔ وہ گری پڑی عامی ابھاگن جسے کوئی صاحب کمال پوچھتا نہ تھا صوفیاء نے اسے اٹھایا خونِ جگر سے سینچا خوب سنوارا سجایا نوک پلک درست کی اور مسند ملوکیت پر بٹھادیا۔

صوفیاء جن کی زندگی کا واحد مقصد اشاعت اسلام تھا وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے تھے اور برائی سے روکتے تھے۔ تبلیغ اسلام کے اس عظیم الشان کام کے لیے انھوں نے اردو زبان کو اظہار کا وسیلہ بنایا اور انہوں نے اردو میں ترجموں کی بنیاد رکھی۔ دکن میں یہ زبان ہندی اور دکھنی کے نام سے رائج ہوئی ان لوگوں نے ابتداء میں اس زبان میں تعلیم و تلقین فرمائی۔ عام غیر مسلموں اور نو مسلموں کے لیے اسلام اور اس کی باتیں بالکل نئی معلوم ہوتی تھیں۔ چونکہ ابھی تک یہاں کی کسی بھی زبان میں اسلام منتقل نہیں ہوا تھا صوفیا نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ ابتداء میں ایک نمو پذیر زبان میں جو ایک بولی کی شکل میں رائج تھی تصنیف

وتالیف کرنا گویا جوئے شیر لانا تھا اس لیے یہ صوفیاء پہلے اسلام اور تصوف کی باتوں کو عام فہم بول چال کی زبان میں ترجمہ کر کے وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔ رشد و ہدایت کے یہ ترجمے اردو زبان وادب کے اولین نمونے قرار پائے۔ اس سلسلے میں مولوی عبدالحق رقم طراز ہیں۔

"تلقین کے لیے انھوں نے جہاں اور ڈھنگ اختیار کیے ان میں سب سے مقدم یہ تھا کہ اس خطے کی زبان سیکھیں تا کہ اپنا پیغام عوام تک پہنچا سکیں۔ چنانچہ جتنے اولیاءاللہ سرزمین ہند میں آئے یا یہاں پیدا ہوئے وہ باوجود عالم وفاضل ہونے کے (خواص کو چھوڑ کر) عوام سے انھیں کی بولی میں بات چیت کرتے اور تعلیم وتلقین فرماتے تھے۔"۷

اس ضمن میں صوفیائے کرام کے گفتارنامے، خطبات، ملفوظات، اقوال، نثری رسائل یادگار ہیں۔ دکھنی زبان میں اس کے کئی نمایاں شواہد موجود ہیں۔ قطب شاہی دور کے مشہور شاعر ملا وجہی کی "سب رس" اردو نثر کی پہلی کتاب ہے جو سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں ۱۰۴۵ھ م ۳۶-۱۶۳۵ء میں تصنیف ہوئی جو دراصل یحییٰ ابن سیبک فتاحی نیشاپوری کی تصنیف "دستور عشاق" ۱۴۳۹ء م ۸۴۰ھ کا ترجمہ ہے۔

"جب مولوی عبدالحق نے اوّل اوّل "سب رس" کو مرتب کر کے شائع کیا تھا اس وقت انہوں نے وضاحت کردی تھی کہ "سب رس" کے قصے کی بنیاد یحییٰ ابن سیبک فتاحی نیشاپوری کے رسالے "حسن ودل" پر ہے بعد ازاں جب عزیز احمد نے سب رس کے ماخذوں اور مماثلات پر کام کیا تو انہوں نے صاف طور پر لکھا کہ وجہی کی سب رس فتاحی کے "دستور عشاق" سے ماخوذ ہے اور بڑی حد تک اس کا آزاد ترجمہ ہے "حسن ودل" اس مثنوی کا خلاصہ ہے۔"۸

اس بات کا ذکر ڈاکٹر جمیل جالبی نے بھی اپنی تصنیف تاریخ ادب اردو حصہ اول میں کیا ہے۔ دکھنی زبان میں جو قدیم مثنویاں لکھی گئیں ان میں زیادہ تر فارسی زبان سے ترجمہ کی گئیں۔ جب ہم اردو میں اولین ترجمہ کی تلاش وتعیین کرنا چاہیں تو کئی ایک باتیں

سامنے آتی ہیں۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق بعض محققین نے میراں جی حسن خدانما کی شرح تمہید کو اردو کا پہلا ترجمہ قرار دیا ہے۔ میراں جی حسن خدانما قطب شاہی بادشاہ سلطان عبداللہ کے عہد میں شاہی ملازم تھے۔ آپ نے دکھنی اردو میں کئی رسالے لکھے جن میں شرح تمہیدات بھی شامل ہے۔ شرح تمہیدات ہمدانی تصوف کی کتاب ہے مرزا حامد بیگ کے مطابق:

''شرح تمہیدات ایک قدیم فارسی تصنیف ''تمہیدات عین القضات مصنف عبداللہ بن ہمدانی (المعروف بہ عین القضات) کی شرح اور ترجمہ ہے'' انہوں نے مزید لکھا کہ میراں جی حسن خدانما نے یہ ترجمہ ۱۶۰۳ء میں کیا تھا'' مرزا حامد بیگ نے اسے اردو کا پہلا ترجمہ قرار نہیں دیا ہے۔ اسی طرح خلیق انجم نے اپنی کتاب فن ترجمہ نگاری میں ص 11 پر اس طرح رقم طراز ہیں ''بعض محققین کا خیال ہے کہ شاہ میراں جی خدا نما نے ابوالفضائل عبداللہ بن محمد عین القضاہ ہمدانی کی تصنیف ''تمہیدات ہمدانی'' کا عربی سے اردو میں جو ترجمہ کیا تھا وہ اردو کا پہلا ترجمہ ہے۔''۹

یہاں بھی قطعی اور ٹھوس دلائل سے دامن بچا لیا گیا ہے اور اس تصنیف کی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ یہ تصنیف اردو کا پہلا ترجمہ ہے اور یہ کس حد تک سچ ہے یہ کہنا بہت مشکل ہے کیونکہ ہمیں اس سے بھی قدیم یعنی بہمنی دور کے ایک مصنف سید عبداللہ الحسینی کی تصنیف کا پتہ ملتا ہے جس کا ذکر ماہر دکنیات و محقق نصیر الدین ہاشمی نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''دکن میں اردو'' میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ احمد شاہ ثانی بہمنی ۸۳۸ھ تا ۸۶۲ھ کے زمانے میں سید عبداللہ حسینی موجود تھے اور ان کا شمار اپنے عہد کے اکابر صوفیاء میں کیا جاتا تھا۔

''آپ نے اپنے مریدوں کی ہدایت کے لئے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''نشاط العشق'' کا قدیم اردو (دکھنی) میں ترجمہ فرمایا تھا اور اس کی شرح قلم بند کی تھی بقول اسٹوارٹ (مصنف کیٹلاگ کتب خانہ ٹیپو

سلطان) اس کا ایک نفیس مخطوطہ کتب خانہ ٹیپو سلطان میں موجود تھا۔''۱۰

نصیر الدین ہاشمی نے تاریخ کی صراحت کے ساتھ جس دور کی نشاندہی کی ہے اس کی روشنی میں ہم تمہیدات ہمدانی کو اردو کا پہلا ترجمہ قرار نہیں دے سکتے۔ تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ بہمنی سلطنت دکن کی پہلی مسلم سلطنت تھی۔ اس خود مختار بہمنی سلطنت کا آغاز ۱۳۴۷ء سے ہوا تھا اور بہمنیوں کا یہ عظیم الشان دور ۱۶۹۰ء تک برقرار تھا۔ جب بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھرا تو پانچ مسلم سلطنتیں (۱) گولکنڈہ' (۲) بیجاپور' (۳) احمد نگر' (۴) برار' (۵) بیدر وجود میں آئیں۔ جو بالترتیب قطب شاہی' عادل شاہی' نظام شاہی' عماد شاہی اور برید شاہی کے نام سے موسوم تھیں۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ سید عبداللہ حسینی کا ترجمہ ''نشاط العشق'' بہمنی بادشاہ احمد شاہ ثانی کے دور کی تصنیف ہے جب کہ میراں جی حسن خدانما کا ترجمہ ''شرح تمہید ہمدانی'' قطب شاہی خاندان کے ساتویں حکمراں سلطان عبداللہ کے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ میراں جی حسن خدانما سلطان عبداللہ کے عہد میں شاہی ملازم تھے ان کا انتقال ''۱۰۷۸ھ میں ہوا''۱۱

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ میراں جی حسن خدانما کے ترجمے ''شرح تمہیدات ہمدانی'' کے مقابلے میں سید عبداللہ الحسینی کا ترجمہ ''نشاط العشق'' دو سو سال سے زیادہ قدیم ہے اس لیے نشاط العشق کو تادم تحقیق اردو کا پہلا ترجمہ قرار دینے میں کوئی پس و پیش نہیں ہونا چاہیے۔ متذکرہ نمایاں تاریخی شواہد کی روشنی میں جب تک کہ کوئی نئی تحقیق سامنے نہیں آجاتی بلاشبہ نشاط العشق کو اردو کا پہلا ترجمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ محض اس اعتراض پر کہ اب اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں، ہم اس کی تاریخی اہمیت سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ اسٹوارٹ کا بیان کیا قابلِ بھروسہ نہیں ہے' ہو سکتا ہے کہ اس کا اور کوئی نسخہ کسی کتب خانے میں موجود ہو اور وہ کسی محقق کی نگاہِ جستجو کا منتظر ہو۔ اس کے علاوہ قطب شاہی دور کے کئی اور شاعر بھی ہیں جنھوں نے فارسی و عربی سے شعری و نثری تراجم کیے ہیں ان میں بانی شہر حیدر آباد گولکنڈہ کا پانچواں تاجدار اردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ بھی شامل

ہے۔اس نے جہاں اپنی شاعری میں حسن وعشق، راگ ورنگ، عیش ونشاط کی مخصوص کیفیات کا اظہار کیا ہے وہیں اس نے انسانی معاشرت تہذیب وتمدن رسم ورواج مظاہر قدرت اور اپنے ماحول کی ترجمانی کی ہے۔ تیز نگاہی حسن شناسی اور قادر الکلامی اس کی شاعری کی پہچان ہیں۔اس نے اپنے دور کی پوری سماجی زندگی کی غمازی کی اور کم وبیش اردو شاعری کے تمام اصناف سخن میں شعری تجربے کیے ہیں۔اس کی شاعری حسن وعشق اور ہندوستانی عناصر سے مملو ہے۔خواجہ حافظ کی بعض فارسی غزلوں کا دکھنی غزلوں میں کامیاب ترجمہ کیا ہے۔ حافظ کی غزلوں کے ترجمے کا شمار اردو کے اولین شعری تراجم میں کیا جاتا ہے بلکہ یہ باضابطہ پہلا شعری ترجمہ ہے۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

حافظ

یوسفِ گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور
کلبۂ احزان شود روزی گلستاں غم مخور

قلی قطب شاہ

یوسف گم سو پھر آگا اب بکنعاں غم نہ کھا
گھر تیرا اُمید کا ہوگا گلستاں غم نہ کھا'' [۱۲]

جیسا کہ ہم نے لکھا دکھنی اردو کی اکثر مثنویاں فارسی سے ترجمہ کی گئی ہیں محمد قلی قطب شاہ کے زمانے کے مشہور شاعر غواصؔی کی دو مشہور مثنویاں۔ ''سیف الملک وبدیع الجمال'' اور ''طوطی نامہ'' فارسی سے ترجمہ شدہ ہیں۔سیف الملک و بدیع الجمال ۱۰۳۵ھ میں تصنیف ہوئی۔اس کو اِسی نام کے فارسی قصے سے دکھنی میں منظوم ترجمہ کیا گیا ہے۔طوطی نامہ ضیاء الدین نخشبی کے فارسی طوطی نامہ کا ترجمہ ہے یہ مثنوی ۱۰۴۹ھ میں تصنیف ہوئی۔'' [۱۳]

ابن نشاطی کی مشہور مثنوی ''پھول بن'' ایک فارسی قصہ ''بساتین'' کا ترجمہ ہے۔

''۱۰۶۶ھ میں اس کی تصنیف ہوئی'' [۱۴]

''اردو کی پہلی ضخیم رزمیہ مثنوی ''خاور نامہ'' دراصل ابن حسام کے فارسی خاور

نامہ کا ترجمہ ہے۔''۱۵؎

اردو زبان کی نشو نما میں تراجم نے کلیدی رول ادا کیا ہے۔ وہ زبان جس کی ابھی کونپلیں پھوٹ رہی تھیں، جس زبان کا پودا ابھی زمین سے سر اُبھار رہا تھا' ترجموں نے اسے سینچنا شروع کر دیا۔ فارسی اور عربی جیسی بڑی زبانوں کے اثرات نو مولود زبان اردو پر پڑنے لگے اور اردو کا چہرہ دھندلاہٹ سے نکل کر صاف نظر آنے لگا۔

عربی و فارسی الفاظ کے دیسی زبان ہندوی (اردو) میں گھل مل جانے سے ایک تیسرے کلچر کے خدو خال نمایاں ہوئے۔ یہ زبان کی نشو نما کا وہ دور ہے جس میں زبانیں دوسری بڑی زبانوں سے اظہار کے لیے الفاظ مستعار لیتی ہیں یا اپنے اندر جذب کر لیتی ہیں۔ جب ایک زبان بولی کی سطح سے ادبی سطح پر آتی ہے تو وہ اپنی ہمعصر ترقی یافتہ زبانوں سے استفادہ کرتی ہے جن کی جگہ وہ لینے والی ہے۔ چاسر کے زمانے میں انگریزی زبان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ اس نے غالب زبان فرانسیسی سے نہ صرف دل کھول کر استفادہ کیا تھا بلکہ اس کی روح کو' اس کے اسالیب و اصناف کو پورے طور پر اپنایا۔ جس طرح قدیم اور درمیانی زمانے میں انگریزی نے لاطینی اور یونانی زبانوں کے کئی لفظ مستعار لیے ہیں اس طرح اردو نے فارسی اور عربی سے انداز بیان میں، لفظوں کی ترتیب و انتخاب میں، مرکبات و بندشوں میں، فعل و مشتقات میں ترجموں سے مدد لی ہے اور زبان کو پختہ بنانے میں فارسی بحور' رمزیات اور علامات و اسالیب کو اختیار کیا ہے۔ قدیم ادب ناپختہ زبان میں فارسی ادب کی پیروی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ فارسی تراکیب کو نہ صرف اپنایا گیا بلکہ تراش کر اردو زبان میں ایک نیا رنگ و آہنگ بھر دیا۔ فارسی اور عربی زبان کے مناسب بحور اور الفاظ کو تراجم کے ذریعے اردو کے قالب میں ڈھالا گیا۔ الفاظ کی آمیزش سے روز بروز اردو کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا گیا۔ بتدریج زبان و بیان میں نکھار آ گیا۔ الغرض اردو زبان اپنے تشکیلی دور ہی سے تراجم کا سہارا لیتی رہی اور جب اس میں اپنے مخصوص رسم الخط کے ساتھ قوت اظہار کی صلاحیت پیدا ہوئی تو وہ ترجموں کے سہارے چلنے لگتی ہے۔ اس لیے محققین

نے گیارہویں صدی ہجری کو ترجموں کے دور سے تعبیر کیا ہے۔

"یہ دور بنیادی طور پر فارسی ترجمے کا دور ہے اصناف و بحور اور اسالیب کی پیروی کے ساتھ ساتھ گیارہویں صدی ہجری کی ساری قابلِ ذکر تصانیف نظم ونثر فارسی سے ترجمہ یا اخذ کی گئی ہیں۔" ۱۶

تراجم کا یہ تسلسل اٹھارویں صدی عیسوی میں بھی جاری رہا۔ ولی جیسے قدآور شاعر کے پاس بھی ہمیں تراجم کی نمود ملتی ہے۔ ابتدائی دور کے اس عظیم شاعر جسے اردو کے بیشتر محققین نے اردو شاعری کا باوا آدم قرار دیا ہے یہاں بھی فارسی شاعری سے ترجمہ اور اخذ کا رجحان ملتا ہے۔

"ولی کے ترجموں کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے فارسی زبان کی "دوشیزگی" کو بھی اپنے ریختہ میں قائم رکھا ہے۔ ایسے اشعار کا شمار ممکن نہیں ہے جن میں ولی کے اشعار، خیال واظہار کی سطح پر فارسی اشعار سے ٹکراتے ہیں۔

لیکن ایسے اشعار کی مثالیں ضرور دی جاسکتی ہیں۔ جن میں ولی نے فارسی شعر کا ریختہ میں ترجمہ کیا ہے یا فارسی زبان کو اپنی غزل میں استعمال کیا ہے۔" ۱۷

شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی نے ـ "۲-۱۷۷۱ء" میں "پارۂ عم" کی اردو میں تفسیر لکھی ۱۸

واعظ حسین ملا کاشفی کی مشہور زمانہ فارسی تصنیف روضۃ الشہداء کا فضل علی فضلی نے کربل کتھا کے نام سے ۱۷۳۲ء میں اردو میں ترجمہ کیا۔ ریاض الجنان اردو میں لکھی گئی۔ جذب عشق کو ۱۷۹۶ء میں شاہ حسین نے فارسی سے اردو میں منتقل کیا۔ حسین عطا خاں تحسین چہار درویش کا قصہ فارسی سے ہندی میں ڈھال کر "نوطرز مرصع" نام رکھا۔ بعد میں میر امن نے بھی نوطرزِ مرصع ہی کو سامنے رکھ کر اپنی مشہور زمانہ تصنیف "باغ و بہار" لکھی۔ حیدر بخش حیدری نے آرائش محفل اردو میں لکھی، پادری بنجامن شلز نے ۱۷۴۸ء میں انجیل مقدس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مشہور بزرگ عالم دین شاہ ولی اللہ دہلوی کے فرزند مولانا شاہ رفیع الدین نے

سب سے پہلے قرآن پاک کا تحت لفظی ترجمہ ۱۷۷۶ء میں اردو میں کیا۔

اس دور کی زبان میں فارسی محاورات، مصادر، مرکبات، لاحقے اور سابقے کثرت سے اردو میں ترجمہ ہوئے۔ان تراجم کی اہم وجہ یہ تھی کے اردو اب سارے ہندوستان کی عام زبان بن چکی تھی ملک کے طول وعرض میں ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی تھی فارسی کا دائرہ استعمال روز بروز محدود ہوتا جارہا تھا۔اردو فارسی کی جگہ لے رہی تھی ۔ان تراجم نے اردو زبان کو جلا بخشی اور ایک نئی وسعت عطا کردی ۔ مذہب، تصوف، واردات عشق، اخلاقیات، خمریات، رندی ودرویشی، حیات وکائنات جیسے موضوعات اور فلسفہ وفکر کے اظہار کے لیے زبان کے کینوس کو وسیع کردیا۔اٹھارویں صدی کے اختتام تک ان تراجم کی وجہ سے زبان اس قدر وسیع ہوگئی کہ اس میں اعلیٰ مضامین اور ادب عالیہ کی تخلیق کے لیے استعاراتی، تلمیحاتی، محاوراتی، اسلوبیاتی یا لفظی تنگ دامنی کی جگہ کشادگی آگئی۔

اردو زبان کے آغاز وارتقاء سے لے کر ۱۷۹۹ء تک جتنے بھی ترجمے ہوئے وہ سب انفرادی کوششوں کا نتیجہ تھے ان میں کچھ ترجمے باز تخلیق، اخذ و تلخیص، تشریح وتعبیر کی تعریف میں آتے ہیں۔ان تراجم میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ خیالات ومفہوم کا ترجمہ اپنے انداز میں کردیا گیا ہے۔اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان تراجم نے اردو کی صورت گری، تعمیر وتشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور زبان کے ذخیرہ لفظی میں قابل لحاظ اضافہ کیا۔

۞۞۞

حوالے

۱۔ ڈاکٹر گیان چند، لسانی مطالعے، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی۔۱۹۹۱ء، ص ۳۵

۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ہندوستانی لسانیات، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۲۰۰۵ء، ص ۲۵

۳۔ ڈاکٹر ظ۔ انصاری، ترجمہ کا فن اور روایت، مرتبہ ڈاکٹر قمر رئیس، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۲۰۰۴ء، دہلی، ص ۷۰

۴۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد اول، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی ۲۰۰۰ء، ص ۸

۵۔ ڈاکٹر شوکت سبز واری، اردو لسانیات، ایجوکیشنل بک ہاؤس۔ علی گڑھ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۸

۶۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اول، ص ۱۱۷

۷۔ مولوی عبدالحق، اُردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام، انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی، ۲۰۰۸ء، ص ۴

۸۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری، اردو ادب کی تاریخ، ایم۔ آر۔ پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۹ء، ص ۱۹۱

۹۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، مغرب سے نثری تراجم (انگریزی ودیگر مغربی زبانوں سے ادبی تراجم کی روایت)، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد پاکستان، مئی ۱۹۸۸ء ص ۸۶

۱۰۔ نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ جولائی ۲۰۰۲ء ص ۶۴

۱۱۔ ایضاً ص۱۶۲
۱۲۔ ترجمہ نگاری، درسی کتاب بی۔اے سال سوم ڈاکٹر۔بی۔آر۔امبیڈکر اوپن یونیورسٹی حیدرآباد، ۲۰۰۸ء ص ۱۷۹
۱۳۔ دکن میں اردو ص ۱۰۷
۱۴۔ ایضاً ص۱۳۴
۱۵۔ ایضاً ص۲۰۲
۱۶۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد اوّل ص۴۹۶
۱۷۔ ایضاً ص۵۵۳
۱۸۔ ایضاً، جلد دوم حصہ دوم، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی۔ ۲۰۰۴ء ، ص۹۸۴

اردو میں وضع اصطلاحات کی تاریخ ابتداء سے ۱۹۱۷ء تک: ایک جائزہ

ہم نے پچھلے باب میں ترجمے کی ابتداء وارتقاء سے بحث کرتے ہوئے ترجموں کے آغاز سے لے کر ۱۷۹۹ء تک کے اہم ترجموں کے اولین نقوش کی اجمالی نشاندہی کی ہے۔ اب ہم اس باب میں ۱۸۰۰ء یعنی فورٹ ولیم کالج کے قیام سے سررشتہ تالیف وترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام تک اردو میں وضع اصطلاحات کی تاریخ کا مختصر جائزہ لیں گے۔ نفس موضوع یعنی وضع اصطلاحات سے متعلق احوال وخدمات کا سرسری تذکرہ کریں گے تاکہ کڑی سے کڑی مل جائے اور وضع اصطلاحات کے تدریجی ارتقاء سے متعلق ایک ہیولیٰ سامنے آجائے جس کی بنیاد پر آگے اصطلاحات سازی کا کام ہو۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اصطلاحات سازی کی ضرورت دراصل ہندوستان میں مغربی علوم کی اشاعت کے دوران محسوس کی گئی۔ اس سے قبل جتنے بھی ترجمے ہوئے وہ زیادہ تر سنسکرت، عربی، فارسی وغیرہ سے کیے گئے چونکہ اردو زبان کا کینڈا اور اردو زبان کا خمیر خود اُن زبانوں کے الفاظ سے تیار ہوا تھا اور ان زبانوں کے الفاظ کے انجذاب سے اردو کا آمیزہ تیار ہوا تھا۔ اردو زبان میں فارسی، عربی و سنسکرت کے بے شمار الفاظ حلول کر چکے تھے اور اردو زبان کا جزو لاینفک بن چکے تھے۔ اردو میں بے دریغ اور بلا جھجک ان زبانوں کے الفاظ کو برتا جاتا تھا اور اظہار کے لیے ان زبانوں کے مخصوص ومشکل الفاظ جن

کا اردو میں کوئی متبادل لفظ نہیں ملتا انہیں جوں کا توں استعمال کیا جاتا تھا۔ اس لیے وضع اصطلاحات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا بلکہ ان زبانوں کی مدد سے مغربی زبانوں سے اردو زبان میں علمی اصطلاحیں وضع کی گئیں ۔ اصطلاحات سازی کا کام مغربی اقوام بالخصوص انگریزوں کی آمد اور جدید مغربی علوم سے ہندوستانیوں کی آگاہی کے دوران عمل میں آیا۔

انگریزوں کی آمد

پندرہویں صدی عیسوی کے جغرافیائی انکشافات اور نئے نئے خطوں کی دریافت نے یورپین اقوام کے دلوں میں بھی یہ ولولہ پیدا کیا کہ وہ مشرقی ممالک کی تجارت سے فائدہ اٹھائیں بالخصوص ہندوستان کی دولت سے اپنے ملکوں کو مالا مال کریں۔ ہندوستان کی بحری تجارت جواب تک عربوں کے قبضے میں تھی وہ چاہتے تھے کہ عربوں کے توسط کے بغیر راست طور پر ہندوستان سے تجارتی تعلقات استوار کریں ۔ اس خواہش کے زیراثر سب سے پہلے پرتگالی قوم ہندوستان سے تجارت کے لیے ایک نئے بحری راستے کی تلاش میں کامیاب ہوئی۔

”۲۷رمئی ۱۴۹۸ء کی تاریخ کا وہ ایک لمحہ ہندوستان کی مشرقیت' سیاسی سوجھ بوجھ' معاشی منصوبہ بندی اور تہذیبی منطقے کے لئے ایک چیلنج بن گیا جب پرتگالی جہاز راں، واسکوڈے گاما کی قیادت میں مالابار کے ساحلی علاقے پر پہلی بار لنگر انداز ہوئے۔“[19]

جب پرتگالی ملاح کالی کٹ کی بندرگاہ پر اترے تو وہاں کے حکمران نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور انھیں تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کی اجازت دی۔ پرتگریزیوں کے بعد دیگر مغربی اقوام جن میں انگریز' فرانسیسی اور ولندیزی شامل ہیں تجارت کی غرض سے ہندوستان آتے رہے۔

”چنانچہ ۳۱رڈسمبر ۱۶۰۰ء میں ایک کمپنی بنام The Governer and

Company of Merchants of London Trading to the East India "دی گورنر اینڈ کمپنی آف مرچنٹس آف لندن ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیا قایم کی گئی۔"[۲۰]

یہی کمپنی بعد میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے مشہور ہوئی اسی زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندے کپتان ہاکنس (Capt.Hawkins) کو جہانگیر کے دربار میں اس غرض سے بھیجا گیا کہ شہنشاہ سے گجرات میں سورت کے مقام پر تجارتی کوٹھی قائم کرنے کی اجازت حاصل کرے۔ جہانگیر نے کپتان ہاکنس کو کوٹھی قائم کرنے کا فرمان تو دے دیا لیکن پرتگالی اور ولندیزی تاجروں کی مخالفت کی وجہ سے انگریز اس اجازت سے خاطر خواہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ لیکن سترہویں صدی کے آخر میں پرتگیزیوں اور ولندیزیوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ ولندیزیوں نے پرتگیزی قوت کو ہندوستان کے ساحلی مقامات پر تباہ و برباد کر دیا اور انگریزوں نے اپنی مخصوص حکمت عملی کے ذریعے دیگر یورپی اقوام بالخصوص ولندیزیوں اور فرانسیسیوں کو ہندوستان میں شکست دی اور بلا شرکت غیرے ہندوستان میں تنہا تجارت کرنے اور ملک میں اپنی تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے لگے۔ اسی دوران ہگلی میں قلعہ بنانے کی پاداش میں انھیں شہنشاہ اورنگ زیب سے معافی بھی مانگنی پڑی۔

"اورنگ زیب کے آخری زمانے میں مغل سلطنت سے ان کی پرخاش ہوگئی تھی چونکہ ہگلی میں انہوں نے بغیر اجازت قلعہ بنالیا تھا۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے ان کی تمام رعایتیں منسوخ کر دیں۔ لیکن ان کے بادشاہ جیمز دوم نے معافی چاہی تو پھر ان کو اجازت دے دی گئی۔"[۲۱]

اُنھیں انگریزوں نے، جنھیں مغل شہنشاہ اورنگ زیب سے معافی مانگنی پڑی تھی، ۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب کے انتقال کے بعد صرف نصف صدی کے عرصہ میں جون ۱۷۵۷ء میں نواب سراج الدولہ حاکم بنگال کو پلاسی کی جنگ میں شکست دے کر بنگال پر اپنا تسلط قائم کرلیا۔ اور جب شہنشاہ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد قابل مغل جانشین کی عدم

موجودگی کی وجہ ملک میں طوائف الملو کی پھیل گئی تو انگریزوں نے موقع کو غنیمت جانا اور سازشوں، توڑ جوڑ، مکاری، لالچ، دھوکہ اور فریب کے ذریعے اپنی حکومت کو ہندوستان میں روز افزوں مستحکم اور وسیع کرتے گئے۔ اور ہندوستان کے ایک بڑے علاقے پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

"۱۷۶۴ء میں بکسر کے مقام پر شہزادہ عالی گہر یعنی شاہ عالم ثانی اور شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ کی فوجوں کو پٹنہ اور بہار میں شکست دی۔ اور ۱۷۶۵ء میں شاہ عالم ثانی کے حکم سے مشرق میں بنگال، بہار، اڑیسہ اور جنوب میں شمالی سرکار کا دیوانی یا مالیاتی نظام کمپنی کے سپرد کیا گیا۔" ۲۲؎

ایسٹ انڈیا کمپنی کو مذکورہ علاقوں کے دیوانی اختیارات حاصل ہونے کے بعد کمپنی اور مستحکم ہو گئی اٹھارویں صدی کے اختتام تک انگریزوں نے ملک کے اہم علاقوں پر اپنی سیاسی برتری حاصل کر لی تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی گو کہ تجارتی اغراض و مقاصد کے لئے قائم ہوئی تھی لیکن ہندوستان کے منتشر سیاسی حالات، افراتفری، اقتدار کی غیر مرکزیت، آپس میں دست و گریباں چھوٹی چھوٹی ہندوستانی ریاستیں، اقتدار کی رسہ کشی میں الجھا ہوا ماحول کمپنی بہادر کے لیے خوب سازگار ثابت ہوا اور وہ ہندوستان کے ایک بڑے علاقے پر حکمرانی کرنے لگی۔

ہندوستانیوں کے لیے انگریز ایک اجنبی قوم تھی لباس، عادت و اطوار، چال چلن، بود و باش، خورد و نوش، طور طریقے، مذہب، رسم و رواج، تہذیب و تمدن، زبان و ثقافت ہر لحاظ سے وہ ہندوستانیوں سے مختلف تھے حاکم اور رعایا کے درمیان کسی بھی قسم کی تہذیبی، مذہبی یا روحانی ہم آہنگی نہیں تھی۔

انگریزوں کو اپنی سیاسی برتری برقرار رکھنے، مملکتی امور کو انجام دینے، حاکم و محکوم کے درمیان تال میل بنائے رکھنے اور رعایا سے تعلقات قائم کرنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ ہندوستان کی زبانیں سیکھیں اور یہاں کی تہذیب و تمدن، رسم و رواج سے آگاہی حاصل کریں۔ اس میں شک نہیں کہ کمپنی کے ملازمین برسوں سے اپنی ذاتی شوق اور کوششوں کے

ذریعے ہندوستانی زبانوں کو سیکھتے تھے لیکن اس کا دائرہ کار تجارتی اغراض و مقاصد کی حد تک محدود تھا کیونکہ کمپنی کی حیثیت ایک تجارتی ادارہ سے زیادہ نہیں تھی۔ کمپنی مال واسباب کی خرید و فروخت کرتی تھی ان تجارتی سرگرمیوں کے لئے زبانوں پر دسترس یا عبور حاصل کرنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ تاہم عیسائی مذہب کی تبلیغ کے جذبے اور یہاں کی سیاست میں دخل اندازی اور کئی علاقوں پر ان کے قبضے کی وجہ سے انھیں ہندوستانی زبانوں کو سیکھنے کی شدید ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اور انگریز بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ ملکی زبانوں سے واقفیت کے بغیر اور یہاں کے رسم ورواج اور سماجی حالات کا اچھی طرح ادراک حاصل کئے بغیر حکومت چلانا دشوار ہے۔

''انگریزوں میں اب یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ کوئی قوم تاوقتیکہ مفتوح قوم کی زبان اور رسم ورواج اور روایات تاریخی و مذہبی سے کماحقہٗ بلا واسطہ واقف نہ ہوگی اس پر پورے طور پر حکومت نہیں کر سکتی۔ ان سب باتوں کے لئے ضروری تھا کہ حاکم اپنے محکوموں کی زبان سیکھیں۔''[۲۳]

چنانچہ سیاسی، مذہبی و تجارتی اغراض و مقاصد کے تحت فورٹ سینٹ جارج اسکول (رائٹرس کالج) مدراس کا قیام عمل میں آیا جو سرزمین ہند پر منشیوں کو تربیت دینے کمپنی کا پہلا ادارہ تھا۔

''ایسٹ انڈیا کمپنی میں منشی (Writer) کے عہدے کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس عہدے کے لیے نوجوان انگریزوں کا تقرر ہو رہا تھا جن کی بڑی تعداد دولت کمانے کے لیے ہندوستان جنت نشان پہنچ رہی تھی ان نوجوان انگریزوں کی تعلیم و تربیت اور ہندوستانی تہذیب و تمدن سے واقفیت کے لیے مدراس کے ایک انگریز گورنر جوزف کلکٹ (Joseph collect) نے ۱۷۱۷ء میں فورٹ سینٹ جارج اسکول کی بنیاد ڈالی یہ اسکول رائٹرس کالج کے نام سے بھی مشہور رہا۔ اس طرح فورٹ سینٹ جارج اسکول یا رائٹرس کالج کمپنی کا وہ پہلا ادارہ تھا جہاں

منشیوں (Writers) کی تعلیم کا با قاعدہ انتظام کیا گیا تھا۔''۲۴؎

فورٹ سینٹ جارج رائٹرس کالج کے قیام کا مقصد نو وارد انگریز جونیر سیول ملازمین کو تعلیم و تربیت دینا تھا۔ یہاں عربی، فارسی، سنسکرت، ملیالم، تلگو، کنڑی، ہندوستانی (اردو) اور دکھنی کے علاوہ قانون اور ریاضی کی تعلیم کا انتظام تھا ججوں اور وکلاء کو بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز کی خواہش تھی کہ انگریز یہاں کے ماحول سماج اور طرز زندگی کا مطالعہ کریں یہاں کے ادب اور مختلف زبانوں سے واقفیت حاصل کریں۔ بھانت بھانت کے لوگوں کے رسم و رواج روایات و اقدار سے آگاہی حاصل کریں۔ وہ ایسا اس لیے چاہتا تھا تاکہ ہندوستان میں برطانوی اقتدار مستحکم ہو اور یہ تب ہی ممکن تھا جب انگریز ہندوستانیوں کے مذہبی، روحانی، سماجی و سیاسی افکار و رجحانات کو سمجھیں اور ان کی سوچ و فکر تک رسائی حاصل کریں۔

مذکورہ عزائم و خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز نے شعوری طور پر ثقافتی، علمی اور تہذیبی روابط کو فروغ دینے مثبت حکمت عملی اختیار کی اور ان امور سے متعلق سرگرمیوں کی ہمت افزائی کی۔ چنانچہ اس کے دور میں ''ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال'' کا قیام عمل میں آیا۔ ایشیاٹک سوسائٹی کا قیام بلاشبہ اس دور کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ سوسائٹی کے قیام کے ساتھ ہی انگریزوں میں بالخصوص کمپنی کے ملازمین میں دیسی زبانوں کو سیکھنے کا رجحان تیزی سے ترقی کرنے لگا۔

> ''یہ سوسائٹی ایشیا کی تاریخ، علوم طبیعی، آثار قدیمہ، فنون لطیفہ و دیگر علوم و فنون اور ادب کی ترویج و خدمات کے لیے قائم کی گئی تھی۔ اس کی بنیاد ۱۷۸۴ء میں سر ولیم جونیر کے ہاتھوں عمل میں آئی وہ اس سوسائٹی کا پہلا صدر تھا۔''۲۵؎

ایشیاٹک سوسائٹی کے قیام سے ہندوستانیوں اور انگریزوں کے درمیان تاریخی، تہذیبی، ادبی اور ثقافتی معلومات کے تبادلے کی راہیں ہموار ہوئیں اور اس سوسائٹی کے زیر اہتمام کئی کتابیں تالیف و تصنیف کی گئیں جس سے انگریزوں کو ہندوستان سے متعلق وسیع

معلومات فراہم ہوئیں۔اس سوسائٹی نے ایشیا کی تاریخ فنون لطیفہ اور دیگر علوم کی ترویج کے تیئں اہم خدمات انجام دیں۔

وارن ہیسٹنگز نہ صرف انگریزوں کے لیے ہندوستان کی تاریخ، تہذیب وتمدن، ادب وثقافت سے واقفیت حاصل کرنا اور یہاں کی زبانوں کو سیکھنا ضروری خیال کرتا تھا بلکہ خود اُس نے فارسی کے علاوہ دیگر ہندوستانی زبانوں کی تعلیم بڑی حدتک حاصل کی تھی۔

ان کوششوں کے باوجود جامع اور منظم انداز میں بڑے پیمانے پر کمپنی کے نووارد انگریز سیول ملازمین کی تربیت اور انھیں ہندوستانی زبانیں سکھانے اور یہاں کے قوانین بالخصوص مختلف مذاہب کے اصول وعقائد مذہبی ومعاشرتی اقدار سے واقف کرانے کے لئے ایک بڑے ادارے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی ویسے بھی سیاسی وانتظامی نقطۂ نظر سے جس ملک پر حکمرانی کرنا ہو وہاں کی زبانیں سیکھنا ضروری خیال کیا جاتا ہے چنانچہ محمد حسین آزاد ''آب حیات'' میں لکھتے ہیں۔

''تجویز ہوئی کہ جس ملک پر حکمرانی کرتے ہیں اس کی زبان سیکھنی واجب ہے اردو یا ہندوستانی اس وقت تک عام زبان بن چکی تھی اس لئے اردو کتابوں کی تلاش شروع ہوئی۔اردو کا بیشتر ذخیرۂ شعروشاعری پر مشتمل تھا۔اس لئے عربی فارسی اور سنسکرت سے اردو میں ادبی اور تاریخی کتابوں کے ترجمے کروائے گئے۔ شمالی ہند میں اردو نثر کی باضابطہ ابتداء انگریزی اثر کی بناء پر ہوئی۔''[۲۶]

اکثر کمپنی کے نووارد انگریز ملازمین کم عمری میں دولت کمانے کے لیے ہندوستان چلے آتے تھے ان میں زیادہ تر کم تعلیم یافتہ اور ناتجربہ کار ہوتے تھے۔پختہ سیاسی شعور اور تبحر علمی سے عاری ہوتے تھے۔چنانچہ ۱۷۹۸ء میں جب لارڈ ولزلی گورنر جنرل بن کر کلکتہ آیا تو اس نے سب سے پہلے ملازمین کمپنی کو اعلیٰ پیمانے پر تعلیم دلوانے کی ضرورت محسوس کی۔اس زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سیول سروس کے ملازمین کو تنخواہ کے ساتھ (۳۰) تیس روپے ماہانہ ''منشی الاؤنس'' دیا جاتا تھا۔جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ کسی منشی کو ملازم رکھ کر

ہندوستانی اور فارسی زبانیں سیکھیں، اُسی زمانے میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ نے یہ تجویز پیش کی کہ ملازموں کو منشیوں سے پڑھنے سے پہلے فارسی اور ہندوستانی زبان کی مبادیات کی باقاعدہ تعلیم دی جائے۔ گلکرسٹ نے یہ تجویز اس لئے بھی پیش کی تھی کیونکہ اکثر منشی انگریزی نہیں جانتے تھے اور انگریز ہندوستانی یا فارسی نہیں جانتے تھے۔ اس لیے صحیح طور سے انگریزوں کو پڑھا نہیں سکتے تھے۔ جان گلکرسٹ نے سخت محنت کے ذریعے اردو زبان سیکھی تھی چونکہ فارسی زبان کا رواج اٹھ رہا تھا۔ اردو اس کی جگہ لے چکی تھی لہٰذا وہ اپنے ہم وطن برطانوی ملازمین کو بھی اردو سکھانا چاہتا تھا۔ جان گلکرسٹ فارسی اور اردو کا زبردست اسکالر تھا وہ دونوں زبانیں روانی سے بول سکتا تھا۔ اس نے انگلش ہندوستانی لغت بڑی محنت و جستجو سے تیار کی تھی اور ہندوستانی قواعد بھی لکھی تھی۔ ویلزلی، گلکرسٹ کی ان خدمات کو تحسین کی نظر سے دیکھتا تھا اس لیے اس نے گلکرسٹ کی تجویز کو پسند کیا اور اب تک برطانوی ملازمین کو جو منشی الاؤنس دیا جاتا تھا وہ بند کر دیا گیا۔ اب یہ الاؤنس ملازمین کے بجائے گلکرسٹ کو دینے کا حکم صادر ہوا۔ اور گلکرسٹ کو ان ملازمین کو اردو پڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اور ۱۷۹۹ء میں باضابطہ تربیتی ادارے کا آغاز عمل میں آیا۔ اس ادارے کا نام "Oriental seminary"، "مشرقی تربیت گاہ" رکھا گیا۔

> "اس سیمنری میں شروع ۳۱ طلبہ تھے۔ فروری ۱۷۹۹ء میں باقاعدہ پڑھائی کا آغاز ہوا تو گلکرسٹ مفصل رپورٹ ہر ماہ گورنر جنرل کو بھیجنے لگا۔ یہ مدرسہ رائٹرس بلڈنگ کلکتہ کے کمرہ نمبر ۱۱ میں تھا۔ ۳/ جولائی ۱۷۹۹ء کو گلکرسٹ نے درخواست دے کر اُسے کمرہ نمبر 1 ایک میں منتقل کرالیا۔" [۲۷]

اس ادارے کے بہترین نتائج سے ویلزلی کو اطمینان ہوا اس کے دماغ میں ایک عظیم ادارے کے قیام کے خیال کو تقویت ملی۔ دراصل یہ وہ ادارہ ہے جو فورٹ ولیم کالج کے قیام کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ ویلزلی کی بھی دلی خواہش تھی کہ انگریز یہاں کے رسم و رواج، تہذیب و تمدن، زبان و ثقافت میں دلچسپی لیں اور اسے سیکھیں۔ تاکہ ہندوستان میں انگریزی حکومت

کو استحکام بخشنے میں مدد ملے۔ لیکن انگریزی راج کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ میسور کی مملکت خداداد تھی۔ اور انگریز بہر صورت میسور کی ریاست کا خاتمہ چاہتے تھے اور ہندوستان میں اپنے سب سے بڑے دشمن ٹیپو سلطان حاکم میسور کو شکست دینا چاہتے تھے۔ تاریخ ہند کے اس سیاہ باب کی تفصیل میں گئے بغیر صرف اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ۴ر مئی ۱۷۹۹ء کو سری رنگا پٹنم کے مقام پر میسور کی چوتھی لڑائی میں شیر میسور ٹیپو سلطان انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کی موت پر ہندوستان سے لندن تک انگریزوں نے جشن منایا۔ انگریز کلبوں میں شراب سے بھرے پیالے اُٹھاتے ہوئے چیخ اُٹھے کہ ''اب ہندوستان ہمارا ہے''۔ ٹیپو کی موت کے بعد جب انگریزوں کو یہ اطمینان ہو گیا کہ ہندوستان پر اب ان کا حکومت کرنا آسان ہو گیا ہے تو وہ دیگر کاموں میں دلچسپی لینے لگے بالخصوص اپنی حکومت کو مضبوط و مستحکم کرنے مختلف اقدامات کی طرف متوجہ ہوئے اس سمت میں ان کا پہلا قدم فورٹ ولیم کالج کے قیام و انصرام کی طرف بڑھا۔ سری رنگا پٹنم پر برطانوی افواج کی فتح کی پہلی سالگرہ کے موقع پر ۴ر مئی ۱۸۰۰ء کو فورٹ ولیم کالج کا قیام عمل میں آیا۔

> ''ولزلی نے مختلف پہلوؤں پر سنجیدگی سے غور کرنے کے بعد کالج کے قیام سے متعلق جو فیصلہ کیا تھا اُسے روبہ عمل لانے کے لیے وہ اس قدر بے تاب تھا کہ اس نے ڈائرکٹروں کی منظوری کا انتظار کیے بغیر کونسل میں اس تجویز کی منظوری کے دوسرے ہی دن یعنی ۱۰ر جولائی ۱۸۰۰ء مطابق ۱۷ر صفر ۱۲۱۵ھ، ۴ر ساون ۱۸۵۷ سمبت، ۴ر ساون ۱۲۰۷ء فصلی سمبت ۲۸/۱۱ ساڑھ ۱۲۰۷، بنگالی سمبت کو کالج کی با قاعدہ داغ بیل ڈال دی کالج کا دستور بھی اسی روز مرتب کیا گیا۔ لیکن گورنر جنرل کے حکم خاص سے قانونی دستاویز پر قیام کی تاریخ ۴ر مئی ۱۸۰۰ء ڈالی گئی، جو میسور کی راج دھانی سری رنگا پٹنم پر برطانوی افواج کی فتح کی پہلی سال گرہ کی تاریخ ہے طلباء کو بطور انعام دینے کی غرض سے جو تمغے تیار کرائے گئے تھے ان پر اس یادگار کو دوام بخشنے کے لیے ایک طرف دارالخلافہ سری رنگا پٹنم کی خوب صورت تصویر اور دوسری

طرف فتح کی تاریخ کندہ تھی۔"۲۸

کمپنی کے کار پردازوں کو ان کے انتظامی، تجارتی، عدالتی، اور سیاسی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے اردو سیکھنے کے خیال کو فورٹ ولیم کالج کے قیام نے عملی جامہ پہنایا۔ کہاوت ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے اور انگریزوں کو ہندوستان پر حکومت چلانے کے لیے ہندوستانی زبانیں سیکھنا ان کی ضرورت تھی اس ضرورت کی تکمیل کے لیے انہوں نے خود بھی کتابیں لکھیں اور دوسروں سے بھی لکھوائیں۔ اس وقت تک اردو نثر میں کوئی ایسی عام فہم کتابیں تصنیف نہیں ہوئیں تھیں جسے انگریز طلبہ آسانی سے پڑھ سکتے۔ اس کی اہم وجہ یہ تھی کہ ابھی اردو کی بنیادیں پوری طرح مستحکم نہیں ہوئی تھیں۔ اردو ابھی اپنے ارتقائی سفر سے نکل کر بس کچھ ہی قدم چل پائی تھی۔ چنانچہ اہل ملک کو اسے بطور ایک علم کے سیکھنے کی حاجت محسوس نہیں ہوئی۔ اس لیے قواعد و اصطلاحات کے کسی پہلو پر ابتداً اردو میں کام کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔

ڈاکٹر جان گلکرسٹ (Dr. John Gilchrist)، صدر شعبہ ہندوستانی (اردو) فورٹ ولیم کالج نے سب سے پہلے قواعد کے اصولوں اور لغات کی تدوین کی طرف توجہ دی گلکرسٹ کی عالمانہ تندہی، جدوجہد، شخصی دلچسپی، انہماک، جگر کاری و عرق ریزی نے اردو نثر کو مروجہ اسلوب سے ہٹ کر ایک نئی سمت پر گامزن ہونے کی راہ دکھائی۔ فورٹ ولیم کالج نے اردو نثر نگاری پر صدیوں سے چھائے ہوئے جمود و تعطل کو توڑنے کی جسارت کی۔ دقیق فارسی و عربی الفاظ کے استعمال کو ترک کیا۔ مقفٰی و مسجع نثری اسلوب نگارش سے صرف نظر کرتے ہوئے آسان اور سلیس نثر نگاری کی طرف توجہ دی۔ آسان اور عام فہم اردو نثر کو فروغ دینے میں فورٹ ولیم کالج کو اولیت حاصل ہے۔ یہاں کے تصانیف و تراجم نے اردو زبان و ادب کی ترقی و تعمیر میں اہم رول ادا کیا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہاں کے تراجم و تصانیف کی وجہ سے اردو نثر کی نشاۃ ثانیہ کی ابتداء ہوئی۔ ان تراجم تصانیف و تالیفات کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ ان کا انداز شاعرانہ نزاکتوں اور لفظی موشگافیوں کے

بجائے سیدھا سادہ اور عام فہم تھا۔

ڈاکٹر سمیع اللہ نے اپنی کتاب ''فورٹ ولیم کالج ایک مطالعہ'' میں کالج کے کتابوں کی مجموعی تعداد ۱۴۷ تک بتائی ہے جس میں ۵۳ غیر مطبوعہ کتابیں بھی شامل ہیں ان میں سے کئی کتابیں ترجمہ شدہ ہیں۔ فورٹ ولیم کالج کے ان ترجموں نے اردو نثر نگاری اور خود ترجموں کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ اصولِ قواعد اور لغات کی تدوین نے انگریزی سے اردو میں ترجموں کی طرف عام خیال کو مبذول کرایا۔ جس سے اردو نثر کو فروغ حاصل ہوا۔

''فوٹ ولیم کالج کا قیام انگریزوں کے استعماری مقاصد کے لحاظ سے خواہ کتنا ہی قابل افسوس ہو۔ لیکن اردو کی ترقی کی تحریک میں اس کا وجود بہت مبارک ثابت ہوا۔ اس نے اردو زبان و ادب کی عظیم الشان خدمت انجام دی اور ملک کی سماجی و سیاسی زندگی میں اردو کی اہمیت کا نقش ثبت کر دیا۔ اس کی بدولت اردو کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے بعد متعدد ایسے علمی و تعلیمی ادارے قائم ہوئے جن میں ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے اردو کے استعمال کا کامیاب تجربہ ہوا۔ انگریزی سے ترجمہ کی تحریک پیدا ہوئی۔ اور اردو میں سائنسی کتابوں کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ قائم ہوا۔ بعض سوسائٹیوں میں سائنسی موضوعات پر تقریر اور مضمون نویسی کے اہتمام سے سائنسی ادب کی اہمیت کا نقش اُجاگر ہوا اور کئی مطبعوں کے ذریعے اشاعتی ادب کے فروغ و اشاعت کا کام انجام دیا گیا۔'' [۲۹]

سینٹ جارج کالج مدراس یا فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں وضع اصطلاحات کے لیے کوئی مخصوص علٰحدہ شعبہ قائم نہیں تھا اور نہ ہی یہاں باضابطہ اصطلاحات سازی کا کام ہوا۔ تاہم وضع اصطلاحات کے باب میں ہم نے ان اداروں کا ذکر اس لئے شامل کیا ہے کہ یہاں تصنیف و تالیف و ترجمے کا کام پہلی دفعہ منظم انداز میں اجتماعی طور پر کیا گیا فورٹ ولیم کالج یا سینٹ جارج کالج کے قیام سے قبل جتنے بھی ترجمے ہوئے وہ سب انفرادی کوششوں

کا نتیجہ تھے یہاں پر بڑے پیمانے پر تراجم اور قواعد ولغات کی تدوین ہوئی جس نے آگے چل کر وضع اصطلاحات کے لیے زمین ہموار کی اور اردو نثر کو ایک نئی جہت عطا کی۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فوٹ ولیم کالج میں مغربی زبانوں کے علمی وادبی تصانیف کا ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ سنسکرت، عربی، فارسی وغیرہ کی مقبول عام کتابوں کا ہندوستانی میں ترجمہ کیا گیا۔ اس لیے انھیں اصطلاحات سازی کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ جن زبانوں سے ترجمہ ہوا وہ اردو کی اصل ماخذ زبانیں کہلاتی ہیں۔

فورٹ ولیم کالج کے زیر اہتمام جن کتابوں کا ترجمہ کیا گیا اُن کے موضوعات بھی اتنے اچھوتے اور نامانوس نہیں تھے کہ دوران ترجمہ مترجمین کو مخصوص لفظوں کے متبادل تلاش کرنے یا اصطلاحات وضع کرنے کی ضرورت پڑتی۔ اگر ایسا ہوا بھی تو ان مترجموں نے بجنسہٖ ان زبانوں کے الفاظ کا دل کھول کر استعمال کیا کیونکہ اس کے سوا کوئی اور راہ بھی نہیں تھی۔ ویسے بھی ایک خام لسانی سرمایے سے وضع اصطلاحات کی اُمید نہیں کی جاسکتی تھی۔

جن کتابوں کا ترجمہ کیا گیا ان میں زیادہ تر ادبی نوعیت کی حامل کتابیں تھیں۔ داستانیں، قصے، کہانیوں اور حکایتوں کے علاوہ قدیم وجدید تاریخ، علم اخلاق، اسلامی فقہ، ہندو دھرم شاستر، تصوف اور قانون جیسے موضوعات پر بھی ترجمے ہوئے۔ ان موضوعات کی اصطلاحیں سنسکرت، عربی، اور فارسی سے من وعن مستعار لی گئیں یا مترجموں نے اپنی حیثیت سے اردو میں منتقل کرنے کی کوششیں کیں۔

فورٹ ولیم کالج کے انگریز مصنفین جان گلکرسٹ، ولیم پرائس، فرانسیس گلیڈون، ولیم ٹیلر اور ولیم ہنٹر وغیرہ نے قواعد اور لغات لکھیں۔ وضع اصطلاحات کے حوالے سے فرانس گلیڈون کی "اسلامی قوانین وفقہ ڈکشنری" اور تھامس روبک کی "لغت جہازرانی" کے سوا کسی اور لغت کو اصطلاحات کے دائرہ میں گھیرا نہیں جاسکتا۔ ان لغات کے بعض حصّوں کو وضع اصطلاحات کی اولین کوششیں یا ابتدائی نقش قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان لغات کا عصر حاضر کی اصطلاحی فرہنگوں سے تقابل نہیں کیا جاسکتا۔ زمانی اعتبار سے موضوعاتی اہمیت وافادیت اور ندرت کی وجہ ہم ان

کوششوں کو وضع اصطلاحات کی طرف اولین پیشرفت قرار دے سکتے ہیں۔

فرانسس گلیڈون (Francis Gladwin) ایسٹ انڈیا کمپنی کا ملازم تھا فورٹ ولیم کالج کے قیام کے بعد اس نے کالج کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ یہاں وہ شعبہ فارسی کا صدر اور پروفیسر مقرر ہوا۔ اُسے فارسی کے علاوہ ہندوستانی زبان بھی آتی تھی۔ اس نے اسلامی قوانین وفقہ کی ڈکشنری مرتب کی تھی جس میں بنگال ریونیو کی اصطلاحات فارسی اور اردو میں دی گئی تھیں۔

> ''اسلامی قوانین وفقہ کی ڈکشنری: اس میں بنگال ریونیو کی اصطلاحات فارسی اور اردو میں دی گئی ہیں اور آخر میں فارسی اور انگریزی کے متبادل الفاظ کی ایک طویل فہرست بھی شامل ہے۔ کچھ لوگوں نے اس کا نام فارسی انگریزی لغت بھی لکھا ہے یہ ۱۷۹۶ء میں مرتب ہوئی اور ۱۷۹۷ء میں انڈیا آفس پریس کلکتہ سے شائع ہوئی۔'' ۳۰

اصطلاحات سازی کے تناظر میں ایک اور لغت ''لغت جہاز رانی'' کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس لغت کے مصنف تھامس روبک کا نام فورٹ ولیم کالج اور فورٹ سینٹ جارج کالج دونوں سے وابستہ ہے۔ تاہم ڈاکٹر افضل الدین اقبال نے لغت جہاز رانی کے مصنف کو سینٹ جارج کالج کا فیض قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''ایسٹ انڈیا کمپنی کے علمی ادارے فورٹ ولیم کالج اور فورٹ سینٹ جارج کالج' تقابلی وتنقیدی جائزہ'' میں تھامس روبک کو سینٹ جارج کالج کے مصنفین میں شامل کیا ہے۔

تھامس روبک (Thomas Roebuck) افواج مدراس کا ایک فوجی افسر تھا اِسے اردو زبان وادب سے خاصی دلچسپی تھی وہ ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی صحبت میں بھی رہ چکا تھا اور فورٹ ولیم کالج میں ملازمت اختیار کر لی تھی۔ اس نے اپنی کتاب میں فن جہاز رانی سے متعلق انگریزی الفاظ واصطلاحات کے متبادل اردو الفاظ واصطلاحات دیئے ہیں۔

English and Hindoostanee Naval

"Dictionary of technical words and phrases"اس میں جہاز رانی سے متعلق انگریزی الفاظ و اصطلاحات اور میدان جنگ اور فوجی بارکوں (Barracks) میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ کے متبادل الفاظ و اصطلاحات اُردو میں دیے ہیں یہ ۱۸۱۱ء میں کالج کی طرف سے اور ۱۸۱۲ء میں لندن سے شائع ہوئی کچھ لوگوں نے اس کا نام ''لغت جہاز رانی'' یا ''لشکری لغت'' بھی لکھا ہے۔''[۳۱]

فورٹ ولیم کالج نے ترجموں کے حوالے سے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ یہاں کے ترجموں نے اردو زبان و ادب پر گہرے اثرات مرتسم کیے۔ اسی طرح سینٹ جارج کالج کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کالج کے زیر اہتمام تاریخ' سوانح' اخلاقیات' صرف ونحو' نجوم' طب جیسے مضامین پر کتابیں تحریر و ترجمہ کی گئیں لغات کی بھی تدوین عمل میں آئی۔ ان کتابوں کی موضوعاتی اہمیت وافادیت اور قدامت کے اعتبار سے اردو کی اولین نثر ی کتابوں میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان اداروں' خصوصاً فورٹ ولیم کالج کے زیر اہتمام کیے گئے ترجموں میں مستعمل لفظوں' ترکیبوں' استعاروں اور مشتقات نے اردو زبان کو مالا مال کر دیا۔ اردو زبان کی کم مائیگی کو وسعت بخشی۔ لسانی ضرورتوں کی بڑی حد تک تکمیل کر دی اور اردو زبان میں ایک ایسی لچک پیدا کر دی کہ اب اس زبان میں یورپ کے جدید علوم کو منتقل کرنا آسان ہو گیا۔ ان علوم کے رموز و نکات کو بذریعہ اُردو سمجھنے کی استعداد پیدا ہو گئی۔ کالج کے زیر اہتمام شائع شدہ لغات اور ترجموں کی وجہ سے زبان کے لفظی ذخیرہ میں زبردست اضافہ ہوا اور اظہار و ترسیل کے اسلوب میں کمال پیدا ہوا۔ اپنے مخصوص شاعرانہ انداز سے نکل کر حقیقی سادہ بیانیہ اور عام فہم اسلوب نگارش کو فروغ حاصل ہوا۔ وضع اصطلاحات اور مغربی علوم کی منتقلی کے لیے اردو زبان میں ایک فضاء تیار ہوئی۔ اردو ادب کے سرمایے میں گراں قدر اضافہ ہوا۔ یہاں پر اچھی تخلیقات کا انتخاب کیا گیا۔ اور اس کا ترجمہ غیر روایتی انداز اور سادہ اسلوب میں کیا گیا جس سے اردو نثر ایک نئے مزاج سے ہم

آہنگ ہوئی۔ جس سے آگے چل کر وضع اصطلاحات کے لیے مضبوط بنیادیں فراہم ہوئیں اور مغربی زبانوں سے اردو میں ترجمہ کرنے کی راہیں ہموار ہوئیں جو بعد میں انفرادی اور اجتماعی طور پر تحریک کی شکل اختیار کرلی۔

ترجموں اور اصطلاحات سازی کی یہ تحریک انتہائی نامساعد حالات میں پروان چڑھ رہی تھی۔ اردو اپنے تمام ارتقائی منازل طے کر کے ہندوستان کی واحد مقبول عام زبان کا درجہ حاصل کر چکی تھی، بازاروں اور عوامی سطح سے اُٹھ کر ایوان اقتدار کی مسند پر براجمان ہونے کے لئے پر تول رہی تھی، بول چال کی زبان سے بلند ہو کر دانش گاہوں کی مسند علمی پر متمکن ہونے کے لیے اپنے سفر کا آغاز کر چکی تھی، جس رفتار سے وہ اپنا سفر طے کر رہی تھی اس سے کہیں زیادہ تیزی سے انگریز ہندوستان میں اپنے قدم مضبوط کر رہے تھے۔ انگریز بنگال کے حکمران بننے کے بعد ملک کے دیگر حصوں پر قابض ہو رہے تھے گو انگریز ایک ایک کر کے ہندوستان کی دیسی ریاستوں کا خاتمہ تو کر رہے تھے لیکن ابھی انہیں ہندوستانی ذہن پر غلبہ حاصل نہ ہو سکا تھا۔ ہندوستانی ذہن پر غلبہ پانے کے لیے انہوں نے انگریزی تعلیم کا نسخہ تجویز کیا۔ اس سے پہلے کہ اردو اپنی منزل مقصود تک پہنچتی فرنگی اہل ہند کو انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگے۔

> ''۱۸۱۶ء میں راجہ رام موہن رائے کی اعانت سے کلکتہ میں ایک ہندو کالج قائم کیا گیا جہاں انگریزی زبان اور سائنس کی تعلیم دینے کا باقاعدہ سلسلہ شروع کر دیا گیا بعد ازاں اور مقامات پر کالج کھولے گئے۔''[۳۲]

یعنی فورٹ ولیم کالج کے قیام کے کچھ عرصہ بعد ہی انگریزوں کو ہندوستانی زبانوں کی استطاعت کا اندازہ ہو گیا اور وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ یہ زبانیں مغربی علوم کی منتقلی کی متحمل نہیں ہیں فی الفور یا تو ان زبانوں کے فروغ و ترقی کے لیے اقدامات کرنے پڑیں گے یا انگریزی تعلیم کو رواج دینا ہوگا۔

> ''ہندوستانی زبانوں کے مقام اور ان کے سرمایے سے حکمران طبقہ پوری طرح

آگاہ نہیں تھا۔ تاہم انھیں ہندوستانی زبانوں کی کم مائیگی کا اندازہ ضرور ہوگیا تھا وہ سمجھ چکے تھے کہ کسی بھی ہندوستانی زبان میں ذریعہ تعلیم بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔"[۴۳]

یہ سچ ہے کہ اردو زبان پورے ہندوستان میں بولی اور سمجھی جاتی تھی اِسے ملک میں مقبول عام زبان کا درجہ حاصل تھا افہام و تفہیم اور کاروباری زبان کی حیثیت سے ملک میں کوئی اور زبان اس کے مد مقابل نہیں تھی بلا لحاظ مذہب و ملت' ملک کے تمام طبقات میں یکساں مقبول تھی۔ یہ وجہ تھی کہ انگریزوں نے اردو کو ملک کی دفتری زبان قرار دیا تھا۔

"چنانچہ ۱۸۳۵ء میں اس ملک کی دفتری زبان قرار پانا اس کی اہمیت کا اعتراف تھا۔"[۴۴]

عوامی زبان ہونے کے ناتے ضرورت اس بات کی تھی کہ اردو کو ایک علمی زبان کی حیثیت سے فروغ دیا جاتا اور اُس کی ترقی کے لئے اقدامات اُٹھائے جاتے اور بڑے پیمانے پر ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے اس کا نفاذ عمل میں آتا لیکن ایسا نہیں ہوسکا گو کہ انگریزوں کا ایک طبقہ اس بات کا حامی بھی تھا کہ مقامی زبانوں میں تعلیم و تربیت کا انتظام ہونا چاہیے۔ لیکن ذریعہ تعلیم کے مسئلہ پر ملک میں کافی اختلافات تھے خصوصاً میکالے یہ نہیں چاہتا تھا کہ انگریزی کے سوا کوئی اور زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔

"میکالے نے ایک ایسے طبقہ کی تشکیل پر زور دیا تھا جس کے افراد رنگ و نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہوں لیکن مذاق' نقطۂ نظر' اخلاق اور ذہنیت کے اعتبار سے انگریز ہوں۔"[۴۵]

چنانچہ میکالے کی حکمت عملی کے نفاذ کے لیے سب سے بہترین طریقہ یہی ہوسکتا تھا کہ انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔

"۲ر فبروری ۱۸۳۵ء کو لارڈ میکالے رکن جنرل کمیٹی برائے "پبلک انسٹرکشن و ایگزیکٹو کونسل نے ایک تاریخی اہمیت کی حامل فصیح و بلیغ رپورٹ لکھی۔ میکالے اپنی

یادداشت میں لکھتا ہے:

"تمام پارٹیاں ایک بات پر متفق معلوم ہوتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان کے اس حصہ کے باشندوں کی عام بولیوں میں نہ تو ادبی سرمایہ ہے نہ سائنٹفک معلومات اور وہ اتنی کم مایہ اور ناپختہ ہیں کہ جب تک انہیں دوسرے ذریعوں سے مالا مال نہ کیا جائے ان میں کسی بھی مفید ادبی وعلمی کام کو منتقل کرنے کا کام آسان نہ ہوگا۔ اس بات سے اتفاق نظر آتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کی استطاعت رکھنے والوں کا ذہنی ارتقاء صرف اس زبان کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے جو مقامی نہ ہو۔"[۳۶]

اس رپورٹ کی بنیاد پر بڑی ہوشیاری کے ساتھ دیگر گروہوں کو مطمئن کرتے ہوئے انگریزی کو ترجیحی موقف عطا کیا گیا۔ اور انگریزی کو ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے فروغ دیا جانے لگا اور حکومت کی طرف سے بھرپور اعانت وہمت افزائی کا سلسلہ شروع کیا گیا مقبوضہ ہندوستان میں انگریزی ذریعہ تعلیم کے اسکول کھولے جانے لگے۔ جیسے جیسے مغربی علوم بذریعہ انگریزی پھیلتے گئے ہندوستانی عوام ان سے استفادہ کرنے لگے اور لوگوں کے خیالات میں تغیر وتبدل پیدا ہونے لگا۔ تعلیم نے ذہنی شعور کو بیدار کیا اور ہندوستان میں چھاپے خانوں کے قیام کی وجہ سے کتابیں اور اخبارات بھی آسانی سے عوام تک پہنچنے لگے۔ ان کے پڑھنے سے مغربی علوم سے ہندوستانی آشنا ہونے لگے اور جب انہوں نے اپنے قدیم علوم کا ان جدید علوم بالخصوص سائنسی علوم سے تقابل کرکے دیکھا تو خود بخود انھیں اپنی کمزوریاں نظر آنے لگیں اور کئی معاملوں میں وہ خود کو انگریزوں سے پیچھے محسوس کرنے لگے۔ خاص طور پر سائنسی علوم اور نئی ایجادات سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے خیالات مغربی تہذیب وتمدن کی طرف مائل ہوئے۔ مغربی خیالات کے حامل ہندوستانیوں کا خیال تھا کہ ان علوم کو ہندوستانی زبانوں میں منتقل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ تاہم کچھ خوددار قوم پرست اعتدال پسند لوگ مغربی علوم کو قدر کی نگاہ سے ضرور دیکھتے تھے لیکن وہ اس بات پر ہرگز راضی نہیں تھے کہ ان علوم کے حصول کے لیے سرے سے ذریعہ تعلیم ہی بدل دیا

جائے وہ چاہتے تھے کہ ان جدید علوم کے ثمرات سے ہم اپنی زبانوں کے ذریعے فائدہ اُٹھائیں۔ چنانچہ ان ہی اولوالعزم جفاکش جیالے سپوتوں نے انگریزی سے اردو میں ترجموں کے ذریعے علوم کی منتقلی کا بیڑہ اُٹھایا۔ اور باوجود نامساعد حالات اور طوفانی ہواؤں کے ہندوستانی زبانوں کی شمع کو جلائے رکھا۔ اُنھوں نے وضع اصطلاحات کی طرف توجہ مرکوز کی۔ ان میں شاہانِ اودھ (اسکول بک سوسائٹی لکھنؤ)، مطبع سنگی شمس الامراء (مدرسہ فخریہ حیدرآباد)، ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی (دہلی کالج) کے بانیوں اور ذمہ داروں کو اولیت حاصل ہے۔

زمانی اعتبار سے شاہانِ اودھ کے تراجم کا زمانہ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے اپنی کتاب ''مغرب سے نثری تراجم'' (ص ۱۳۵) نواب غازی الدین حیدر (۱۸۱۴ء تا ۱۸۲۷ء) کا عہد بتایا ہے۔ لیکن اس دور کی کسی تصنیف یا ترجمہ کا سن اشاعت کے ساتھ ذکر یا تبصرہ نہیں کیا بلکہ اسکول بک سوسائٹی کے محض ایک مترجم سید کمال الدین حیدر (عرف محمد اسرار الحسن الحسنی) کے حوالے سے ۱۹ رسائل کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہونے کا حوالہ دیا ہے یہ تراجم مطبع سلطانی اودھ لکھنؤ میں طبع ہوئیں۔ اُنیس میں سے صرف دس کے نام گنوائے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ رسالۂ علوم طبعیہ

۲۔ رسالۂ ہیئت از ڈاکٹر ولسن

۳۔ رسالۂ دیگر ہیئت از ڈاکٹر برنگلی

۴۔ رسالۂ علم الکیمیاء از ریورنڈ چارلس

۵۔ رسالۂ علم المناظر

۶۔ رسالۂ قوت مقناطیس

۷۔ رسالۂ علم الماء

۸۔ رسالہٗ علم الہوا

۹۔ رسالہٗ علم الحرارۃ

۱۰۔ رسالہٗ مقاصد العلوم از لارڈ بروم سن اشاعت ۱۸۴۱ء

مولوی میر حسن نے اپنی گراں قدر تصنیف ''مغربی تصانیف کے اردو تراجم'' میں شائد سب سے پہلے مذکورہ دس کتابوں کے نام لکھے ہیں انہوں نے بھی ان رسائل کے مشمولات کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کا سن اشاعت لکھا ہے صرف ایک رسالہ مقاصد العلوم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''آخر الذکر کتاب یعنی رسالہ مقاصد العلوم لارڈ بروم کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے یہ رسالہ ۱۸۴۱ء میں مطبع سلطانی میں طبع ہوا۔ اس میں مختلف علوم کے فوائد اور ان کے مقاصد اور موضوعات کی تشریح کی گئی ہے۔ دیگر کتابوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ باوجود انتہائی کوشش کے مندرجہ بالا فہرست کی کوئی کتاب ہمیں نہیں مل سکی اس لئے ترجمہ کی صحت و سقم اور زبان کی خصوصیتوں سے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا جا سکتا۔''[۳۷]

شاہانِ اودھ کے تراجم میں رسالہٗ مقاصد العلوم مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے سوا کسی بھی رسالہ کی کوئی تفصیل نہیں ملتی شائد اسی بنیاد پر مولوی میر حسن نے اپنی تصنیف ''مغربی تصانیف کے اردو تراجم'' کی زمانی ترتیب میں شمس الامراء کے بعد شاہانِ اودھ کے تراجم کا ذکر کیا ہے'' اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) مرتبہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری و سید جمیل احمد رضوی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں ترجمہ اور وضع اصطلاحات کے جن اداروں پر تحقیق کی ضرورت پر زور دیا ہے اور وضع اصطلاحات کے جن اداروں کی نشاندہی کی ہے اُن کے نام ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں تاکہ وضع اصطلاحات کے حوالے سے مبسوط تاریخ واضح ہو جائے۔

۱۔ دہلی کالج دہلی ۱۸۲۹ء

۲۔ سائن ٹی فک سوسائٹی لکھنؤ ۱۸۳۱ء

۳۔ آگرہ بک سوسائٹی آگرہ ۱۸۳۳ء

۴۔ شمس الامراء نواب فخر الدین کا سلسلہ تصنیف و تالیف و ترجمہ ان کا مطبع اور مدرسہ فخریہ حیدر آباد دکن ۱۸۳۴ء

۵۔ مدرسہ طبابت حیدر آباد (دکن) ۱۸۴۵ء

۶۔ انجمن مجمع علم و ہنر (سائن ٹی فک سوسائٹی) مدراس ۱۸۵۳ء

۷۔ میڈیکل اسکول آگرہ ۱۸۵۴ء

۸۔ انجینئرنگ کالج رڑکی ۱۸۵۶ء

اس کے علاوہ بھی کئی اور ادارے ایسے ہیں جن پر وضع اصطلاحات کے حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے مثلاً سر رشتہ علوم فنون (سلسلہ آصفیہ) حیدر آباد دکن سائنٹیفک سوسائٹی مظفر پور بہار ۱۸۶۳ء وغیرہ شامل ہیں۔ مذکورہ اداروں میں سوائے تین چار اداروں کے وضع اصطلاحات سے متعلق ان کی خدمات کا پتہ نہیں چلتا ان کی کیا خدمات ہیں اور کونسے علمی اصطلاحات کو ان اداروں نے وضع کیا تھا کوئی تفصیل یا ٹھوس ثبوت نہیں ملتا۔

> ''فوٹ ولیم کالج کے بعد قائم ہونے والے اداروں میں سے ہر ادارہ اس کا مستحق ہے کہ اس کے خدمات کا بہ تفصیل ذکر اور اصطلاح سازی کی تاریخ میں اس کا مقام متعین کیا جائے لیکن اگر ہم کسی وجہ سے ایسا نہ کر سکیں تو بھی دہلی کالج کے سرسری ذکر کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔'' ۳۸

یہاں ہم دہلی کالج سے قبل مدرسہ فخریہ کے سائنسی کارنامے اور وضع اصطلاحات کے حوالے سے ان کی خدمات کا اجمالی تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ یہی وہ ادارہ ہے جس نے خاص طور پر سائنسی علوم کے ترجموں کی طرف اولین توجہ کی اور منظم اور باضابطہ کوشش کے ذریعے کئی سائنسی رسائل کا ترجمہ کیا۔ محققین کا خیال ہے کہ تراجم کی ایسی منظم انفرادی کوشش

نواب فخر الدین خاں کے سوا شائد ہی کسی نے کی ہو۔

امیر کبیر نواب فخر الدین خاں شمس الامراء کا تعلق پائیگاہ سے تھا۔ حیدر آباد کے امراء میں امرائے پائیگاہ سب سے بلند مرتبہ سمجھے جاتے تھے۔ پائیگاہ فارسی لفظ ہے جس کے معنی ''ذی شان اور بلند مرتبت کے ہیں'' نواب فخر الدین خاں نواب ابوالفتح خاں تیغ جنگ بہادر کے اکلوتے فرزند تھے ۱۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے ان کی پرورش شاہی محل میں ہوئی تھی وہ انتہائی ذی علم شخصیت کے مالک تھے علمی شوق و جستجو اور علم و حکمت سے ان کی حد درجہ دلچسپی کی وجہ سے انہیں عربی، فارسی، اردو، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر خواجہ حمید الدین شاہد اپنے تحقیقی کتابچے ''شمس الامراء کے سائنسی کارنامے'' میں اس عہد کے مشہور مصنف خواجہ غلام حسین خاں المخاطب بہ خاں زماں اپنی تصنیف کردہ تاریخ ''گلزار آصفیہ'' (فارسی) میں لکھی ایک عبارت کا حوالہ و ترجمہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

> ''یہ ہی وہ شمس الامراء ہیں جنھوں نے حکمت، ہندسہ، ریاضی وغیرہ میں سب سے پہلی دفعہ اردو میں کتابیں لکھوائیں اور خود تصنیف کیں۔ چونکہ نواب موصوف کو علوم ریاضی و ہیئت سے خاص شغف تھا۔ اس لئے زیادہ تر ان ہی علوم سے متعلق کتابیں فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے ترجمے کرا کے اپنی سنگی چھاپے خانہ میں چھپوائیں یہی نہیں بلکہ ذاتی تحقیق و تلاش کے لیے انہوں نے ایک رصدگاہ جہاں نما تعمیر کرائی تھی۔''[۳۹]

امیر کبیر نواب فخر الدین خاں شمس الامراء ثانی نے ایک ایسے وقت اور ماحول میں اردو زبان میں سائنسی علوم کو فروغ دینے کی کوششیں کی جب کہ جنگ پلاسی اور جنگ بکسر میں بنگال کے نواب سراج الدولہ اور شہزادہ عالی گہر یعنی شاہ عالم ثانی اور شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ کی افواج کو شکست کے بعد اس کے دور رس نتائج ظاہر ہونے لگے تھے اور اردو زبان و ادب پر ان واقعات کے گہرے اثرات مرتب ہو رہے تھے۔ ایک عجیب غیر یقینی کی صورت حال تھی، بدامنی، فاقہ مستی، اور سب سے بڑھ کر شیرازہ بندی کی کمی، عدم اعتمادی اور

پست ہمتی کا ہر طرف دور تھا۔ خود پسندی، عیش کوشی، گل و بلبل کی حکایتیں، عشق کی وارداتیں، ادبی معرکہ آرائیاں، دل کھونا ہجر میں رونا آہیں بھرنا، تڑپنا، مرنا، جینا کبھی کبھی، عشق مجاز سے حقیقت تک پہنچنا، عشق میں مبتلا رہنا اور نشے میں بدمست ہو جانا، جب ہوش آئے تو شباب سے کھیلنا، حسن کی تعریف کرنا، اپنی ستم کیشی پر ناز، اپنی قوت برداشت کا مظاہرہ یہی کچھ اس دور کا شعری و ادبی سرمایہ تھا یہ شعری و ادبی روایتیں دراصل لکھنو کے زوال پذیر معاشرہ کی نمائندہ تھیں۔ ان پژمردہ روایات کے اثرات اب دکن پر بھی پڑنے لگے تھے۔ کیونکہ دکن ابھی انگریزوں کی چیرہ دستی سے محفوظ تھا ابھی حکومت و اقتدار کا جاہ و جلال باقی تھا۔ اس لئے ماحول پر ان روایات کا زیادہ اثر نہیں ہوا۔ تاہم ماحول میں فراخی، بےفکری اور اقتدار پر فخر و ناز کی وجہ سے دیگر خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ ایسے وقت میں نواب فخر الدین خاں شمس الامراء ثانی نے اہل دکن کی توجہ جدید انگریزی علوم کی طرف مبذول کرنے کے لیے اس وقت کے مروجہ نصاب سے انحراف کرتے ہوئے ریاضی، علم ہیئت، طبیعیات، کیمیاء اور دوسرے سائنسی علوم کی کتابوں کو پہلی بار وسیع پیمانے پر اردو میں تصنیف، تالیف، ترجمہ و اشاعت کا عظیم کارنامہ انجام دیا۔

> ''شمس الامراء کے دور میں علم و فن کی جو بلند پایہ خدمات انجام پائیں وہ اپنی آپ نظیر ہیں اردو زبان کی تاریخ میں یہ دور بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس سے پہلے سائنس، ریاضی ہیئت اور دیگر جدید علوم و فنون سے متعلق ایسی منظم کوششیں کہیں نہیں کی گئیں باوجود تحقیق اور تلاش کے اس سے قبل کی کسی تصنیف یا ترجمہ کا حال معلوم نہ ہو سکا شمس الامراء کے تراجم اردو میں سائنسی ادب کے اولین کارنامے ہیں ان کی اہمیت اس وجہ سے بھی بہت زیادہ ہے کہ سب کے سب مستند اور اعلیٰ پایہ کے ہیں۔'' [۱۴]

نواب فخر الدین خاں نے کئی کتابیں خود بھی لکھیں اور دوسروں سے بھی لکھوائیں خود ان کے صاحب زادے نواب محمد رفیع الدین خاں عمدۃ الملک بہادر نے علم ہندسہ اور علم

حساب پر اردو میں کتابیں لکھیں اور اردو زبان میں علوم وفنون کو منتقل کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے انگریزی اور فرانسیسی زبان سے اردو میں سائنسی علوم کا ترجمہ کرانے کے لیے اردو اور فارسی سے واقف انگریزی اور فرانسیسی زبانوں کے ماہرین کا تقرر کیا تھا۔ شمس الامراء ثانی کے علمی کارناموں میں ان کے فرزند نواب رفیع الدین خاں بھی برابر کے شریک کار تھے۔

''شمس الامراء نے اپنے منفرد و بے مثال دارالترجمہ و دارالاشاعت کے لیے متعدد منشیوں اور مترجمین کا بھی تقرر کیا جن میں مسٹر جونس، مسٹر جوزہ، مسٹر تندوسی، میر امان دہلوی، غلام محی الدین حیدرآبادی، رتن لعل، میر شجاعت علی، رام پرشاد، رائے منہور لال وغیرہ کے کارنامے اردو کے ابتدائی سائنسی ادب کا گراں قدر سرمایہ ہیں۔ یورپین و ہندوستانی بعض ایسے حضرات کی خدمات سے بھی استفادہ کیا گیا جو شمس الامراء کے ملازم نہیں تھے لیکن جنھیں اس نوعیت کے علمی کام سے دلچسپی تھی مثلاً ڈاکٹر میکلن، مسٹر مری اور ولیم میکنزی۔''[۱۴]

شمس الامراء ثانی نے مترجمین اور مصنفین کی وساطت سے سائنس کے نت نئے موضوعات پر کتابیں تیار کروائیں اور حیدرآباد دکن میں اردو کے ذریعے سائنسی کتابیں پڑھنے کا ذوق وشوق پیدا کیا۔ اس دور میں پڑھے لکھے طبقے میں جدید علوم سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ انہوں نے سائنسی لٹریچر کو مقبول عام بنانے اور پڑھے لکھے طبقے کو جدید علوم سے آشنا کرنے کے لیے زرکثیر خرچ کر کے مطبع سنگی قائم کیا۔ جہاں سے سائنسی موضوعات پر ترجمے اور تصانیف کی اشاعت عمل میں لائی جاتی تھی۔ سنگی مطبع کے علاوہ مدرسہ فخریہ کی بنیاد ڈالی جہاں سائنسی علوم کی درس وتدریس کا انتظام تھا مدرسہ فخریہ سے پہلے مطبع سنگی کا قیام عمل میں آیا تھا۔

''یہ وہ زمانہ تھا جب فورٹ ولیم کالج کلکتہ کا تالیف وترجمہ کردہ ادب انگریز سرکار کی وضع کردہ مخصوص پالیسی کے تحت سطحیت کا رجحان پیدا کر رہا تھا نواب محمد فخر

الدین خاں نے یہ سب دیکھتے ہوئے اپنے علاقے میں داستانوی قصوں کے
مقابلے میں سائنٹفک سوچ کو عام کرنے کی خاطر ۱۸۳۴ء میں مدرسہ فخریہ قائم کیا۔
اس مدرسہ کے نصاب میں یوروپی دانش گاہوں کی نصابی کتب کو شامل کیا گیا۔ نواب
محمد فخر الدین خاں نے ہندوستانی طالب علموں کی خاطر مغربی علوم وفنون کی ان کتب
کو مقامی فرانسیسی اور برطانوی مترجمین کے ساتھ مل کر خود اردو میں ترجمہ کیا اور اپنے
سنگی چھاپہ خانہ (قائم شدہ ۱۸۲۰ء) سے شائع کیا۔" ۴۲

نواب فخر الدین علی خاں نے علمی اور سائنسی تراجم وتصانیف کے ذریعے جو شاندار
کارنامے انجام دیئے ہیں اور جس کام کی طرف اہل علم کو متوجہ کیا اس کے مثبت اثرات مرتسم
ہوئے۔ بعض محققین نے نواب صاحب کے ان گراں قدر علمی کاموں کے متعلق لکھا ہے کہ
یہ ترجمے مستند اور اعلیٰ پایہ کے ہونے کے باوجود ان کی شہرت حیدرآباد دکن سے باہر بہت کم
ہوئی۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ اہل ہند مغربی علوم سے بالکل ناآشنا تھے اور سائنسی
لٹریچر کے مطالعہ کا عام مذاق نہیں تھا۔ خود "ستہ شمسیہ" کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "بعض علوم
اہل فرنگ میں ایسے رواج پائے ہیں کہ ان کے نام بھی یہاں کے لوگوں نے نہیں سنا۔" دوسرا
یہ کہ سطحی مذاق اور عام انداز سے ہٹ کر ایسے موضوعات پر لکھی کتابیں جنھیں سمجھنے کے لیے
اعلیٰ فکر، سنجیدہ فہم اور ذوق سلیم کی ضرورت ہوتی ہے ان کی شہرت کا موازنہ شعر ادب کی
کتابوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ سائنسی موضوعات سے دلچسپی رکھنے والوں نے دکن ہی میں
نہیں بلکہ دکن کے باہر بھی شمس الامراء کے تراجم وتصانیف سے خوب استفادہ کیا۔ اور ان کی
سائنٹفک سوچ کو عام کرنے والی تحریک سے بھی متاثر ہوئے۔

"یاد رہے کہ اینگلو عربک کالج (دہلی کالج) نے "مدرسہ فخریہ" کی تقلید میں
۱۸۴۰ء۔۴۱ کے لگ بھگ جدید علوم وفنون کے تراجم تیار کرنا شروع کئے تھے آگے
چل کر جب ۱۹ویں صدی کے نصف آخر میں اردو کا پہلا میڈیکل کالج "مدرسہ
طبابت" (قیام: ۱۸۴۵) قائم ہوا تو اس میں مدرسہ فخریہ کے فارغ التحصیل طلبہ کی

کھپت سب سے زیادہ ہوئی۔"۴۳

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کے مذکورہ بالا حوالے کے علاوہ میری تحریر کی تائید ڈاکٹر مصطفےٰ کمال کے تحقیقی مقالے کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

"شمس الامراء ثانی کے زیر اہتمام کوئی بیس سے زائد کتابیں دلی کالج میں اس نوعیت کا کام شروع کرنے سے قبل مرتب ہو چکی تھیں۔ مدراس سے اکثر اور دلی آگرہ اور دوسرے شہروں سے کبھی کبھی حیدر آبادی مطبوعات کے نقش ثانی شائع ہوتے رہے۔"۴۴

مطبع سنگی شمس الامراء میں طبع شدہ اور مدرسہ فخریہ کے لیے لکھی گئی کتابوں کی فہرست درج ہے۔ ہم نے ان کتابوں اور اصطلاحات کی تفصیل کافی تحقیق و جستجو کے بعد اس موضوع پر اب تک کی لکھی گئی مستند و معتبر قدیم و جدید تصانیف کو پیش نظر رکھ کر غور وفکر کے ذریعہ اخذ کی ہے۔۴۵

فہرست سائنسی تراجم زیر اہتمام امیر کبیر نواب فخر الدین خاں شمس الامراء ثانی

(مطبع سنگی شمس الامراء ثانی)

سلسلہ نشان	کتاب کا نام	مولف رمترجم	سنہ طباعت
۱	رسالۂ علم کیمیاء		۱۲۴۴ھ م ۱۸۲۸ء
۲	رفیع الترکیب (طبع اوّل)	نواب محمد رفیع الدین خاں، شمس الامراء ثالث	۱۲۴۸ھ م ۱۸۳۲ء
۳	رسالہ موتی کی چونکالنے کا		۱۲۵۱ھ م ۱۸۳۵ء
۴	رسالۂ علم ہندسہ		۱۲۵۱ھ م ۱۸۳۵ء
۵	علم جغرافیہ	رتن لعل	۱۲۵۲ھ م ۱۸۳۶ء
۶	اصول علم حساب		۱۲۵۲ھ م ۱۸۳۶ء
۷	رسالۂ مختصر جرثقیل	مسٹر جوزہ	۱۲۵۲ھ م ۱۸۳۶ء
۸	رفیع الحساب	نواب محمد رفیع الدین خاں شمس الامراء ثالث	۱۲۵۲ھ م ۱۸۳۶ء
۹	رسالۂ کسورات اعشاریہ		۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء
۱۰	تکملہ رفیع الحساب	نواب محمد رفیع الدین خاں شمس الامراء ثالث	۱۲۵۴ھ م ۱۸۳۸ء

۱۱	رسالۂ اسطرلاب کروی		۱۲۵۵ھ م ۱۸۳۹ء
۱۲	کتاب ہندسہ	ناڈ ہنٹر (مصنف) رائے منولال (مترجم)	۱۲۵۵ھ م ۱۸۳۹ء
۱۳ تا ۱۸	ستۂ شمسیہ	۱۶ انگریزی رسائل کا ترجمہ ہے مصنف ریورنڈ چارلس انگریزی ایڈیشن کا سنہ طباعت ۱۸۱۸ء لندن مرتب نواب فخر الدین خاں شمس الامراء ثانی مترجمین میں میرا مان دہلوی غلام محی الدین حیدرآبادی مسٹر جونس اور موسیٰ تندوسی شامل ہیں مترجمین شمس الامراء کے ملازمین تھے۔	۱۲۵۶ھ م ۱۸۴۰ء
۱۳	علم آب		
۱۴	علم برق		
۱۵	علم ہیئت		
۱۶	علم جرثقیل		
۱۷	علم ہوا		
۱۸	علمِ مناظر (علمِ النظار)		
۱۹	رفیع البصر (طبع اوّل)	محمد رفیع الدین خاں شمس الامراء ثالث	۱۲۵۶ھ م ۱۸۴۰ء

۲۰	رفیع صنعت	محمد رفیع الدین خاں شمس الامراء ثالث	۱۲۵۷ھ م ۱۸۴۱ء
۲۱	منتخب البصر	رتن لال، ترجمہ کتاب رفیع البصر مصنف محمد رفیع الدین خاں یہ ترجمہ ہے یا خلاصہ محققین میں اختلاف ہے	۱۲۵۷ھ م ۱۸۴۱ء
۲۲	علم ہندسہ	رتن لال	۱۲۵۷ھ م ۱۸۴۱ء
۲۳	رسالۂ علم واعمال کرے کا	مسٹر جوزہ اور رتن لال	۱۲۵۷ھ م ۱۸۴۱ء
۲۴	ترکیب الادویہ		۱۲۶۲ھ م ۱۸۴۶ء
۲۵	خلاصۃ الادویہ	ولیم میکنزی	۱۲۶۲ھ م ۱۸۴۶ء
۲۶	کفایت العلاج	ولیم میکنزی	۱۲۶۲ھ م ۱۸۴۶ء
۲۷	نافع الامراض	ولیم میکنزی	۱۲۶۳ھ م ۴۷-۱۸۴۶ء
۲۸	رسالہ حیوانات مطلق		۱۲۶۴ھ م ۱۸۴۷ء
۲۹	رسالہ چیچک	ڈاکٹر میکن	۱۲۶۵ھ م ۱۸۴۸ء
۳۰	مرقع تصویرات حیوانات		۱۲۶۶ھ م ۱۸۴۹ء
۳۱	منتخب الادویہ	حکیم محمد قمر الدین حسین	۱۲۷۰ھ م ۱۸۵۳ء
۳۲	رسالۂ ھومیو پاتک	جان مارقس ساکن حیدرآباد دکن	۱۲۸۷ھ م ۱۸۷۰ء
۳۳	رسالۂ علم ہیئت	فرگوسن (مصنف) سید عبدالرحمٰن (مترجم)	۱۲۹۲ھ م ۱۸۷۵ء

۳۴	تختۂ گردان	محمد رفیع الدین خاں شمس الامراء ثالث	۱۲۹۲ھ م ۱۸۷۵ء
۳۵	جدول تحویلات شمسی	مرزا جان قندھاری (مترجم)	۱۲۹۵ھ م ۱۸۷۸ء
۳۶	رسالۂ شمسہ فی اعمال حسابیہ	شیر علی بن محمد قاسم	
۳۷	رسالۂ رشیدیہ	شیر علی بن محمد قاسم	
۳۸	رسالۂ گھڑیال	میر طفیل علی	
۳۹	الکٹرو بلیٹ	مولوی احمد (مترجم)	

قلمی نسخے

سلسلہ نشان	کتاب کا نام	مولف رمترجم	سنہ طباعت
۱	ترجمہ شرح چغمنی	مترجم شاہ علی (ادھونی)	۱۲۵۰ھ م ۱۸۳۴ء
۲	شمس الہندسہ (اردو)	شمس الدین فیض	۱۲۵۵ھ م ۱۸۳۹ء
۳	انوار بدریہ (ریاضی)	شاہ علی	۱۲۵۸ھ م ۱۸۴۲ء
۴	کیمسٹری کا مختصر رسالہ	ریورنڈ جان ٹائم کی تصنیف کا ترجمہ	۱۲۵۹ھ م ۱۸۴۳ء
۵	قواعد منتخب (ریاضی)	رام پرشاد	۱۲۷۳ھ م ۱۸۵۶ء

ترجمہ ایک مشکل فن ہے اور اصطلاحات سازی اس سے بھی زیادہ پیچیدہ اور فکری گہرائی و گیرائی کے ساتھ لسانی و علمی مہارت کا کام ہے۔ شمس الامراء ثانی کو یہ اعزاز حاصل

ہے کہ انہوں نے صرف تراجم ہی نہیں بلکہ وضع اصطلاحات کے لیے بھی اولین کوششیں کیں۔ ایسے علوم جن سے ہندوستانی لوگ نابلد تھے اور ان کے نام تک نہیں جانتے تھے ان غیر مانوس علوم کو اردو والوں میں متعارف کرایا اور ان جدید علوم کی مغربی زبانوں سے اردو میں منتقلی کا کام کیا۔ ان علوم کو اردو میں منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ بالخصوص ایسے زمانے میں جب کہ اردو زبان میں سائنسی لٹریچر کی کوئی نظیر ان مترجمین کے سامنے نہیں تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے سائنسی علوم کی اردو میں منتقلی کا جو نقش اوّل ثبت کیا وہ اردو زبان کے علمی نگار خانے میں اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔

زمانی اعتبار سے شمس الامراء ثانی کے سائنسی اصطلاحات کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ زمانے کے نشیب و فراز اور برسوں بعد بھی ان اصطلاحات کا تجزیہ و مطالعہ وضع اصطلاحات کے باب میں اخذ واکتساب آموزش و اکتشاف کی تحریک کو اور بھی مہمیز کرتا ہے۔ اس لئے ہم کچھ قدیم اصطلاحات مطالعہ و تجزیہ کے لئے پیش کر رہے ہیں جن میں سے کچھ متروک ہو چکی ہیں لیکن کچھ آج بھی مستعمل ہیں زیادہ تر قدیم سائنسی کتابوں میں افہام و تفہیم کے دوران اکثر استعمال ہوئی ہیں۔ مثلاً

جمع مرکب	=	Compound Addition
قانون مثلثی	=	Rule of three
قوت جاذبہ۔ رغبت	=	Attraction
سیال	=	Liquid or Fluid
ہوائی	=	Gas
سنگ چقماق	=	Flint
شعلہ گیر	=	Inflammable
نشاستہ	=	Starch
حرارت	=	Heat

Earth	=	خاک
Oxide	=	کشتہ
Lime	=	چونا
Hydrostatics	=	علم آب
Hydrostatic Balance	=	علم آب کی ترازو
Sucking Pump	=	چوسنے کا پمپ
Force pump	=	زبردستی کا پمپ
Cork	=	چوب شولہ
Line of direction	=	خط راہ
Iron filings	=	لیچون
Borax	=	سہاگہ
Solubility	=	گھلنے کی خاصیت
Chemist	=	مہوس
Crystal	=	قلم
Air gun	=	ہوائی بندوق
Air pump	=	آلۂ ہواکش
Solidity	=	ٹھوس پن
Monsoon	=	موسمی پون
Magic lantern	=	قندیل سحرنما
Comet	=	دنبالہ دار ستارہ
Looking glass	=	منہ دیکھنے کا آئینہ
Microscope	=	کلاں بین

منعکس دوربین	=	Reflecting Telescope
موازی شعاعیں	=	Parallel Rays
انقباضی شعاعیں	=	Convergent Rays
انبساطی شعاعیں	=	Divergent Rays
منعکس روشنی	=	Reflected Light
جھٹکے کا علم/علم برقک	=	Electricity
انحرافی شعاعیں	=	Deflected Light
موصل	=	conductor
کہربا	=	Electron
زنگ آلود	=	Oxidated
اسفنج	=	Sponge

بعض انگریزی اصطلاحوں کا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ انگریزی الفاظ لکھ کر انگریزی تلفظ کو اردو زبان کی خراد پر چڑھایا گیا ہے اور زبان کے مزاج و آہنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے جیسے پڈین=Pudding اسفنج=Sponge وغیرہ حالانکہ اردو میں اسپنج لکھا جا سکتا تھا لیکن عربی کی نقل کرتے ہوئے اسفنج لکھا گیا ہے۔

''عربی زبان میں یہ لفظ یونانی زبان سے آیا ہے۔''[٤٦]

عربی زبان میں چونکہ ''پ'' نہیں ہوتا اس لئے Sponge کا تلفظ اسفنج کر دیا گیا ہے بعض اصطلاحوں کو انگریزی تلفظ کے مطابق اردو رسم الخط میں لکھا گیا ہے اور اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور کچھ الفاظ کا صرف ترجمہ کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

ہائڈروراسٹاٹکس	=	علم آب
اوپٹکس	=	علم انظار

غوطہ زنوں کا آلہ

پانی چڑھانے کا پمپ
نقشہ نویسی صندوق

ایسیڈ	=	کھٹائی
سِٹرک ایسیڈ	=	لیمو کا رس جمایا ہوا
روز واٹر	=	گلاب کا پانی
سوڈا واٹر	=	ولایتی پانی
آلیو آئیل	=	زیتون کا تیل
سلفر آئنٹ منٹ	=	گندک کا مرہم
مرکیوری آل پلز	=	مرکب پارے کی گولی
میوراٹک اسڈ	=	کھاتے نمک کا کھٹہ (کھٹا)
نیٹرک اسڈ	=	شورے کا کھٹہ [کھٹا]
نیٹرک اَف کاپر	=	تانبے کا شورہ
گولڈ لیف	=	سونے کے ورق
ڈکاکشن آف اسٹارچ	=	نشاستے کا جوشاندہ
کان فکشن آف روزس	=	گلقند
کیامفر لیمنٹ	=	روغن کافور
سلفٹ آف کاپر	=	نیلہ تھوتھ (نیلا طوطا)
سلفرک اسڈ	=	گندک کا کھٹہ
مرکری	=	پارا [پارہ]
نیٹرٹ آف سلور	=	سفوف نقرہ
ٹرمرک پیپر	=	ہلدی کے پتے کے رس میں بھگایا ہوا کاغذ
ٹرمرک	=	ہلدی

نیٹرٹ آف پٹاس = شورہ

سوب برٹ آف سوڈا= سہاگہ

Air Pump کو بعض جگہ ایر پمپ ہی لکھا گیا ہے اور بعض جگہ آلۂ ہواکش لکھا گیا ہے۔ مذکورہ اصطلاحوں میں آج بھی کئی اصطلاحیں مستعمل ہیں ایک دو اصطلاحیں جس کا ترجمہ کچھ عجیب معلوم ہوتا ہے جس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں مثلاً Magic Lantern اب یہ نام کہیں سنائی نہیں دیتا دراصل یہ ایک ایسا آلہ تھا جس کے ذریعہ تصویروں کے عکس کو شیشہ کی پلیٹ سے گزار کر سفید شیٹ پر منتقل کر کے نمایاں طور پر دیکھا جاسکتا تھا یعنی یہ ایک قدیم قسم کا پروجکٹر Projector تھا جس کا ترجمہ قندیل سحر نما کیا گیا ہے۔ اسی طرح Microscope کا ترجمہ کلاں بین کیا گیا ہے دارالترجمہ شمس الامراء کے مترجمین نے یہ سونچا ہوگا کہ Microscope کے ذریعہ چونکہ ہر چھوٹی شئے بڑی دکھائی دیتی ہے اس لئے شائد اس کا ترجمہ کلاں بین کر دیا بعد میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ والوں نے یہ استدلال پیش کیا کہ Microscope کے ذریعہ ہر چھوٹی شہ دیکھی جاسکتی ہے اس لئے ان لوگوں نے Microscope کا ترجمہ خردبین کیا ہے جو زیادہ جامع اور منطقی ہونے کی وجہ آج بھی مقبول ہے۔ Force pump کا ترجمہ بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا معنوی اعتبار سے زبر کے معنی ''اوپر'' اور دست کے معنی ''ہاتھ'' کیونکہ اوپر سے ہاتھ کے ذریعہ دبایا جاتا ہے شائد اسی مناسبت سے زبردستی کا پمپ ترجمہ کیا گیا ہے۔ جس کا مفہوم مجہول معلوم ہوتا ہے آج کل اس کا ترجمہ داب پمپ کیا جاتا ہے۔

گزرتے زمانے کے ساتھ انسان کی سوچ میں تبدیلی اور ترقی ہوتی ہے جس کے اثرات لسانی تغیر و تبدل کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ آج جو اصطلاحیں رائج ہیں وہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ یوں ہی برقرار و مستعمل رہیں۔ ہوسکتا ہے آنے والی نسلیں ہماری وضع کردہ اصطلاحات کو فرسودہ سقیم اور ناقابل فہم قرار دیں۔ میرے خیال میں کسی بھی قدیم اصطلاح کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ زمانی احتساب کے ساتھ لسانی تغیر و تبدل اور اس

وقت کی اثر پذیر زبانوں کے تناظر میں تجزیہ کریں تا کہ ہمیں اصطلاحات سازی کے رموز و نکات سے آگاہی حاصل ہو سکے۔

شمس الامراء ثانی کی وضع کردہ اکثر اصطلاحات مفہوم کے لحاظ سے جامع اور لسانی تقاضوں سے ہم آہنگ اور محاسن تراجم کی آئینہ دار ہیں۔ موضوع کے لحاظ سے مخصوص معنوں کی کامل تفہیم و نمائندگی کرتی ہیں۔ ان اصطلاحات کو وجود میں آئے قریب دو سو سال گزر چکے ہیں اس کے باوجود ان میں سے کچھ اصطلاحات آج بھی سائنس کی کتابوں میں استعمال ہوتی ہیں۔

مدرسہ فخریہ سارے ملک میں اپنی نوعیت کا واحد مدرسہ تھا جہاں دینی علوم کے ساتھ سائنسی علوم کی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی اور یہاں ملک کے مستند علماء تعلیم دینے کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔ اس مدرسہ نے دکن میں تعلیمی بیداری اور سائنسی شعور پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ بانی مدرسہ نواب شمس الامراء ثانی اپنے دارالترجمہ میں مترجمہ و تالیف کردہ کتابوں کو ذاتی چھاپے خانے میں چھاپ کر مدرسہ کے علاوہ شہر کے تمام طلباء میں مفت تقسیم کرتے تھے یہ مدرسہ نواب صاحب کی دیوڑھی، واقع شاہ گنج میں قائم تھا۔

''مدرسہ شہر میں ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء تک قائم تھا اسی سال شمس آباد منتقل کر دیا گیا۔''[۲۷]

دکن میں آصف جاہی حکمرانوں کے زیر سرپرستی اردو زبان و ادب فروغ پا رہا تھا اردو کی نگہداشت اور نشو و نما سے آصف جاہی حکمرانوں کو خاص دلچسپی تھی زبان اپنے فطری تقاضوں کے تحت پروان چڑھ رہی تھی سرکاری سطح پر انتظامیہ اور تعلیمی اداروں میں اردو کا چلن فروغ پا رہا تھا۔ شمالی ہند میں اردو کے تعلق سے ایسی خوشگوار صورت حال نہیں تھی انگریزی حکومت میکالے کے پیش کردہ نظریہ تعلیم سے اتفاق کر چکی تھی۔ ۱۸۳۵ء سے میکالے کی سفارشات پر عمل درآمد شروع ہو چکا تھا انگریزی اسکول کھولے جا رہے تھے سرکاری ملازمت کے لیے انگریزی دانی کو لازمی قرار دیا جا چکا تھا۔ قبل ازیں ۱۸۱۳ء کے مرمہ چارٹر ایکٹ کی

روسے ایک لاکھ روپے کی رقم ہندوستانیوں کی تعلیم کے مد پر خرچ کرنا منظور ہوا تھا۔

''گورنر جنرل ان کونسل کا یہ حکم آئینی ہوگا کہ مقبوضہ علاقوں میں فوجی، شہری اور تجارتی شعبوں کے اخراجات اور قرضوں کے سود کے قاعدوں کے مطابق ادائیگی کے بعد کرایوں، منافعوں اور محصولوں کی بچت میں سے ہر سال ایک مناسب رقم جو ایک لاکھ سے کم نہیں ہوگی الگ نکالی جائے اور اسے ادب کے احیاء اور اس کی ترقی کے لیے پڑھے لکھے لوگوں کی ہمت افزائی کے لیے ہندوستان کے برطانوی مقبوضات میں رہنے والوں کو سائنس کے علم سے متعارف کرانے اور اس کی ترویج کے لیے صرف کیا جائے۔''۴۸

قانون تو مدون ہو گیا تھا لیکن آئندہ دس سال تک ایک پیسہ بھی اس مد میں خرچ نہیں کیا گیا۔ چنانچہ اس قانون کو روبہ عمل لانے ایک ''جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن ۱۸۲۳ء میں قائم کی گئی۔ مجلس تعلیم عامہ کی جانب سے تعلیمی تجاویز کی طلبی کا ایک گشتی مراسلہ جاری ہوا۔ جس میں صراحت طلب کی گئی تھی کہ ترویج تعلیم کے کس قدر امکانات ہیں اور تعلیمی مقاصد کے لیے کس قدر سرمایہ فراہم ہوسکتا ہے اس مراسلہ میں یہ بھی تجویز رکھی گئی تھی کہ کیوں نہ دہلی میں ایک کالج جدید طرز کا قائم کیا جائے۔

چنانچہ دہلی میں کالج کے قیام کا جائزہ لینے کے لیے مسٹر جے۔ ایچ ٹیلر کو منتخب کیا گیا۔ انہوں نے دہلی کے تمام مدارس کا جائزہ لیا اور کالج کے قیام کے لیے مدرسہ غازی الدین حیدر کی مضبوط و عالیشان عمارت کی نشاندہی کرتے ہوئے کالج کو اس عمارت میں قائم کرنے کی سفارش کی چنانچہ مدرسہ غازی الدین حیدر میں دہلی کالج کا افتتاح ''۱۸۲۵ء میں ہوا''۴۹

مدرسہ غازی الدین حیدر کے بانی کے متعلق محققین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے بابائے اردو مولوی عبدالحق کی تحقیق صحیح معلوم ہوتی ہے۔ جنھوں نے اس مدرسہ کے بانی غازی الدین فیروز جنگ ثانی خلف نواب نظام الملک آصف جاہ اوّل شاہ دکن سے منسوب کیا ہے۔

ڈاکٹر شمس الہدیٰ نے اپنی کتاب ''ہندوستانی نشاۃ ثانیہ میں قدیم دہلی کالج کا کردار'' (ص ۶۷)۔ میں مدرسہ کے ابتداء کی تاریخ ۱۷۹۲ء لکھی ہے اور بانی مدرسہ کا صفحہ ۷۰ پر خاندانی شجرہ نقل کرتے ہوئے متوفی ۱۷۱۰ء بتایا گیا ہے شائد محقق نے تواریخ پر توجہ نہیں دی یا مزید تحقیق کرنا گوارا نہیں کیا۔

بہر حال تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مدرسے میں دہلی کالج کا قیام ۱۸۲۵ء میں عمل میں آیا۔

اردو زبان وادب کی تاریخ میں دہلی کالج کو نمایاں مقام حاصل ہے دہلی کالج کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ یہاں کالج کے آغاز سے لے کر اختتام تک ذریعہ تعلیم اردو برقرار رہا۔ میکالے کی انگریزی تعلیم کے نفاذ سے متعلق سفارشات کا دہلی کالج کے تعلیمی ماحول پر زیادہ اثر نہیں ہوا۔ صرف انگریزی پڑھانے کے لیے انگریزی کا ایک شعبہ قائم کیا گیا تھا۔ اس شعبہ کے قیام سے بلالحاظ مذہب وملت مقامی لوگوں میں بڑی بے چینی پھیل گئی تھی تاہم مخالفین پر قابو پالیا گیا۔ مخالفین کو یہ اندیشہ تھا کہ انگریزی تعلیم کے ذریعہ ان کے نوجوانوں کے مذاہب بگڑ جائیں گے۔

کالج کے اخراجات کے لیے انگریز صرف پانچ سو روپے ماہانہ منظور کیے تھے۔ لیکن اودھ کے وزیر نواب اعتماد الدولہ سید فضل علی خاں نے ۱۸۲۹ء میں ایک لاکھ ستر ہزار روپے تعلیمی اغراض کے لیے وقف کیے۔ جس سے کالج کو مالی استحکام نصیب ہوا۔ اور یہ رقم اردو ذریعہ تعلیم کو فروغ دینے پر خرچ کرنا طے ہوا۔ جب مدرسہ باضابطہ کالج میں تبدیل ہوگیا تو کالج کے حکام کے سامنے سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ اردو کو کس طرح ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے برقرار رکھا جائے اور جدید علوم سے کس طرح استفادہ کیا جائے۔ دلی کالج چونکہ ہندوستانیوں کی تعلیمی ترقی کے لئے قائم کیا گیا تھا اس لئے کالج کے اہم مقاصد میں اردو کے ذریعہ ہندوستانیوں کو یوروپی علوم سے واقف کرانا بھی شامل تھا لیکن مغربی علوم کو اردو کے ذریعہ پڑھانے یا روشناس کرانے میں سب سے بڑی روکاوٹ اردو میں کتابوں کی کمی یا

عدم دستیابی تھی۔ چنانچہ جدید سائنسی و عمرانی علوم کی اعلیٰ پائے کی کتابیں منتخب کر کے داخل نصاب کی گئیں۔ اور انھیں اردو میں منتقل کرنے کے لئے ترجمہ کا سہارا لیا گیا۔ دیسی زبانوں کے حامیوں اور پرستاروں اور ارباب علم جن میں انگریز بھی شامل تھے۔ اردو میں تراجم اور اصطلاح سازی کے کام کو منصوبہ بند اور مبسوط طریقے پر انجام دینے کے لئے ایک سوسائٹی بنام

''انجمن اشاعت علوم بذریعہ السنہ ملکی'' ۱۸۴۳ء میں قائم کی۔'' ۵۰

جس کا انگریزی نام ' (Society for the Promotion of Knowledge in India through the medium of Vernacular Languages) تھا جو دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس انجمن کے قیام و انصرام میں کالج کے پرنسپل مسٹر فلکس بوترو Mr. Felix Boutros مشہور فرانسیسی ماہر تعلیم کا بڑا عمل دخل رہا انہوں نے سوسائٹی کے دائرہ کار کو وسعت دینے کے ساتھ مذکورہ بالا انگریزی نام تجویز کیا تھا۔ فلکس بوترو سوسائٹی کے سکریٹری بھی تھے۔ سوسائٹی کے زیر اہتمام متعدد انگریزی کتب کو اردو میں ترجمہ کر کے چھاپا گیا۔ انجمن کے قیام سے جدید مغربی علوم کے تراجم کا سلسلہ بڑی حد تک حل ہو گیا۔ اردو زبان میں درسی کتابوں کے ترجموں کو بڑی اہمیت دی گئی۔ انجمن کے مقاصد میں ہندی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے کا منصوبہ تھا۔ لیکن چند ناگزیر وجوہات کی بناء اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے اپنی کتاب ''مغرب سے نثری تراجم'' میں اس انجمن کا نام اسکول بک سوسائٹی لکھا ہے اور قیام کی تاریخ ۱۸۴۰ء بتائی ہے اسکول بک سوسائٹی کے علاوہ انہوں نے اور پانچ نام لکھے ہیں۔ ص ۱۵۰ پر وہ رقم طراز ہیں۔

واضح رہے کہ یہ سوسائٹی ہمارے ہاں پانچ مختلف ناموں کے ساتھ مشہور رہی ہے اکثر مضمون نگار حضرات اس سوسائٹی کے پانچ مشہور ناموں کے باعث ایک ہی سوسائٹی کو

پانچ مختلف سوسائٹیاں تصور کرتے رہے ہیں یہ نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ انجمن اشاعت علوم بذریعہ السنہ ملکی

۲۔ دہلی ورنیکولر ٹرانسلیشن سوسائٹی

۳۔ اردو سوسائٹی دہلی

۴۔ لائبریری آف یوسفل نالج دہلی

۵۔ گنج علوم مفیدہ دہلی

دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی کے قائم ہونے پر اودھ کے شہزادگان اور سر سالار جنگ نے گرانقدر عطیات دیئے۔ سوسائٹی کے معاونین میں ہندوستانی اور انگریز برابر کے شریک تھے۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کے مطابق چندہ دینے والوں کی فہرست میں کل ۱۱۶ نام تھے جن میں سے ۵۲ انگریز تھے دیگر اہم معطیوں میں نواب شمس الامراء، سراج الملک بہادر، راجہ رام بخش جیسے نام شامل تھے۔

سوسائٹی کو فروغ دینے میں جن لوگوں نے اہم خدمات انجام دیں۔ ان میں جرمن مستشرق ڈاکٹر اشپرنگر (Dr. Aliosn sprenger) منشی کریم الدین، مولوی ذکا اللہ، پنڈت رام چندر، پنڈت رام کشن، ماسٹر بھیروں پرشاد، پیارے لال، ہردیو سنگھ اور ڈاکٹر ضیاء الدین قابل ذکر ہیں۔ مولوی امام بخش صہبائی اور ماسٹر رام چندر انجمن کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے بعض مصنفین نے انھیں انجمن کے روح رواں قرار دیا ہے مترجمین میں ان دونوں اصحاب کے علاوہ مولوی کریم الدین، ڈاکٹر فیلن، مولوی سبحان بخش، مولوی احمد علی، مولوی مملوک العلی، ماسٹر نور محمد، مولوی سید محمد باقر، سید کمال الدین حیدر، پنڈت سروپ نارائن اور مولوی ذکاء اللہ جیسے اہم نام ملتے ہیں۔

اس سوسائٹی کو ایسے ذی علم اصحاب مل گئے تھے جن کی کوششوں نے اردو کے دامن کو مغربی علوم سے مالا مال کرنے میں بڑا تعاون کیا۔ ترجموں اور جدید کتب کی تالیف کے ذریعے اردو کو ترقی دی گئی۔ سوسائٹی کے ترجموں سے اردو زبان میں نئے علوم پر مشتمل

تصانیف کا اضافہ ہوا۔ ادب' فلسفہ' ریاضی' کیمیاء' تاریخ' قانون' علم طبیعیات' طب' جغرافیہ اور مذہبیات وغیرہ پر متعدد کتابیں تھوڑے سے عرصے میں اردو میں منتقل کی گئیں۔ جس سے اردو زبان وادب کو بیش بہا فائدہ ہوا۔ ان تراجم نے اردو زبان کی بے بضاعتی' کم مائیگی اور علمی مفلسی کو دور کرنے میں گرانقدر حصہ لیا۔ جس سے متنوع مضامین ہندوستانیوں کی دسترس میں آگئے۔ اس سوسائٹی نے غدر سے پہلے تک ایک سوسترہ (۱۱۷) کتابیں ترجمہ' تصنیف اور تالیف کے ذریعہ اردو میں تیار کرلی تھیں۔

دہلی کالج سے قبل جتنے بھی ترجمے ہوئے وہ کسی خاص سوچے سمجھے اصولوں کے تحت نہیں کیے گئے تھے۔ ترجموں اور وضع اصطلاحات کے حوالے سے دہلی کالج کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس کالج کے اصحابِ علم اور اربابِ حل وعقد نے ترجمے کی مشکلات کو حل کرنے کی غرض سے غور وفکر کے ذریعے ترجمے کے چند اُصول پہلی دفعہ مدون کیے تھے ایسی مثال اس سے قبل قائم ترجمے کے اداروں میں نہیں ملتی۔ کالج کی نصابی کتابیں اور مختلف علوم بشمول سائنس کی اعلیٰ قسم کی کتابیں ان ہی وضع کردہ اصولوں کے تحت ترجمے کے ذریعہ اردو میں منتقل کی گئی تھیں۔ ہم آج بھی ان اصولوں سے وضع اصطلاحات اور ترجموں کے لیے روشنی و رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں اور آئندہ ترجموں کے لئے نئی راہوں کی تلاش وتعین میں مدد لے سکتے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ جب سائنس کا کوئی ایسا لفظ آئے جس کا مترادف اردو میں نہیں مثلاً سوڈیم (Sodium) پوٹاسیم (Potassium) ' کلورین (Chlorine) وغیرہ تو ایسے لفظ بجنسہٖ اردو میں لے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی قاعدہ ایسے خطابات والقاب کے بارے میں مدنظر رکھا جائے جس کے مساوی خطابات و القاب ہندوستان کی تاریخ میں نہیں پائے جاتے۔ مثلاً بشپ (Bishop)' ڈیوک (Duke) ارل (Earl) کلکٹر (Collector)

۲۔ اگر سائنس کا کوئی لفظ ایسا ہے جس کا مترادف اردو میں پایا جاتا ہے تو

اردو لفظ ہی استعمال کرنا چاہئے جیسے آئرن (Iron) کے لیے لوہا سلفر (Sulphur) کے لیے گندھک، منسٹر کے لیے وزیر سمنس (Summons) کے لیے طلب نامہ۔

۳۔ اگر لفظ مرکب ہے اور ہر دو لفظ انگریزی میں اور دونوں میں سے کسی کا مترادف اردو میں نہیں تو وہ لفظ بجنسہٖ اردو میں منتقل کر دیا جائے جیسے ہائڈروکلورک کیونکہ ہائیڈروجن اور کلورین میں سے کسی کا مترادف اردو میں نہیں ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ پورے انگریزی جملے کو بجنسہٖ اردو میں لے لیا جائے بلکہ اسے اردو میں ادا کرنے کی کوشش کی جائے مثلاً ملٹری آرڈر آف دی باتھ (Military order of the bath) کو لشکری جماعت باتھ کی اور ملٹری اینڈ ریلی جیئس آرڈر آف مالٹا (Military and Religious order of Malta) کو لشکری و مذہبی جماعت مالٹا کی ترجمہ کیا جائے۔

۴۔ اگر لفظ مرکب ہے اور اردو میں اس کا مترادف نہیں مگر الگ الگ لفظ کے مترادف اردو میں موجود ہیں تو یا ان دونوں لفظوں کو ملا کر یا کسی دوسرے مساوی مفہوم کا الفاظ میں ترجمہ کیا جائے مثلاً کرانولوجی (Chronology) کا ترجمہ علم زماں ہاؤس آف لارڈز (House of Lords) کا' کچہری امیروں کی اور ہاؤس آف کامنز (House of Commons) کا کچہری وکلائے رعایا کی۔

۵۔ جب یہ قاعدہ یا قاعدۂ ذیل آسانی سے مطابق نہ ہو تو پھر غیر زبان کا لفظ اردو میں لیا جائے جیسے ہائیڈروجن' نائٹروجن۔

۶۔ اگر مرکب لفظ ایسے دو مفرد الفاظ سے بنا ہے جن میں سے ایک کا مترادف اردو میں موجود ہے مگر دوسرے کا مترادف نہیں تو ایک انگریزی اور دوسرے اردو لفظ سے مرکب بنا لیا جائے جیسے کورٹ آف ڈائرکٹرز کا ترجمہ کچہری

ڈائرکٹروں کی آرچ بشپ، بشپ اعلیٰ کرلیا جائے۔

۷۔ بعض لفظ ایسے ہیں جیسے آرڈر (Order) کلاس(Class) جنیس (Genius)اسپشیز (Species) جن کے مترادف اگرچہ کسی نہ کسی صورت میں اردو میں پائے جاتے ہیں تاہم انگریزی الفاظ اردو میں منتقل کرلئے جائیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اردو میں اس قسم کے الفاظ ایک دوسرے کے مترادف ہوتے ہیں۔ اور اس سے ایک دوسرے کے مفہوم سمجھنے میں مغالطہ پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ ان الفاظ سے معانی کا امتیاز نیچرل ہسٹری میں بہت ہے۔

۸۔ درختوں کے انواع (خاندانوں) کے نام یا تو اس نوع خاندان کے کسی ممتاز فرد کے نام پر رکھے جاتے ہیں یا اس نوع کی مشترکہ خاصیتوں کی بنا پر نام رکھ لیا جاتا ہے اس قاعدے کی پابندی اردو میں کی جائے۔

۹۔ اوپر کے قواعد میں اردو مترادف سے مطلب ایسا لفظ ہے جو ملک کے تعلیم یافتہ اور متوسط درجے کے طبقہ میں معروف ہے اگر ہماری مشرقی زبانوں کی ڈکشنریوں میں کوئی مترادف لفظ نہیں ملے اور پنڈتوں اور مولویوں سے پوچھنے کی ضرورت پڑے تو اس سے یہ بہتر ہوگا کہ انگریزی لفظ ہی اختیار کرلیا جائے۔

۱۰۔ جب کسی انگریزی جملہ میں کسی خاص واقعے کی جانب اشارہ ہو۔ جس سے اہل ہند واقف نہ ہوں تو مترجم کو چاہئے کہ حاشئے میں یا مناسب ہو تو متن میں اس کی مختصر تشریح کردے۔

ان اصولوں کا گہرائی سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کے ان لوگوں نے حتی المقدور یہ کوشش کی تھی کہ تمام اصطلاحات کا ترجمہ کیا جائے تاہم ایسے الفاظ جن کے اردو میں مترادفات نہیں ہیں انھیں وضع کرنے کی کوششیں نہیں کی گئیں بالخصوص سائنسی اصطلاحات، خطابات والقاب اور عہدوں کے ناموں کو بجنسہ برقرار رکھنے کا مشورہ دیا گیا۔ اور جہاں ممکن ہوا انگریزی اور اردو دونوں الفاظ کو ملا کر ترجمہ کیا گیا۔ جیسے کچہری ڈائریکٹروں کی وغیرہ۔

دہلی کالج والوں نے ترجمے کے اصول گہری سوچ اور اردو کے مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائے تھے۔ وضع اصطلاحات کے نام پر اردو زبان میں مروجہ اصطلاحات کو بلاوجہ ترک کرنے کی مخالفت کی گئی تھی۔ تاکہ زبان کو اصطلاحی انتشار سے محفوظ رکھا جاسکے ایک ہی اصطلاح کے مترادف کئی اصطلاحات وضع کرنے سے آگے چل کر یہ امکان تھا کہ کہیں اصل مفہوم ہی مفقود نہ ہو جائے۔ اس لیے ان لوگوں نے مخصوص اصولوں کے تحت اردو میں ترجموں کو ایک معیار عطا کرنے کی کوشش کی۔ ترجموں میں درپیش مسائل کو حل کرنے میں ان کے وضع کردہ اصول مترجمین کے لیے آج بھی مشعل راہ ہیں۔ ہم یہاں دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی کی وضع کردہ چند اصطلاحات مطالعہ کے لیے درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اردو زبان میں اصطلاحات کے ارتقائی فرق اور فروغ کو محسوس کیا جاسکے۔

مایعات	=	Hydrostatics
الکوہل	=	Spirit
قوت ور مقناطیس	=	Strong Magnet
مقناطیس کرنا	=	To magnetise
مقناطیس مصنوعی	=	Artificial Magnet
سنگ مقناطیس	=	Lode stone
غرق وانحراف	=	Dip and Inclination
جذب واندفاع	=	Attraction and Ripulsion
ریشہ	=	Fibre
تجربہ	=	Experiment
سوزن غرق	=	Dip Needle
آلات مقناطیسی	=	Magnetic Apparatus
کمپاس جہاز	=	Mariners' compass

ضعیف مقناطیس	=	Weak Magnet
کوفت پذیر لوہا	=	Soft Iron
آہن مقناطیس	=	Magnetic Iron
قدر	=	Magnitude
جھلّی	=	Layer

دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی نے دہلی کالج میں اردو ذریعہ تعلیم کو برقرار رکھنے میں اہم رول ادا کیا۔ انگریزی کتابوں کے اردو میں ترجمے کی وجہ طلباء، جدید مغربی علوم فلسفہ و افکار سے روشناس ہوئے۔ اردو نثر میں نکھار، روانی، سادگی اور بے تکلفی پیدا ہوئی۔ علمی تصانیف ورسائل کی اشاعت اور ترجموں نے اظہار و بیان کے نئے انداز وضع کیے۔ علمی موضوعات پر لکھنے اور اظہار وخیال کی استعداد پیدا ہوئی۔ اردو زبان وادب میں علمی اسلوب اظہار کو فروغ حاصل ہوا۔ مختلف موضوعات پر تصانیف لکھی جانے لگیں۔ اردو کو علمی زبان بنانے کی طرف اہم پیشرفت ہوئی۔ مادری زبان میں حصول تعلیم کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کیا گیا۔ اردو کے ذریعے مختلف علوم کی تعلیم وتدریس کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ بقول مولوی عبدالحق، ریاضی، نیچرل سائنس، فلاسفی اور تاریخ وغیرہ میں شعبہ انگریزی کے طلباء کو اردو ذریعہ تعلیم کے طلباء نیچا دکھانے لگے تھے۔ اس زمانے کی تعلیمی رپوٹوں سے بھی مولوی عبدالحق کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

ہندوستان کے تغیر پذیر سیاسی حالات نے دہلی کالج کی کایا پلٹ دی۔ تعلیمی سرگرمیوں اور علمی کام کو شدید نقصان ہوا۔ غدر یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگ میں پہلے مجاہد آزادی اور آخری مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں کے خلاف شکست ہوئی انگریزوں نے انھیں حراست میں لے کر رنگون میں قید کر دیا۔

> ''اسی دوران دہلی کالج پر بھی ابتلائے ناگہانی آپڑی کالج کے پرنسپل مسٹر ٹیلر قتل کر دیے گئے امام بخش صہبائی کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ اردو کالج کو آگ لگا دی

گئی کتب خانہ لوٹ لیا گیا۔ کالج کا شیرازہ منتشر اور سائنس کی تجربہ گاہ تباہ ہوگئی۔''۵۱

غدر کے بعد کالج تقریباً سات (۷) سال تک بند رہا پہلی جنگ آزادی میں ہندوستانیوں کی ناکامی کے بعد پورا ملک تاج برطانیہ کے تحت آچکا تھا ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ختم ہوچکی تھی۔ انگریزی حکومت کی ترجیحات بدل چکی تھیں۔ کالج کے احیاء کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ تاہم نیم دلی سے سہی حکومت نے مئی ۱۸۶۴ء کو کالج دوبارہ کھولا لیکن کالج میں غدر سے پہلے جو علمی کام ہو رہا تھا اور جو تعلیمی فضاء قائم تھی وہ بحال نہ ہوسکی۔ بالآخر ۱۸۷۷ء میں حکومت ہند نے دہلی کالج کو توڑ کر لاہور کالج میں ضم کردیا۔

غدر کے واقعے کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہ نکلا کہ ہندوستان کی وسیع مملکت بلا شرکت غیرے انگریزوں کے ہاتھوں میں آگئی۔ ہمارے ملک کا نظام سلطنت براہ راست برطانوی پارلیمنٹ کے تفویض کردیا گیا۔ ان سیاسی تبدیلیوں کی وجہ ماحول' زبان وادب' تہذیب وثقافت بھی متاثر ہوئی۔ جو کام پہلے آہستہ آہستہ ہو رہا تھا اب سرعت سے ہونے لگا۔ یعنی انگریزی ادب وفلسفہ اور مغربی علوم کی خوب ترویج واشاعت کی جانے لگی۔

دہلی کالج کے خاتمہ کے بعد ہندوستان میں اب کوئی ایسا بڑا ادارہ نہیں تھا جو اردو کے ذریعے مغربی علوم' فلسفہ وافکار کو ہندوستانیوں میں روشناس کرائے۔ سرسید گو کہ دہلی کالج کے طالب علم نہیں تھے لیکن دہلی کالج کی سرگرمیوں اور مقاصد سے کماحقہٗ واقف تھے اور دہلی کالج کی علمی وادبی تحریک سے متاثر بھی تھے۔

''سرسید دہلی کالج کی آرکالوجیکل سوسائٹی کے ممبر تھے۔ اور اس کے اجلاسوں میں مقالے پڑھتے تھے۔ ایک اجلاس کا ذکر اخبار الحقائق نے ۳رفروری ۱۸۵۲ء کے شمارے میں کیا تھا''۵۲

دلی کالج نے اردو نثر کے علمی اسلوب کو پروان چڑھانے اور سائنسی انداز کو فروغ دینے میں نمایاں کام انجام دیا۔ دہلی کالج میں نئے کام اور نئے خیال کو اہمیت حاصل تھی

سرسید بھی اس سے متاثر و متفق تھے۔ سرسید تیزی سے بدلتی ہوئی معاشرتی تبدیلیوں اور سماج میں جنم لیتی نت نئی تحریکات و نظریات، ٹوٹتے بکھرتے ہوئے قدیم سماجی اور مذہبی اقدار اور ان کی جگہ ابھرتے ہوئے نئے افکار، علوم و فنون میں انقلابی تغیر و تبدل اور نئی سائنسی ایجادات سے واقف تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان بھی نئے انگریزی علوم سیکھیں اور حالات سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کریں۔ اب تک ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی دہلی نے تراجم کے ذریعے جدید علوم کے تئیں جو بیداری پیدا کی تھی اسے وہ مزید آگے بڑھانا چاہتے تھے چنانچہ سرسید نے ۱۸۶۴ء میں غازی پور میں سائنٹفک سوسائٹی اس خیال سے قائم کی تھی کہ علمی کتابوں کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرا کے ملک میں مغربی علم و ادب کا مذاق پیدا کیا جائے۔ سوسائٹی کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ بڑوں کو علوم نو سے واقف کرایا جائے چونکہ اس وقت انگریزی تعلیم کو مذہب کے خلاف متصور کیا جا رہا تھا جب کہ سرسید مسلمانوں میں جدید علوم کے خلاف پائے جانے والے تصورات کو خود ان کے لئے ہلاکت خیز سمجھتے تھے۔ وہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ یونانی اور اطالوی زبان کے تراجم نے یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں کتنا اہم کردار ادا کیا تھا۔ چنانچہ مرحوم دلی کالج کے مشن کو سائنٹفک سوسائٹی غازی پور کے ذریعہ دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

> ''سرسید کی مزاج سازی میں دلّی کالج کی علمی تحریک نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ دلی کے قیام کے دوران اس کالج کے چند سر برآوردہ شخصیتوں سے سرسید کا رشتۂ محبت استوار ہوا اور انہوں نے ڈاکٹر اشپرنگر اور مسٹر کارگل سے مسائل کے سائنسی تجزیئے اور تصنیف و تالیف کے نئے انداز سیکھے۔ سائنٹفک سوسائٹی غازی پور کا قیام اور مفید انگریزی کتب کے تراجم اور ایک اخبار کا اجراء وغیرہ چند ایسے اقدام ہیں جن میں دلی کالج کی سابق مثالوں پر ہی عمل کیا گیا ہے۔''[۵۳]

اس ادارے کا بڑا کارنامہ اردو میں انگریزی علمی کتابوں کے تراجم کو رواج دینا اور ایک نیا علمی و عقلی انداز فکر پیدا کرنا تھا اور ہندوستانیوں میں علم پھیلانے کی کوشش کرنا تھا۔

سائنٹفک سوسائٹی کے اغراض و مقاصد حسب ذیل تھے۔

۱۔ ان علوم اور فنون کی کتابوں کا جن کو انگریزی زبان میں یا یورپ کی کسی زبان میں ہونے کے سبب ہندوستانی نہیں سمجھ سکتے ایسی زبانوں میں ترجمہ کرنا جو ہندوستانیوں کے عام استعمال میں ہوں۔

۲۔ ایشیاء کے قدیم مصنفوں کی کمیاب اور نفیس کتابوں کو تلاش کر کے بہم پہنچانا اور چھاپنا تھا اور یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ سوسائٹی کو کسی مذہبی کتاب سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔

سائنٹفک سوسائٹی کا پہلا اجلاس ۹ رجنوری ۱۸۶۴ء کو غازی پور میں ہوا اس اثناء میں سرسید کا تبادلہ علی گڑھ ہوا تو سوسائٹی کا دفتر بھی علی گڑھ منتقل کر دیا گیا۔ سوسائٹی کے علی گڑھ منتقل ہونے کے بعد اس کی سرگرمیوں اور مقبولیت میں زبردست اضافہ ہوا۔ سوسائٹی کے اجلاس میں کثرت رائے سے کتابوں کے ترجمے اور تالیف کی تجویز ہوئی اور کئی کتابوں کی ترجمے کے لیے نشاندہی کی گئی۔ ترجمہ کے اُصول کم وبیش وہ ہی اختیار کیے گئے جو مرحوم دہلی کالج نے وضع کیے تھے۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ سائنٹفک سوسائٹی نے چالیس انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا چونکہ دیگر مترجمین کی کتابوں کو سوسائٹی کی فہرست میں شمار کر کے اس کی تعداد ۴۰ بتائی گئی ہے۔

”مولوی عبدالحق نے مولوی ذکاء اللہ کی ترجمہ کردہ سترہ کتابوں کو سوسائٹی کی مطبوعات میں شامل کر دیا ہے لیکن حقیقت صرف اتنی ہے کہ یہ کتابیں سائنٹفک سوسائٹی کے مقاصد کی تائید میں مطبع مرتضوی دہلی میں طبع ہوئیں۔“ ۵۴

سائنٹفک سوسائٹی کی حیثیت ترجمے کے کام سے زیادہ جدید علوم کی مدافعت، تشہیر اور اس کی اہمیت وافادیت کو عام کرنے اور اجاگر کرنے کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہے۔ ۱۸۶۲ء کو سوسائٹی کی عمارت کے افتتاح کے بعد سرسید نے لکچروں کا سلسلہ شروع کروایا۔ عوام الناس میں علمی بیداری اور معلومات میں اضافہ کے لئے ہر ماہ سائنس

کے کسی موضوع پر لکچر کا اہتمام کیا جاتا تھا ڈاکٹر کلکلی اور دیگر ذی علم حضرات لکچر دیا کرتے تھے۔ بالخصوص لوگوں کی فکر و نظر میں وسعت پیدا کرنے اور انگریزوں سے راہ و رسم بڑھانے کی تلقین کی جاتی تھی باشعور لوگوں کو فلاح و بہبود کے کاموں پر توجہ دلانے کی کوشش کی جاتی تھی اکثر محققین کا خیال ہے کہ سائنٹفک سوسائٹی کا قیام معنوی طور پر علی گڑھ تحریک کا نقطہ آغاز ہے۔

سائنٹفک سوسائٹی کے ترجموں پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں سائنسی کتابیں بہت ہی کم ترجمہ ہوئی ہیں بلکہ وثوق کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ کتنی کتابیں ترجمہ ہوئیں تھیں کیونکہ ''رسالہ علم آب ہوا'' ''رسالہ جر ثقیل'' وغیرہ دو چار مختصر رسائل کا حوالہ ضرور ملتا ہے لیکن وہ بھی دستیاب نہیں ہیں۔ سوسائٹی نے جن کتابوں کا ترجمہ کیا تھا ان میں سے زیادہ تر کتابیں تاریخ اور عمرانی علوم سے متعلق ہیں ان کی تعداد کے بارے میں محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

> ''مولوی عبدالحق نے لکھا ہے کہ سائنٹفک سوسائٹی نے تقریباً چالیس کتابیں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرائیں صحیح نہیں معلوم ہوتا سائنٹفک سوسائٹی کے مطبوعات پر سلسلہ نمبر بھی درج ہوتا تھا اور انھیں سوسائٹی کے سرپرست ڈیوک آف ارگل کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سائنٹفک سوسائٹی سے صرف پندرہ کتابیں شائع ہوئیں جن میں گیارہ ہمیں دستیاب ہوئیں۔'' ۵۵

مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں ہم نے یہاں مولوی میر حسن کی قدیم کتاب ''مغربی تصانیف کے اردو تراجم'' کے مطالعہ اور موازنہ کے بعد دس کتابوں کی تفصیل ذیل میں درج کی ہے۔

سلسلہ نشان	کتاب کا نام	مصنف	مترجم	سن اشاعت	مطبع
۱	مصر کی قدیم تاریخ	روان صاحب	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸۷۰ء	سائنٹفک سوسائٹی علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس
۲	یونان کے قدیم زمانے کی تاریخ پہلا حصہ	روان صاحب	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸۶۵ء	سید احمد پرائیوٹ پریس
۳	یونان کے قدیم زمانے کی تاریخ دوسرا حصہ	روان صاحب	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸۶۵ء	سید احمد پرائیوٹ پریس
۴	یونان کے قدیم زمانے کی تاریخ تیسرا حصہ	روان صاحب	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸۶۵ء	سید احمد پرائیوٹ پریس
۵	علم فلاحت	رابرٹ اسکاٹ برن	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸۶۵ء	سید احمد پرائیوٹ پریس

٦	رسالہ علم انتظام مدن	ناساولیم سینیر	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸٦۵ء	سید احمد پرائیوٹ پریس
۷	تاریخ ہندوستان	آنربیل مونٹ اسٹوارٹ الفسٹن بہادر	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸٦٦ء	سید احمد پرائیوٹ پریس
۸	رسالہ علم برقی	سرولیم اسنو بیرس	سائنٹفک سوسائٹی		انسٹی ٹیوٹ پریس
۹	تاریخ ایران حصہ اول	میجر سرجان میلکام سابق گورنر بمبئی	سائنٹفک سوسائٹی	۱۸۷۲ء	انسٹی ٹیوٹ پریس
۱۰	اصولِ سیاسیات مدن	جان اسٹوارٹ مل	پنڈت دھرم نرائن دہلوی	۱۸٦۹ء	انسٹی ٹیوٹ پریس

سوسائٹی نے منصوبہ بند انداز میں ترجموں کا کام کیا اس نے گنجلک اور پیچیدہ عبارت سے بچنے کی کوشش کی، روانی اور سادگی کو ترجیح دی اور عام فہم انداز اختیار کیا اس لیے ترجمہ پن کم ہی معلوم ہوتا ہے۔ ترجمے کے لئے کوئی نئے اصول وضع نہیں کیے بلکہ دہلی کالج کے اصولوں پر عمل کیا گیا۔ اجنبی اور نامانوس اشارات اور تلمیحات اور ایسے واقعات جس سے ہندوستانی ناواقف تھے ترجمہ کے دوران محولہ حواشی کی مدد سے متن کو سمجھایا گیا ہے اور ترجمے میں بڑے سلیقے کا ثبوت دیا ہے۔ سوسائٹی کی وضع کردہ چند اصطلاحات بطور نمونہ ذیل میں درج کی گئی ہیں۔

پیدائش یا صنعت کاری = Production

صرف رخرچ = Consumption

مبادلہ رتبدل	=	Exchange
پیدا کرنے والی محنت	=	Production Labour
غیر پیدا کرنے والی محنت	=	Unproduction Labour
راس المال	=	Capital
عمل بہ اتفاق	=	Co-operation
اشیائے حاجات	=	Necessities
سامان عیش و کامرانی	=	Luxuries
دولت	=	Economic wealth
معاوضہ	=	Utility
مقدار اُصول	=	Supply
محتاجوں کا حق امداد خواہی	=	Settlement
عمل پیدائش بر میزان کبیر	=	Large scale production
عمل پیدائش بر میزان صغیر	=	Small scale production
ساجھے کا کارخانہ رساجھے کی پونجی کا رخانہ	=	Joint stock company "۔ ۵۶

عصر حاضر میں ان اصطلاحات کا استعمال مفقود ہو چکا ہے اب یہ اصطلاحیں جدید زمانے کی کتابوں میں شاذ و نادر ہی دکھائی دیتی ہیں۔ اصطلاح سازوں نے پوری توجہ اور عمدگی کے ساتھ اصطلاحات وضع کیں تھیں لیکن مرور زمانے کے ساتھ عمرانی علوم میں مسلسل ترقی اور لسانی ترویج کی وجہ ان اردو اصطلاحات کی جگہ اب نئی جامع اور نکھری ستھری اصطلاحیں رائج ہو چکی ہیں۔

سوسائٹی نے اصطلاح سازی کا کام پوری دلچسپی اور توجہ سے کیا تھا مفہوم کی منتقلی کو اولیت دی گئی تھی لفظی ترجمہ کی تکنیک پر عمل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بعض کتابوں میں جن اصطلاحات کا ترجمہ ممکن نہیں تھا اُسے بجنسہ برقرار رکھا گیا۔

پہلے بھی ہم یہ بتا چکے ہیں کہ سوسائٹی نے ترجمے سے زیادہ مغربی علوم کی اہمیت و افادیت کو لوگوں پر واضح کرنے اور مغربی علوم کی تشہیر کرنے میں اپنی زیادہ تر توانائیاں صرف کیں۔ اس وقت معاشرہ میں انگریز اور انگریزی زبان کے خلاف لوگوں میں جو خدشات اور وساوس تھے انہیں دور کرنے کی کوشش کی۔ اس ضمن میں سوسائٹی کی جانب سے ''انسٹیٹیوٹ گزٹ'' کے نام سے ۱۸۶۶ء ایک رسالہ بھی نکالا جاتا تھا۔ اس زما.نے کے انگریزی اخبارات میں جو اعلیٰ قسم کے مضامین چھپتے تھے ان کے ترجمے بھی اس میں شائع کیے جاتے تھے۔

سرسید کے انگلستان جانے کے بعد سوسائٹی کی سرگرمیوں میں وہ آب و تاب باقی نہیں رہی جیسی کہ ان کی موجودگی میں تھی۔ سرسید نے واپسی کے بعد سوسائٹی کو دوبارہ سرگرم کرنے کی پوری کوشش کی۔ اس کے باوجود سوسائٹی کی حالت میں سدھار پیدا نہیں ہوا۔ ممبران کی تعداد ڈھائی سو سے بتدریج گھٹتی ہوئی ۱۸۸۶ء میں تین تک پہنچ گئی۔ اس کے ایک برس بعد سوسائٹی کو مدرستہ العلوم میں ضم کر دیا گیا اور عمارت کو کلب میں تبدیل کر دیا گیا۔

''۱۸۸۶ء میں ممبران کی تعداد تین رہ گئی ۱۸۸۷ء میں وہ بھی باقی نہ رہے چنانچہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۷ء کو سائنٹفک سوسائٹی کو مدرستہ العلوم میں ضم کر دیا گیا اور ۷ر نومبر ۱۸۸۷ء کو سائنٹفک سوسائٹی کی عمارت میں ایک کلب قائم کر دیا گیا۔'' ۵۷

مغربی علوم کی اہمیت و افادیت سے لوگ بتدریج واقف ہوتے گئے اور لوگوں میں ان علوم کو سیکھنے کا شوق و جذبہ پیدا ہوا اب تک جو لوگ انگریزی کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے انگریزی سیکھنے لگے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر بڑی تعداد میں لوگ ترجمے کی طرف مائل ہوئے ترجمے کے میدان میں جہاں اجتماعی و ادارہ جاتی کوششوں کو اہمیت حاصل ہے وہیں اہل قلم کی انفرادی سعی مسلسل کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جن کی کوششوں اور دلچسپی کی وجہ سے اردو زبان و ادب کے خزانے میں لاثانی جواہر پاروں کا اضافہ ہوا اور سیکڑوں کتابیں ترجمہ ہو کر شائع ہوئیں۔

لوگوں میں عصری آگاہی اور مغربی علوم کو اردو میں منتقل کرنے کے جذبے نے

ترجموں کے تئیں دلچسپی شوق اور ولولہ پیدا کیا انجمنوں' سوسائیٹیوں کے قیام کا سلسلہ شروع ہوا کئی انجمنیں قائم ہوئیں اور انفرادی طور پر بھی کام میں تیزی پیدا ہوئی سرکاری طور پر ۱۳۱۵ھ م ۱۸۹۷ء میں سررشتہ علوم وفنون سلسلہ آصفیہ حیدر آباد دکن کا قیام اور عوامی سطح پر ۱۹۰۳ء میں انجمن ترقی اردو کا قیام قابل ذکر ہے۔ اصطلاحات کے حوالے سے انجمن کا سب سے بڑا کارنامہ اصطلاحات علمیہ کا ترجمہ اور اُصول وضع اصطلاحات پر توجہ دینا ہے۔ اور سررشتہ کے قیام کا مقصد جدید علوم وفنون کی کتابوں کی اشاعت سے اردو کو ترقی دینا تھا۔ سررشتہ کی مطبوعات نے اردو میں بعض اہم کتابوں کا اضافہ کیا۔

حوالے

۱۹۔ ''مغرب سے نثری تراجم (انگریزی و دیگر مغربی زبانوں سے ادبی تراجم کی روایت)'' ص۷۰

۲۰۔ محمد بن عمر ''اردو میں دخیل یورپی الفاظ'' کتب خانہ عابد روڈ حیدر آباد۔ دکن ۱۹۵۵ء، ص ۴۰۹

۲۱۔ ایضاً، ص۴۱۲

۲۲۔ ایضاً ص۴۱۴۔۴۱۵

۲۳۔ ڈاکٹر سمیع اللہ ''فوٹ ولیم کالج ایک مطالعہ'' ٹانڈہ، فیض آباد، ص ۵۔۶

۲۴۔ پروفیسر افضل الدین اقبال ''ایسٹ انڈیا کمپنی کے علمی ادارے۔ فورٹ ولیم کالج اور فورٹ سینٹ جارج کالج تقابلی و تنقیدی جائزہ'' حیدر آباد دکن، ۲۰۰۳ء ص۱۲

۲۵۔ ایضاً ص۱۳

۲۶۔ ڈاکٹر حسن الدین احمد ''انگریزی شاعری کے منظوم اردو ترجموں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ'' ولا اکیڈمی، حیدر آباد دکن، مئی ۱۹۸۴ء ، ص۱۲

۲۷۔ راجندر ناتھ شیدا ''وثائق فورٹ ولیم کالج'' قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔ نئی دہلی ڈسمبر ۱۹۹۳ء ، ص۱۲

۲۸۔ ''فورٹ ولیم کالج ایک مطالعہ'' ص۱۵

۲۹۔ ڈاکٹر ابو سلیمان شاہجہانپوری مرتب، نظر ثانی و اضافہ سید جمیل احمد رضوی ''اردو اصطلاحات سازی (کتابیات)'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، ۱۹۸۴ء، مقدمہ، ص۳

۳۰۔ ''فورٹ ولیم کالج ایک مطالعہ'' ص۱۱۳

۳۱۔ ایضاً ص ۱۱۲

۳۲۔ حسن یحییٰ عندلیب، مضمون ''اردو ادب پر انگریزی ادب کا اثر'' مشمولہ ''ادبی دنیا'' اپریل ۱۹۴۶ء شمارہ نمبر ۴ جلد نمبر ۲۴ ص ۷۵

۳۳۔ ڈاکٹر مصطفیٰ کمال ''حیدر آباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)'' شگوفہ پبلی کیشنز، حیدر آباد، دکن ۱۹۹۰ء ص ۱۹۱

۳۴۔ ''اردو اصطلاحات سازی (کتابیات)'' مقدمہ ص ۵

۳۵۔ ''حیدر آباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)'' ص ۱۹۴

۳۶۔ ایضاً ص ۱۹۴

۳۷۔ مولوی میر حسن ''مغربی تصانیف کے اردو تراجم'' ادارۂ ادبیاتِ اردو حیدر آباد۔ دکن ۱۹۳۹ء ص ۴۹۔۵۰

۳۸۔ ''اردو اصطلاحات سازی (کتابیات)'' مقدمہ، ص ۴۔۵

۳۹۔ ڈاکٹر خواجہ حمید الدین شاہد ''شمس الامراء کے سائنسی کارنامے'' ادارۂ ادبیاتِ اردو حیدر آباد۔ دکن، ص ۳

۴۰۔ ایضاً ص ۶

۴۱۔ ''حیدر آباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)'' ص ۲۲۰

۴۲۔ ''مغرب سے نثری تراجم (انگریزی و دیگر مغربی زبانوں سے ادبی تراجم کی روایت)'' ص ۱۳۷۔۱۳۸

۴۳۔ ایضاً ص ۱۳۸

۴۴۔ ''حیدر آباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)'' ص ۲۲۴

۴۵۔ (۱) ''شمس الامراء کے سائنسی کارنامے'' ص ۳۔۴
(۲) ''مغرب سے نثری تراجم (انگریزی و دیگر مغربی زبانوں سے ادبی تراجم کی روایت)'' ص ۳۱

(۳) ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)''
ص ۲۲۲۔۲۲۳

(۴) ''مغرب سے نثری تراجم (انگریزی و دیگر مغربی زبانوں سے ادبی تراجم کی روایت)'' ص ۱۴۰۔۱۴۳۔۱۴۵۔۱۴۶

۴۶۔ ایس۔ سنگاجی۔ ''ڈکشنری اردو انگلش'' ایشین ایجوکیشنل سروس دہلی و چنائی ۲۰۰۶ء
ص ۲۷

۴۷۔ ڈاکٹر عبدالحیٔ (مرتب)۔ ''مملکت آصفیہ'' جلد دوّم، ادارہ محبانِ دکن، کراچی، پاکستان، دسمبر ۱۹۷۸ء ' ص ۱۴۰

۴۸۔ ڈاکٹر شمس الہدیٰ دریابادی ''ہندوستانی نشاۃ ثانیہ میں قدیم دلّی کالج کا کردار'' دہلی ۲۰۰۳ء' ص ۶۴' ۶۵

۴۹۔ ایضاً' ص ۶۷

۵۰۔ ''انگریزی شاعری کے منظوم اردو ترجموں کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ'' ص ۷۰

۵۱۔ ڈاکٹر انور سدید ''اردو ادب کی تحریکیں'' کتابی دنیا، ترکمان گیٹ دہلی، ۲۰۰۸ء؛
ص ۲۹۴

۵۲۔ ''ہندوستانی نشاۃ ثانیہ میں قدیم دلّی کالج کا کردار'' ص ۲۴۲

۵۳۔ ''اردو ادب کی تحریکیں'' ص ۲۹۷

۵۴۔ ''ترجمہ کا فن اور روایت'' ص ۲۴۴

۵۵۔ ایضاً، مضمون ڈاکٹر اصغر عباس' ص ۲۴۱

۵۶۔ ''مغربی تصانیف کے اردو تراجم'' ص ۷۳۔۷۵۔۷۶

۵۷۔ ''ترجمہ کا فن اور روایت'' ص ۲۴۰

عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام اور اس کا پس منظر

اردو زبان اپنے ارتقائی دور ہی سے دکن میں نشو ونما پاتی رہی۔ بہمنی، قطب شاہی، عادل شاہی، نظام شاہی اور برید شاہی ادوار میں اردو زبان و ادب کو پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے کے خوب مواقع فراہم ہوئے۔ شاہی درباروں کے علاوہ عوامی سطح پر بھی اردو کی مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہوا۔ دور آصف جاہی تک پہنچتے پہنچتے اردو کا پودا ایک توانا اور تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ تمام علمی و ادبی موضوعات اب اس کی چھتر چھایا میں آ گئے۔ اردو زبان میں وہ صلاحیت اور فصاحت و بلاغت پیدا ہوئی کہ اب اس میں کسی بھی موضوع کی تشریح و تعبیر کے لیے کوئی دشواری باقی نہیں رہی۔

قطب شاہی دور کے بعد سلطنت آصف جاہی کی بنیاد رکھی گئی۔ آصف جاہی دور کے پانچ بادشاہوں کے گزرنے تک بھی فارسی ہی سرکاری زبان کی حیثیت سے برقرار رہی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اردو زبان کے چلن میں اضافہ ہوتا گیا۔ اردو زبان نئے موضوعات کے اظہار کے لیے برتی جانے لگی۔ اسی دوران سائنسی و مغربی علوم کو عام کرنے تراجم کا سہارا لیا جانے لگا۔ دکن میں تراجم کی ابتداء سر رشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے قیام سے تقریباً ۹۰ سال قبل نواب فخر الدین خاں شمس الامراء ثانی کے ہاتھوں ہو چکی تھی جنھوں نے اپنے مطبع سنگی سے سائنسی علوم کے تراجم اور اس کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اور تعلیم کو عام کرنے ایک مدرسہ ۱۸۴۲ء میں مدرسہ فخریہ کے نام سے قائم کیا تھا۔ یہ مدرسہ اپنی نوعیت کا واحد مدرسہ تھا جہاں دینی علوم کے ساتھ سائنسی علوم اور انگریزی کی تعلیم مفت دی جاتی

تھی۔ ملک کے مستند علماء تعلیم دینے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ دکن کی تعلیمی تاریخ میں اس مدرسہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس مدرسے نے شمالی ہند سے آنے والی لکھنؤ کے زوال پذیر قنوطی معاشرہ کی شعری اور ادبی روایتوں کے تسلسل کو توڑنے اور ایک صحت مند علمی ماحول پیدا کرنے کی زبردست کوشش کی اور اردو کے ذریعے سائنسی شعور بیدار کیا اور سائنسی کتابیں پڑھنے کا ذوق وشوق اجاگر کیا۔ جدید علوم سے رغبت پیدا کرنے اور علمی فضا کو ہموار کرنے میں اس مدرسہ نے عہد ساز کارنامے انجام دیئے۔ اس دور میں مولوی شجاع الدین صاحبؒ کے مدرسے ''شجاعیہ'' کی بھی تجدید عمل میں آئی۔ جس کی عمارت نزد چارمینار، قدیم جامع مسجد کے ساتھ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں تعمیر ہوئی تھی۔ اسی زمانے میں حیدرآباد میڈیکل اسکول بھی اردو ذریعہ تعلیم کے ساتھ قائم ہوا۔ مختار الملک سر سالار جنگ اول نے مارچ ۱۸۵۶ء میں دارالعلوم کی داغ بیل ڈالی اس طرح تعلیمی شعور اور تعلیمی فضاء تیزی سے ہموار ہو رہی تھی۔ فارسی کا چلن ختم ہو رہا تھا اس کی جگہ اردو لے رہی تھی۔ اردو کی مقبولیت اور استعمال میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔ فارسی کے تئیں عام لوگوں میں بڑھتی ہوئی بے رخی اور عام آدمیوں کی فارسی سے عدم واقفیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آصف جاہ سادس میر محبوب علی خاں بہادر نے سب سے پہلے قلمرو آصف جاہی میں اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت عطاء فرمائی۔ اس طرح اردو زبان کو تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی مملکت کی سرکاری زبان بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔

''ریاست حیدرآباد نے ۱۸۸۴ء میں اردو زبان کو فارسی کے بجائے عدالتوں میں رائج کرنے کا اقدام کیا۔ چند سال کے تجربہ نے ظاہر کر دیا کہ اس زبان کے استعمال سے سرکاری نظم ونسق میں کافی آسانی ہوتی ہے چنانچہ آگے چل کر سرکاری دفاتر اور انتظامیہ کے لئے اردو کا استعمال رائج ہوا۔ فارسی جو اس وقت تک رائج تھی ترک کر دیا گیا۔'' ۵۸

اردو اب نہ صرف سرکاری دفاتر، نظم ونسق، عدالتوں اور مدارس میں بلکہ تجارتی

اداروں اور صنعتوں میں بھی استعمال ہونے لگی تھی۔ اردو کو سرکاری زبان کا درجہ عطا کرنے کے بعد اردو کی ترقی و ترویج میں مزید سرعت پیدا ہوئی۔ مملکت میں شامل ہر علاقے و زبان، ہر مذہب و فرقے کے لوگوں نے اردو سے دلچسپی، والہانہ لگاؤ اور اٹوٹ وابستگی کا ثبوت دیا۔ کسی ذہنی تحفظ کے بغیر بلا تامل نظم ونسق، عدالتوں اور دفاتر کی سطح پر اردو کو نافذ کرنے اور رواج دینے کی پر خلوص کوششیں کیں۔ سرکاری منصوبہ بندی، حکمت عملی اور پروگراموں پر عمل کرنے اور انھیں کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ لیا۔ فرامین، احکامات اور گشتیات کے ذریعہ اردو کے چلن کو یقینی بنایا گیا۔ اردو کی ضرورت، افادیت اور مانگ میں زبردست اضافے کو پیش نظر رکھتے ہوئے جدید علوم کو متعارف کرانے اور تعلیمی فروغ کے لیے ہر ضلع میں اسکول کھولے گئے۔ جدید مضامین یعنی سائنس، انگریزی، جغرافیہ اور ریاضی وغیرہ کی تعلیم شروع کی گئی۔ اردو میڈیم اسکولوں کے علاوہ کم وبیش ہر اسکول میں اردو پڑھائی لکھائی کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں علاقائی زبانوں تلنگی، مرہٹی اور کنڑی کے علاوہ انگریزی میڈیم اسکول بھی شامل تھے۔ تعلیم کو فروغ دینے سرکاری، نیم سرکاری اور خانگی سطحوں پر بھی خصوصی کوششیں شروع ہوئیں۔ کئی اسکول کھولے گئے تعلیم کو عصری حالات، ضروریات اور تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی طرف اہم پیشرفت کی گئی تعلیم میں یکسانیت اور معیار قائم کرنے کے لئے تعلیمی اصلاحات کا نفاذ عمل میں آیا۔

> ''ایک ناظم تعلیمات اور ناظم طباعت کا تقرر پہلی مرتبہ سالار جنگ اول کے حکم سے ہوا ہر ضلع میں دواخانے اور مدرسے کھلوائے گئے۔ مدارس میں جدید مضامین کو رواج دیا گیا۔ شروع میں مدرسوں کا تعلق بورڈ آف ریونیو سے تھا۔ لیکن بعد میں ایک بورڈ آف ایجوکیشن علحدہ سے قائم کر دیا گیا۔'' ۵۹

میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس کے عہد حکومت میں محکمہ مالگزاری، تعلیم، نظم و نسق عامہ اور دیگر کئی محکموں میں نئی اصلاحات کا نفاذ عمل میں آیا۔ جس سے حکومت مالی طور پر مستحکم ہوئی۔ اور کئی فلاحی کاموں پر توجہ دی گئی خصوصاً تعلیم کے لیے ایک خطیر رقم مقرر کی

گئی۔اردو کے چلن کو عام کرنے سرکاری سرپرستی کی گئی۔حکومت نے مفید علوم وفنون پر اردو میں معیاری کتابوں کے ترجمے کے لیے ''۱۳۱۵ھ م ۱۸۹۷ء'' ۶۰؎ میں ایک ادارہ سررشتہ علوم وفنون سلسلہ آصفیہ کے نام سے قائم کیا۔جس کا قیام سر وقارالامراء (امیر پائیگاہ) کے دور مدارالمہامی (صدارت عظمیٰ) میں عمل میں آیا۔شمس العلماء سید علی بلگرامی اس ادارے کے نگراں مقرر کیے گئے۔اور علامہ شبلی کا ناظم کی حیثیت سے تقرر عمل میں آیا۔اس ادارے نے مختلف علوم کی کئی کتابیں اردو میں ترجمہ کیں۔اور کئی نئی کتابیں تالیف بھی کیں۔ان ہی کے دور حکومت میں ایک یونیورسٹی قائم کرنے کی کوششوں کا آغاز ہوا۔

''۲۲/اپریل ۱۸۸۵ء وہ دن تھا جب باغ عامہ میں عماد السلطنت سالار جنگ ثانی مدارالمہام وقت نے نظام یونیورسٹی کی خیالی بنیاد ڈالی۔'' ۶۱؎

جبکہ ڈاکٹر زور کے مطابق اس تحریک کے اصل محرک شیخ احمد حسین خاں بہادر نواب رفعت یار جنگ مرحوم مددگار معتمد مالگزاری ہیں جنھوں نے تین فل اسکیپ صفحات پر مشتمل مطبوعہ اپیل کے ذریعہ یونیورسٹی کے قیام کی طرف توجہ دلائی تھی اور ایک درس گاہ کے قیام میں ان کا ہاتھ بٹانے کی درخواست کی تھی۔

چوں کہ اس وقت حالات سازگار نہیں تھے اور اردو زبان کی حمایت میں کوئی طاقتور لابی تیار نہیں ہوئی تھی اس لئے رفعت جنگ کی اپیل بے ثمر رہی لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ اردو کی حمایت کرنے والوں میں اضافہ ہوتا گیا۔تعلیمی اصلاحات کی وجہ سے غیر اردو داں اور غیر مسلم لوگ بھی اپنے بچوں کو اردو میڈیم مدرسوں میں کثرت سے شریک کروانے لگے۔

حکومت کی تعلیمی سرپرستی اور فروغ اردو کی سمت میں اُٹھائے گئے قدموں کی چاپ اب صاف سنائی دینے لگی۔پورے ملک میں اردو تعلیمی رجحان پیدا ہوا اور ایک علمی فضاء تیار ہوگئی۔۱۹۱۱ء میں ساتویں آصف جاہی فرمانروا نواب میر عثمان علی خاں بہادر کی تخت نشینی تک مملکت میں قابل لحاظ تعداد میں تعلیمی ادارے قائم ہو چکے تھے۔

"اعلحضرت بندگان عالی کی تخت نشینی کے وقت مدارس کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جس میں پینسٹھ ہزار طلباء تعلیم پاتے تھے اور آج مدارس کی تعداد ساڑے چار ہزار ہے اور طلباء کی تعداد تیئس لاکھ ستائیس ہزار ہے۔"٦٢

محققین کے اندازے کے مطابق اس وقت ہندوستان کی کسی بھی ریاست میں اتنی بڑی تعداد میں اسکولس قائم نہیں تھے اور نہ ہی طلباء کی اتنی بڑی تعداد تھی۔ میر عثمان علی خاں آصف جاہ سابع کی اردو سے ذاتی دلچسپی' لگاؤ اور سرپرستی سے اس دور میں اردو کو وہ عروج حاصل ہوا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ عہد عثمانی میں دل کھول کر تعلیمی اداروں کی مدد کی گئی اور مالی تعاون و مراعات دی گئیں۔ علم و ادب کا صحیح مذاق پیدا کرنے والی انجمنوں' تنظیموں اور اداروں کو حسبِ ضرورت سالانہ اور ماہوار زر تعاون ادا کیا گیا۔ سارے ہندوستان سے دکن آنے والے ذی علم حضرات کی مکمل سرپرستی کی گئی۔ ملازمتیں' منصب اور جاگیریں عطا کی گئیں۔ اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے نظام حیدرآباد نے ہر اس فرد' ادارے' اخبارات و رسائل کو مالی امداد دی جو اس وقت اپنے طور پر اردو کی خدمت کر رہے تھے۔ صرف اردو کے تئیں ہی نہیں بلکہ ایسے بے مثال عام ترقیاتی و عوامی' فلاحی اقدامات کیے گئے جس کی تاریخ میں مثال ملنا مشکل ہے۔

ان ترقیاتی اور تعلیمی اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوامی شعور بیدار ہوا اور اردو کی تعلیم عام ہوئی۔ ساری مملکت میں ابتدائی اسکول' مڈل اسکول میٹریکولیشن تک اردو میڈیم تعلیمی اداروں کا ایک جال سا پھیل گیا اور تمام مضامین و علوم اردو کے ذریعے پڑھائے جانے لگے جس کا اثر حکومت کے تمام کام کاج پر پڑا۔ دفتری کام اردو میں ہونے لگا۔ عدالتوں میں عرضیاں اردو میں داخل کی جانے لگیں۔ فیصلے اردو زبان میں ہونے لگے۔ اس صورت حال نے طلباء اور اہل علم کو شدت سے یہ احساس دلایا کہ مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے مملکت میں کوئی یونیورسٹی قائم ہونا چاہیے۔ اس خیال کو لے کر طلباء اور علمی حلقوں میں مباحث ہونے لگے۔ پڑھے لکھے لوگ اور تعلیم یافتہ نوجوان طبقے میں یہ احساس پیدا ہوا کہ قوم و ملک کی ترقی کا دارو

مدار اعلیٰ تعلیم کے حصول اور ذہنی تعمیر کے بغیر ممکن نہیں ۔ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے زینے طے نہیں کرلیتی ۔ میرا خیال ہے کہ قوموں میں نت نئی سائنسی اختراعات کے لئے صلاحیتیں پیدا کرنے اور ادب عالیہ کی تخلیق کے لئے ذہنی اپج کو فروغ دینے ملک میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام ضروری ہے۔ اس کے بغیر روحانی' مادی اور اقتصادی ترقی کا تصور بھی محال ہے۔ علم وآگاہی' فہم وفراست' دانش وتبحرِ علمی کے بغیر انسان مقصد حیات کے اہداف تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ ترقی سے وابستہ جملہ امور کی انجام دہی علم کے بغیر ممکن نہیں۔ شائد قیام جامعہ عثمانیہ کی تحریک کے پس پردہ یہی احساس کارفرما تھا۔ چنانچہ تحریک کو روز افزوں تقویت ملتی گئی اور تحریک نے عوامی مطالبہ کی شکل اختیار کرلی۔ امراء وخواص کے علاوہ عوام بھی اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ کے قیام کو ضروری خیال کرنے لگے۔ تحریک میں فرزندان دارالعلوم نے اہم رول ادا کیا۔ طلباءِ قدیم دارالعلوم نے حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کی داغ بیل ڈالی تاکہ وسیع بنیادوں پر ملک کی تعلیمی ترقی میں حصہ ادا کیا جائے۔ ہر علمی وادبی جلسے نیز اخبارات ورسائل میں یونیورسٹی کے قیام پر زور دیا جانے لگا۔ ۱۸۹۴ء میں نظام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد (Convocation) میں وقار الامراء نے بحیثیت وزیر اعظم خاص طور پر یونیورسٹی کے قیام پر زور دیا۔ کچھ عرصہ بعد حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔

''حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا پہلا اجلاس بمقام محبوب ٹاؤن ہال باغ عامہ یکم و ۲/ مارچ 1915ء کو منعقد ہوا۔''[۶۳]

اس اجلاس میں کانفرنس کے صدر سر اکبر حیدری ہوم سکریٹری وتعلیمات نے اپنے افتتاحی خطبہ میں ریاست کے تعلیمی حالات کا مفصل جائزہ لیا۔ اس خطبہ کا لب لباب یونیورسٹی کے قیام کا ایک خاکہ تھا۔ اس اجلاس کے دو سال بعد اکبر حیدری نے قیام جامعہ عثمانیہ کے لئے ایک مدلل عرضداشت حضور نظام کی خدمت میں پیش کی۔

''قیام جامعہ عثمانیہ عرضداشت معروضہ ۲۹/ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ م ۱۸/

خورداد ۱۳۲۶ اف رم ۲۲ راپریل ۱۹۱۷ دربارۂ قیام حیدرآباد یونیورسٹی بہ پیش گاہِ بندگانِ اعلحضرت پیرومرشد جہاں پناہ ظل سبحانی مدظلہم العالی خلد اللہ ملکہٗ

بعد از آستاں بوسی مودبانہ عرض ہے کہ

معتمد تعلیمات نے دربارۂ قیام حیدرآباد یونیورسٹی ایک یادداشت پیش کی ہے جو بغرض ملاحظہ ملازمان اقدس واعلیٰ اس عرضداشت کے ساتھ منسلک ہے۔ جس میں مسٹر حیدری نے بمشورۂ ناظم تعلیمات و بدریافت آرائے اکابر ملک وقوم ماہران تعلیم اس یونیورسٹی کی ضرورت واہمیت وافادہ واصول پر نہایت وضاحت و تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ جس کا لب لباب اور خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ انگریزی زبان کی تعلیم بحیثیت ایک زبان کے لازم ہو۔

۲۔ عربی، فارسی، سنسکرت، مرہٹی، تلنگی اور کنڑی زبانوں کی تعلیم اوران کے متعلق علمی تحقیق کا انتظام ہو۔

۳۔ علوم جدیدہ وسائنس کی تعلیم وتحقیق کا کافی انتظام ہو۔

۴۔ اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ اردو قرار دیا جائے۔

۵۔ ایک شعبہ تالیف وتراجم قائم کیا جائے جو مغربی زبانوں سے اعلیٰ درجہ کی تصانیف کا ترجمہ کرے اور ضروری مباحث پر عمدہ تالیفات کا انتظام کرے اوران کے ذریعہ سے ملک میں اعلیٰ خیالات اور معلومات کی اشاعت کرے تاکہ اس شعبہ کی بدولت ہماری زبان میں ایسا سرمایہ مہیا ہو جائے جو یونیورسٹی اور ملک کی ضرورت کو پورا کر سکے۔

۶۔ زمانہ تکمیل یونیورسٹی میں ایک مناسب مدت کے لیے ممالک محروسہ سرکار عالی کا نظام تعلیم بالکلیہ مجوزہ یونیورسٹی کی نگرانی میں آجائے۔

اور قیام حیدرآباد یونیورسٹی کی منظوری مبنی براصول مصرحۂ بالا اوراس کے متعلق فی الفور کارروائی شروع کر دینے کی استدعا کی ہے۔

رائے خانہ زاد:۔ خانہ زاد کا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ اس سلطنت عظیم الشان میں یونیورسٹی کا قیام ایک ضروری امر ہے۔ چناں چہ خانہ زاد کے دیرینہ خیال کو اب عملی صورت میں آنے کی تجویز پیش ہوئی ہے۔ خانہ زاد کی رائے میں جس طرح حضرت اقدس واعلیٰ کے عہد ہمایوں میں دوسرے صیغہ جات میں نمایاں ترقیات و اصلاحات ہو کر اہل ملک مدارج ترقی طے کر رہے ہیں اسی طرح یونیورسٹی کے قیام سے اہل ملک شعبہ علم میں جس پر تمامی ترقیات کا دارومدار ہے ترقی حاصل کر کے ہمیشہ ہمیشہ مراحم خسروانہ کے شکر گزار رہیں گے۔ اس لیے بکمال عجز وادب التجا ہے کہ براہ مراحم خسروانہ تجاویز پیش شدہ کی منظوری سے عزو شرف بخشا جائے تو مناسب ہے۔ آیندہ جو ارشاد خداوندی شرف صدور لائے گا وہی شایان تعمیل ہے۔

فقط رالٰہی آفتاب عمر و دولت واقبال دائما تاباں و درخشاں باد

خانہ زاد موروثی فخر الملک

محمد اکبر حیدری

معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ۔''[۶۴]

۲۶ /اپریل ۱۹۱۷ء کو حضور نظام میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع کی اکتیسویں سالگرہ تھی۔ اس خوشی کے موقع پر انہوں نے مذکورہ عرضداشت کو منظوری عطا فرمائی۔ اور اپنے فرمان کے ذریعہ اس یونیورسٹی کا نام ''عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد'' قرار دیا۔ یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اردو قرار دیا گیا۔ اور انگریزی زبان کی تعلیم ہر طالب علم پر لازمی گردانی گئی۔ اس طرح ملکی زبان میں ذریعہ تعلیم کی پہلی یونیورسٹی قائم ہوئی۔ یونیورسٹی کے قیام کی منظوری ۲۶ /اپریل ۱۹۱۷ء کو ہوئی۔ اور فرمان کے ذریعے قیام کی کاروائی کے لئے احکامات بھی جاری کر دیے گیے۔ اور فوری ان احکامات پر عمل آوری شرع کی گئی۔ تاہم تمام دفتری امور کی تکمیل اور دیگر ضروری کاموں سے نمٹنے دو سال لگے۔ اور یونیورسٹی کا باضابطہ افتتاح ۲۸/

اگست ۱۹۱۹ء کو عمل میں آیا۔

''۲۶ر اپریل ۱۹۱۷ء عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام کی منظوری سے ۲۲ر ستمبر ۱۹۱۸ء تک یونیورسٹی قائم کرنے کے سلسلے میں تمام بنیادی کام انجام دیئے گئے۔ اور ۲۲ر ستمبر ۱۹۱۸ء کو سرکاری طور پر عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ ۲۸ر گسٹ ۱۹۱۹ء کو حیدرآباد کے ایک خوبصورت مقام آغا منزل موجودہ محلہ توپ کا سانچہ (Gunfoundry) میں نواب صدر یار جنگ نے بحثیت وائس چانسلر صبح دس بجے عثمانیہ یونیورسٹی کا افتتاح کیا۔ اس یادگار موقع پر ملک کے امراء کے علاوہ مسٹر ولنکر، علم و ادب کے پروانوں اور اردو زبان کے جانثاروں کی موجودگی میں وائس چانسلر نے خطبہ افتتاحیہ پڑھا۔ ۲۹ر گسٹ ۱۹۱۹ء سے کنگ کوٹھی کے قریب کرائے کی عمارتوں میں باقاعدہ پڑھائی شروع ہوگئی۔''[۲۵]

حوالے

۵۸۔ ''مملکتِ آصفیہ میں اردو کی ترویج و ترقی'' مرتبہ: ایچ۔ای۔ایچ دی نظامس اردو ٹرسٹ حیدرآباد ستمبر ۲۰۰۲ء، ص ۴۶

۵۹۔ ڈاکٹر مجیب الاسلام'' دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان و ادب پر اس کے اثرات'' دہلی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷

۶۰۔ '' مغربی تصانیف کے اردو تراجم'' ص ۸۶

۶۱۔ ''دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان و ادب پر اس کے اثرات'' ص ۲۳

۶۲۔ ایضاً ص ۲۰

۶۳۔ ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)'' ص ۲۵۴

۶۴۔ ڈاکٹر مصطفیٰ علی خاں'' سر رشتۂ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد'' حیدرآباد، دکن، مارچ ۲۰۰۹ء، ص ۲۴، ۲۵

۶۵۔ ''دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان و ادب پر اس کے اثرات'' ص ۴۲

سر رشتہ تالیف و ترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ

عثمانیہ یونیورسٹی کے ساتھ دراصل سر رشتہ تالیف و ترجمہ کے قیام کی منظوری بھی مل چکی تھی۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں سر اکبر حیدری معتمد عدالت و تعلیمات نے جو عرضداشت مورخہ ۲۲/اپریل ۱۹۱۷ء حضور نظام کی خدمت میں منظوری کے لیے پیش کی تھی اس میں یہ فقرۂ معروضہ بھی شامل تھا کہ "ایک شعبہ تالیف و تراجم قائم کیا جائے جو مغربی زبانوں سے اعلیٰ درجہ کی تصانیف کا ترجمہ کرلے اور ضروری مباحث پر عمدہ تالیفات کا انتظام کرے اور ان کے ذریعے سے ملک میں اعلیٰ خیالات اور معلومات کی اشاعت کرے تا کہ اس شعبہ کی بدولت ہماری زبان میں ایسا سرمایہ مہیا ہو جائے جو یونیورسٹی اور ملک کی ضرورت پورا کر سکے"

چنانچہ عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام کی منظوری کے ساتھ سر رشتہ تالیف و ترجمہ کے قیام کی کاروائی شروع ہوئی۔ مذکورہ معروضہ کو بنیاد بناتے ہوئے اکبر حیدری نے عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام سے قبل نصابی کتابوں کی تیاری و اشاعت کے لئے منصوبہ بندی شروع کردی تا کہ طلباء کو آئندہ کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے چونکہ فرمان کے مطابق یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اردو قرار دیا گیا تھا۔ لہٰذا اردو زبان میں اعلیٰ تعلیم کی ضرورتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے درسی کتابوں کی تیاری کا کام جتنا جلد ممکن ہوسکے کرنا ضروری تھا۔ کتابوں کی تیاری و اشاعت کے بغیر اردو میڈیم سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا خواب پورا نہیں ہوسکتا تھا۔

چنانچہ فخر الملک (معین المہام) وزیر تعلیمات سرکار عالی نے اپنی ایک مفصل عرضداشت مورخہ ۱۳ ر گسٹ ۱۹۱۷ء کے ذریعہ دارالترجمہ کی اہمیت، افادیت اور ضرورت کو اجاگر کرتے ہوئے دارالترجمہ کے قیام وانصرام کے لئے ضروری اقدامات کی نشاندہی کی۔ ناظم سررشتہ تالیف وترجمہ کے تقرر کے لئے درکار قابلیت وصلاحیت ان کی تنخواہ ان کے فرائض وذمہ داریاں نیز اختیارات کی بابت سفارشات پیش کیں۔ دارالترجمہ میں ہونے والے کام اوراس کی نوعیت وضرورت کو واضح کیا۔ ترجمہ کے کام کو بحسن وخوبی انجام دینے کے لئے ضروری عملہ ومترجمین کے تقررات اوران کی تنخواہوں کی تفصیل، اخراجات صادر، ضرورت کتب وفرنیچر کی صراحت کے ساتھ دارالترجمہ کے قیام سے متعلق اسکیم معہ تخمینہ وموازنہ اخراجات بغرض ملاحظہ ومنظوری، حضور نظام کی خدمت میں پیش کی۔ جسے حضور نظام نے بلا تامل دوسرے ہی دن مورخہ ۱۴ ر گسٹ ۱۹۱۷ء کو منظوری عطا کردی اور فرمان مبارک جاری کیا جس کی تعمیل میں ۶ ر ستمبر ۱۹۱۷ء کو ''سررشتہ تالیف وترجمہ'' حیدرآباد میں قائم کیا گیا۔ فرمان کی نقل ملاحظہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

''فرمان واجب الاذعان مترشدہ ۲۵ ر شوال المکرم ۱۳۳۵ھ حکم بملاحظہ:۔
عرضداشت صیغۂ تعلیمات معروضہ ۲۴ ر شوال المکرم ۱۳۳۵ھ جو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے متعلق شعبۂ ترجمہ قائم کرنے کی نسبت ہے۔

حکم:۔ تجاویز مندرجہ عرضداشت جن سے معین المہام فینانس کو اتفاق ہے، منظور کیے جاتے ہیں۔ حسبہٗ یونیورسٹی کا شعبۂ ترجمہ قائم کیا جائے۔ جس کا سالانہ خرچ جملہ ۵۶۲۵۶ سے ۸۰۳۶۴ روپیہ تک ہوگا اور پہلے سال کے لئے اخراجات یکمشت مصرحۂ عرضداشت کے لیے سولہ ہزار روپیہ بھی منظور کیے جاتے ہیں۔ مترجمین کا تقرر ابتداءً ایک سال کے لیے امتحاناً کیا جائے۔ بعدہٗ ان کے کام وغیرہ کو دیکھ کر ان کے استقلال یا توسیع ملازمت کی کاروائی حسب

ضرورت و مناسبت کی جائے گی۔ ہر سال کے ختم کے بعد جس قدر جلد ہو سکے
ایک رپورٹ میرے ملاحظہ میں گزرانی جائے۔ جس سے معلوم ہو کہ اوس سال
ترجمہ کا کام کس قدر ہوا۔

شرح دستخط مبارک

۲۵ رشوال المکرّم ۱۳۳۵ھ سہ شنبہ

شرح دستخط امین جنگ (بہادر)۔" ۶۶؎

مذکورہ فرمان کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سر رشتہ تالیف و ترجمہ کے قیام کے لئے حضور نظام میر عثمان علی خاں آصف جاہ سابع نے نہ صرف فرمان کے ذریعے احکامات صادر فرمائے بلکہ پہلے سال کے لیے یکمشت سولہ ہزار روپے اخراجات بھی منظور کیے۔ احکامات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سب سے پہلا مرحلہ مناسب عمارت کی تلاش کا تھا۔ اور یہ سوال بھی پیش نظر تھا کہ دارالترجمہ شہر میں کس مقام پر قائم کیا جائے۔ چنانچہ تمام پہلوؤں پر غور وخوض کے بعد طے پایا کہ حیدرآباد ریلوے اسٹیشن (نام پلی) کے روبرو عمارت میں قائم کیا جائے اس زمانے میں وہاں ایک لکڑی کی بنی ہوئی خوبصورت عمارت تھی (جہاں آج کل رائل ہوٹل کی عمارت ہے)۔ اس کو تین سال کے لئے کرایہ پر حاصل کیا گیا۔ اسی عمارت میں دارالترجمہ نے اپنے کام کا آغاز کیا۔

"جب اعلیٰ حضرت نے دارالترجمہ کے قیام کا حکم فرمادیا تو ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ کہاں قائم کیا جائے تب وہ حضرات جو جامعہ کو قائم کرانے میں پیش پیش تھے ان سب کی متفقہ رائے سے نام پلی اسٹیشن کے سامنے والی عمارت کو منتخب کیا گیا اور وہاں دارالترجمہ کا دفتر کھول دیا۔" ۶۷؎

دارالترجمہ کے قیام سے برصغیر ہند کی ادبی و علمی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا اردو زبان و ادب میں پہلی مرتبہ منصوبہ بند اور سائنٹفک بنیادوں پر بڑے پیمانے پر اور منظم انداز میں ترجمے کے کام کا آغاز کیا گیا۔

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ دارالترجمہ کے قیام کا اصل مقصد عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء کے لئے تالیف وترجمہ کے ذریعے اردو میں نصابی کتابوں کی تیاری کرنا اور اس کی اشاعت عمل میں لانا تھا۔ اعلیٰ تعلیمی نصاب کے مطابق مختلف جدید علوم اور سائنسی موضوعات پر بلند پایہ کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اور نہ یہ فرد واحد کے بس کی بات تھی۔ متنوع علمی کاموں کے لیے منصوبہ بندی اور اعلیٰ حکمت عملی کی ضرورت تھی اور اہداف کی بروقت تکمیل کے لیے کئی قابل افراد کی ضرورت تھی کیونکہ نصاب کے علاوہ دیگر متعدد علوم کی معیاری کتابوں کی تیاری واشاعت کا کام بھی سررشتہ کے مقاصد میں شامل تھا مولوی عبدالحق نے سررشتہ تالیف وترجمہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

''اس سررشتہ کا کام یہی نہ ہوگا (اگرچہ یہ اس کا فرض اولین ہے) کہ وہ نصاب تعلیم کی کتابیں تیار کرے بلکہ اس کے علاوہ وہ ہر علم پر متعدد اور کثرت سے کتابیں تالیف وترجمہ کرائے تاکہ لوگوں میں علم کا شوق بڑھے، ملک میں علم کی روشنی پھیلے، خیالات وقلوب پر اثر پیدا ہو اور جہالت کا استیصال ہو۔''۶۸

ظاہر ہے کہ اس مہتم بالشان کام کے لیے قابل ترین افراد کی ضرورت تھی چنانچہ حیدرآباد دکن کے علاوہ ہندوستان بھر سے اہل علم حضرات کو مدعو کیا گیا خاص طور پر ایسے افراد کو جو اردو زبان وادب پر کامل دسترس رکھتے تھے اور اپنے مضمون میں ماہر بھی تھے اور علمی و ادبی دنیا میں اپنا ایک بلند مقام رکھتے تھے۔ ان میں ایسے افراد کو ترجیح دی گئی تھی جو اردو زبان سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ دل و جان سے اردو کی خدمت کرنا چاہتے تھے۔ اردو کے لیے ہمہ وقت اور انتھک جدوجہد کرنے کے جذبے کے ساتھ اردو زبان کی خدمت کرنے کے متمنی تھے انھیں چن چن کر بلایا گیا۔ اور دارالترجمہ میں معقول مشاہرے پر ملازمتیں دی گئیں۔ دارالترجمہ سے وابستہ ان علمی شخصیتوں اور مترجمین کی ایک طویل فہرست ہے ۱۹۵۰ء تک شعبہ تالیف وترجمہ نے ۱۳۰ مترجموں کا انتخاب وتقرر کیا۔ جن میں سے کم وبیش ہر شخص کی حیات اور کارناموں پر پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے جاسکتے ہیں نفس موضوع کے

لحاظ سے یہاں تفصیل میں جانا مطلوب نہیں۔

سررشتہ تالیف وترجمہ کی ہیئت ترکیبی

۱۔ ناظم سررشتہ تالیف وترجمہ

۲۔ ارکان سررشتہ تالیف وترجمہ

۳۔ ناظر مذہب

۴۔ ناظر ادب

۵۔ نصاب کمیٹی

۶۔ انتظامی کمیٹی

۷۔ انجینئرنگ کمیٹی

۸۔ مجلس وضع اصطلاحات

۱۔ناظم دارالترجمہ:۔

فرائض واختیارات کے لحاظ سے ناظم' دارالترجمہ کا نگران وسربراہ ہوتا تھا۔ایسے تمام ملازمین جن کی تنخواہ ۱۲۵روپئے سے زائد نہ ہوان کے تقرر وتبدل کا اُسے اختیار حاصل تھا۔ سررشتہ کے تمام کاموں اور دفتری امور کو بحسن وخوبی انجام دہی کا ذمہ دار تھا۔اس انتہائی اہم عہدے پر بابائے اردو مولوی عبدالحق کا دارالترجمہ کے پہلے ناظم کی حیثیت سے تقرر عمل میں آیا۔۶ر ستمبر ۱۹۱۷ء کوانہوں نے نظامت کا جائزہ لیا بعد ازاں مولوی احمد محی الدین' حمید احمد انصاری' عنایت اللہ دہلوی' پروفیسر محمد الیاس برنی' پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین' پروفیسر محمود احمد خاں' پروفیسر ایشور ناتھ ٹوپا' ایک بعد دیگرے اس جلیل القدر علمی عہدے پر فائز ہوتے رہے۔

''۱۔مولوی عبدالحق　　اولین ناظم　　ستمبر ۱۹۱۷ء تا اگست ۱۹۱۹ء

۲۔مولوی احمد محی الدین	منصرم ناظم	اگست ۱۹۱۹ء تا فروری ۱۹۲۰ء
۳۔حمید احمد انصاری	(رجسٹرار) نگران ناظم	فروری ۱۹۲۰ء تا جنوری ۱۹۲۱ء
۴۔عنایت اللہ دہلوی	ناظم	جنوری ۱۹۲۱ء تا جنوری ۱۹۳۵ء
۵۔پروفیسر محمد الیاس برنی	ناظم	جنوری ۱۹۳۵ء تا جنوری ۱۹۴۵ء
۶۔پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین	ناظم	جنوری ۱۹۴۵ء تا اکتوبر ۱۹۴۸ء
۷۔پروفیسر محمود احمد خاں	نگران ناظم (رجسٹرار)	اکتوبر ۱۹۴۸ء تا ۲۳ دسمبر ۱۹۴۸ء
۸۔پروفیسر ایشور ناتھ ٹوپا	ناظم شعبہ ترجمہ وطباعت	۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۶ء۔''۶۹

ارکان دار الترجمہ:۔

دار الترجمہ کے ارکان کا تقرر ابتداء میں مترجمین کی حیثیت سے کیا گیا۔ جنھیں بہ اعتبار عہدہ رکن دار الترجمہ کی حیثیت بھی حاصل تھی۔ مترجمین کو پوری سہولتیں فراہم کی گئیں۔ اُنھیں ماہانہ معقول تنخواہیں ادا کی جاتی تھی۔ مستقل مترجمین کے علاوہ کام کے پیش نظر عارضی مترجمین کی خدمات بھی حاصل کی جاتی تھی۔ عارضی مترجمین کو کام کی بنیاد پر معاوضہ ادا کیا جاتا تھا۔ ان مترجمین نے ایک قلیل مدت میں انگریزی اور دیگر زبانوں سے مختلف علوم کی سینکڑوں اہم اور بلند پایہ کتابیں اردو میں ترجمہ کیں۔ ڈاکٹر مجیب الاسلام نے اپنے تحقیقی مقالہ میں لکھا ہے کہ۔

> ''دار الترجمہ عثمانیہ میں ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۷ء تک یعنی تیس سال میں چار سو ستاون (۴۵۷) کتابیں ترجمہ و تالیف ہوئیں۔ ان میں چار سو چھبیس (۴۲۶) کتابیں ترجمہ اور اکتیس (۳۱) کتابیں تالیف کی گئیں۔ تمام تراجم میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) کتابیں انگریزی سے ترجمہ کی گئیں ان میں سے تین سو چھ (۳۰۶) تراجم شائع ہوئے۔ پانچ (۵) جرمن تصانیف ترجمے کئے گئے۔ یہ پانچوں شائع ہوئے۔ تین (۳) فرانسیسی زبان سے ترجمے کئے گئے یہ تینوں شائع ہوئے۔ اکیاون (۵۱)

عربی زبان سے ترجمے کئے گئے جن میں پینتالیس (۴۵) شائع ہوئے۔
سترہ (۱۷) فارسی تصانیف کے ترجمے ہوئے ان میں نو (۹) تراجم شائع ہوئے اور
اکتیس (۳۱) تالیفات میں سے ستائیس (۲۷) شائع ہوئیں مجموعی طور پر ۳۹۵ تراجم
وتالیفات شائع ہوکر کورس میں شامل کئے گئے۔''۷۰

انہوں نے اپنے مقالے کے آخر میں مذکورہ تمام کتابوں کی فہرست، مترجمین کے نام اور دیگر تفصیلات پیش کی ہیں۔ سررشتہ تالیف وترجمہ سے وابستہ مترجمین کی ایک بڑی فہرست ہے جیسے جیسے مختلف علوم کے شعبے قائم ہوتے گئے کام کے پیش نظر مترجمین کی تعداد میں تغیر وتبدل، تخفیف واضافہ کیا گیا۔ ذیل میں دارالترجمہ کے اولین ارکان کی فہرست درج ہے۔

''ارکان دارالترجمہ

مولوی عبدالحق صاحب	بی۔اے	ناظم
قاضی محمد حسین صاحب	یم۔اے۔رینگلر	مترجم، ریاضیات
چودھری برکت علی صاحب	بی۔ایس۔سی	مترجم، سائنس
مولوی سید ہاشمی صاحب		مترجم، تاریخ
مولوی محمد الیاس صاحب برنی	ایم۔اے	مترجم، معاشیات
قاضی تلمذ حسین صاحب	ایم۔اے	مترجم، سیاسیات
مولوی ظفر علی خاں صاحب	بی۔اے	مترجم، تاریخ
مولوی عبدالماجد صاحب	بی۔اے	مترجم، فلسفہ ومنطق
مولوی عبدالحلیم صاحب شرر		مولف، تاریخ اسلام
مولوی سید علی رضا صاحب	بی۔اے	مترجم، قانون
مولوی عبداللہ عمادی صاحب		مترجم، کتب عربی

علاوہ ان مذکورہ بالا مترجمین کے مولوی حاجی صفی الدین صاحب ترجمہ شدہ کتابوں کو مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے لیے اور نواب حیدر یار جنگ (مولوی علی حیدر صاحب نظم طباطبائی) ترجموں پر نظر ثانی کرنے کے لیے مقرر فرمائے گئے ہیں۔" [۱۷]

ناظر مذہبی:۔

دارالترجمہ میں مذہبی نقطہ نظر سے ترجمہ و تالیف کردہ تصانیف کی جانچ پڑتال کے لئے ناظر مذہبی کا عہدہ قائم کیا گیا تھا۔ ناظر مذہبی کا یہ فرض ہوتا تھا کہ وہ ترجمہ یا تالیف کردہ مواد کا کتابی شکل میں اشاعت سے قبل مذہبی و اخلاقی نقطہ نظر سے جائزہ لیں۔ متن کے کسی حصے میں اگر کوئی ایسی بات ہو جس سے کسی مذہب کی یا کسی مذہبی پیشوا کی اہانت ہوتی ہو یا کسی مذہب یا عقیدے کے خلاف کوئی غلط تاثر یا پیام جاتا ہو تو اس قابل اعتراض تحریر کو حذف کردیں یا ترمیم کے ذریعہ تصحیح کر کے صحیح نقطہ نظر کو پیش کریں۔ دارالترجمہ کے ارکان کے تقرر کے ساتھ ناظر مذہبی کا بھی تقرر عمل میں آیا تھا اولین ناظر مذہبی کی حیثیت سے مولوی حاجی صفی الدین صاحب کا تقرر کیا گیا تھا بعد میں مولوی عبداللہ عمادی صاحب اس عہدے پر مامور کیے گئے۔

ناظر ادبی:۔

ناظر ادبی کا عہدہ بھی ناظر مذہبی کے ساتھ قائم کیا گیا تھا ناظر ادبی ترجمہ و تالیف شدہ تصانیف کی اشاعت سے قبل ادبی نقطہ نظر سے جانچ پڑتال اور نظر ثانی کا کام انجام دیتا تھا تمام لسانی و ادبی پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مواد کی ترمیم و تصحیح کرتا تھا۔ اولین ناظر ادبی کی حیثیت سے نواب حیدر یار جنگ (مولوی علی حیدر صاحب نظم طباطبائی) کا تقرر کیا گیا تھا۔ ان کے بعد شبیر حسین خان جوشؔ ملیح آبادی اس عہدے پر فائز ہوئے۔

نصاب کمیٹی:۔

اس کمیٹی کا کام عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء کے لئے مختلف مضامین کا قومی و بین الاقوامی معیار کا نصاب تیار کرنا تھا۔ نصاب کی تیاری کے بعد اسے بیرون ملک صاحب الرائے ماہرین تعلیم اور اہل علم کے پاس بھیجا جاتا تھا۔ تاکہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر منتخبہ نصاب کے معیار کی جانچ پڑتال کی جائے ان مراحل سے گزرنے کے بعد مواد کو ترجمہ کے لئے ارکان دارالترجمہ کے حوالے کردیا جاتا تھا۔ نصاب کمیٹی حسب ذیل ارکان پر مشتمل تھی۔

"۱۔سر اکبر حیدری ۲۔سر راس مسعود ۳۔مسٹر ولنکر ۴۔مولوی حمید الدین
۵۔مسٹر شوکراس ۶۔فضل محمد خاں ۷۔مسٹر عبدالرحمان خاں ۸۔مسٹر قادر حسین
۹۔بابائے اردو مولوی عبدالحق ۱۰۔مسٹر عبدالعزیز ۱۱۔مسٹر سید محی الدین۔" ۲ے

انتظامی کمیٹی:۔

۱۹۱۸ء میں انتظامی کمیٹی قائم کرنے کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ دارالترجمہ کے اولین اجلاسوں میں جدید موضوعات پر ترجمہ کی مشکلات، علوم وفنون کے اردو میں متبادل لفظوں، مترادف یا مساوی المعنی اصطلاحات کی تدوین کے موضوع پر، وضع کی گئی اصطلاح یا ترجمے کا اردو زبان کی ساخت اور مزاج کے مطابق ہونا لازمی گردانتے ہوئے بحثیں ہونے لگتی تھیں ۔کبھی کبھی ترجمہ میں صوتی، ادبی اور لسانی پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے دوران مفہوم مجروح ہو جانے کا سوال کھڑا ہو جاتا اور گرما گرم بحث شروع ہو جاتی تھی کچھ لوگ لسانی و ادبی پہلوؤں کو مقدم خیال کرتے کچھ مفہوم کی منتقلی پر زور دیتے تھے اپنے اپنے نقطہ نظر کو لیکر ارکان اڑ جاتے تھے معزز ارکان کے تبحر علمی کی یہ حالت تھی کہ ایک ایک لفظ یا موضوع پر دن بھر بحث جاری رہتی تھی ۔ ہر رکن اپنے خیال اور موقف کی تائید میں مختلف دلیلیں پیش کرتا تھا، حوالہ جاتی کتابوں کا ڈھیر لگ جاتا تھا، منطق اور دلائل کے ساتھ صبح سے شام تک بحث میں مشغول

رہتے وقفہ وقفہ سے اپنے خشک گلے کو پانی پی پی کر تر کرتے جاتے اور اپنے موقف سے ہٹنے کا نام نہیں لیتے' دل و جان سے بحث و مباحث کے ذریعہ ایسا ماحول تیار کرتے تھے کہ یوں محسوس ہونے لگتا کہ ان ارکان میں سے اگر کسی بھی رکن کی رائے کو نظر انداز کردیں تو اردو زبان پامال ہو جائے گی' قواعد مسخ ہو جائے گی' ادبیت ختم ہو جائے گی' اردو کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ ان میں سے کوئی رقت انگیز آواز میں کہتا بھائیو! ہم اردو زبان کی ایک مہتم بالشان عمارت کا بنیادی پتھر رکھنے جا رہے ہیں۔ آج ہماری ذرا سی کوتاہی سے اردو زبان و ادب' تہذیب و تمدن' سب کچھ داؤ پر لگ جائے گا۔ یہ سن کر دیگر ارکان مثبت انداز میں سروں کو ہلاتے بے شک بے شک کی صدائیں بلند کرتے اور بحث بدستور جاری رہتی۔ اکثر محققین نے ایک لسانی معرکے کا ذکر کیا ہے جس میں ارکان دو گروہوں میں منقسم ہو چکے تھے ایک کا یہ استدلال تھا کہ ''اصطلاحات لکھنا زبان عربی اُصول و قواعد کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے عربی قواعد کے لحاظ سے ''مصطلحات'' لکھنا چاہیے۔ ایک طرف پروفیسر وحید الدین سلیم ''اصطلاح'' اور ''اصطلاحات'' کو مروج و مقبول قرار دیتے ہوئے اس کے استعمال کو جائز ٹھہرانے پر کمربستہ ہو گئے۔ دوسری طرف عربی جاننے والے علماء اور کلاسیکی مکتب کے ارکان عبدالواسع' پروفیسر نظام کالج اور نظم طباطبائی کو اس سے سخت علمی اختلاف ہوا تھا دونوں گروہ اپنے اپنے موقف پر اٹل رہے اور بحث شدید اور تلخ رخ اختیار کر چکی تھی۔ چنانچہ دارالترجمہ کے مطبوعات میں دونوں لفظوں۔ ''مصطلحات'' اور ''اصطلاحات'' کا استعمال ہوا ہے۔

مخبروں کے ذریعے سے جب یہ سب باتیں فرمانروائے دکن میر عثمان علیخاں تک پہنچیں تو وہ بڑے متفکر ہوئے۔ چونکہ مختلف علوم کے ماہرین و علماء کو یکجا کر کے کام لینا خود اپنے آپ میں ایک بڑا مسئلہ تھا۔ انتظامی نقطہ نظر سے بھی یہ بڑا دشوار کام تھا۔ یہ شاہ دکن میر عثمان علی خاں کی دانشوارانہ حکمت عملی تھی کہ انھوں نے فوری فرمان جاری کرتے ہوئے دارالترجمہ کے کام کے معیار میں اضافہ اور رفتار میں سرعت پیدا کر دی۔ فرمان کے متن سے خود حالات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

فرمان ۔:۔

"دارالترجمہ متعلقہ عثمانیہ یونیورسٹی میں سنا جاتا ہے کہ ترتیب لغات وغیرہ میں سخت پیچیدگیاں اور بے عنوانیاں ہوتی ہیں اور بے کار وقت ضائع ہوتا ہے۔ لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آئندہ سے اس کے حسن انتظام کے لئے ایک انتظامی کمیٹی مجلس یعنی (ایڈمنسٹرل بورڈ) قائم کردوں۔ جس کے صدر الصدور حبیب الرحمٰن خاں شیروانی رہیں گے۔ اور دوسرے ارکان جو ہوں گے ان کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ظفر علی خاں ۲۔مولوی عبدالحلیم شرر ۳۔علی حیدر نظم طباطبائی ۴۔مولوی صفی الدین ۵۔مولوی خیر المبین (واعظ پتھرگٹی) اراکین چار اور پانچ اس لیے شریک کیے گئے ہیں کہ مذہبی معاملات سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اس قسم کے معاملات میں سہولت حاصل ہوگی۔

۲۸۔رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

شرح دستخط نظام حیدرآباد۔"[۳۷]

انجینئرنگ کمیٹی:۔

۱۔عبدالرحمٰن خاں صدر کمیٹی ۲۔پروفیسر سمیع اللہ ۳۔مسٹر گیڈگل

۴۔ضیاءالدین انصاری۔"[۳۸]

اس کمیٹی کا خاص کام شعبہ انجینئرنگ کی انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجموں کا انتظام کرنا اور انجینئرنگ سے متعلق دیگر کئی امور کو انجام دینا تھا۔

مجلس وضع اصطلاحات:۔

مجلس وضع اصطلاحات سررشتہ تالیف وترجمہ کی ایک انتہائی اہم کمیٹی تھی ۱۸۔۱۹۱۷ء

میں اس کی تشکیل عمل میں آئی۔ اس کمیٹی کے سربراہ مولوی عبدالحق تھے ۱۹۱۸ء میں مجلس وضع اصطلاحات کا پہلا اجلاس منعقد ہوا، جس میں حسب ذیل ارکان شامل تھے۔

۱۔ مولوی عبدالحق۔ ناظم دارالترجمہ وصدرنشین کمیٹی ۲۔ مرزا مہدی خاں کوکب ناظم مردم شماری (وظیفہ یاب) رکن ۳۔ مولوی حمیدالدین (فراہی) بی۔ اے سابق پرنسپل دارالعلوم کالج رکن ۴۔ حیدر یار جنگ نظم طباطبائی سابق پروفیسر نظام کالج رکن ۵۔ پروفیسر وحیدالدین سلیم صدر شعبہ اردو کلیۂ جامعہ عثمانیہ رکن۔'' ۵؎

مذکورہ مستقل اراکین کے علاوہ مختلف سماجی و سائنسی علوم بشمول قانون و میڈیسن (طب) وغیرہ کے لئے علحدہ ذیلی مجالس وضع اصطلاحات قائم کی گئی تھیں۔ جس میں مضمون واری ماہرین علم وفن کو مامور کیا گیا تھا۔ یہ ذیلی کمیٹیاں اپنے اپنے اجلاس منعقد کرتی تھیں اور غور وخوض بحث ومباحث کے ذریعے وضع اصطلاحات کا کام کیا جاتا تھا۔

ان مجالس وضع اصطلاحات میں دو قسم کے ارکان ہوتے تھے۔ ایک وہ جو اس علم کے ماہر ہوتے تھے جس کی اصطلاح وضع کرنا مقصود ہوتا دوسرے ایسے افراد جو عربی، فارسی اور اردو میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اور اردو زبان کی ادبی اور لسانی خصوصیتوں، زبان کے مزاج، لچک اور ذخیرۂ الفاظ سے کامل آگاہی رکھتے تھے وضع اصطلاحات کے دوران ارکان کے علاوہ دیگر ذی علم شخصیتوں سے بھی مشورہ کیا جاتا تھا۔ مقدمہ مطبوعات دارالترجمہ میں مولوی عبدالحق وضع اصطلاحات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ۔

''سب سے کٹھن اور سنگلاخ مرحلہ وضع اصطلاحات کا تھا۔ اس میں بہت کچھ اختلاف اور بحث کی گنجائش ہے اس بارے میں ایک مدت کے تجربے اور کامل غور وفکر اور مشورے کے بعد میری یہ رائے قرار پاتی ہے کہ تنہا نہ تو ماہر علم صحیح طور سے اصطلاحات وضع کرسکتا ہے اور نہ ماہر لسان۔ ایک کو دوسرے کی ضرورت ہے اور ایک کی کمی کو دوسرا پورا کرتا ہے۔ اس لئے اس اہم کام کو صحیح طور سے انجام دینے کے

لیے دونوں یکجا جمع کیے جائیں تا کہ وہ ایک دوسرے کے مشورے اور مدد سے ایسی اصطلاحیں بنائیں جو نہ اہل علم کو ناگوار ہوں نہ اہل زبان کو چنانچہ اس اُصول پر ہم نے وضع اصطلاحات کے لئے ایسی مجلس بنائی۔ جس میں دونوں جماعتوں کے اصحاب شریک ہیں۔ علاوہ ان کے ہم نے ان اہل علم سے بھی مشورہ کیا جو اس کی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔''۶ے

دار الترجمہ کے قیام کے ساتھ ہی وضع اصطلاحات کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر کافی مباحث ہوئے۔ بعض لوگ اصطلاحات کی ضرورت کو تسلیم کرتے تھے۔ لیکن وضع اصطلاحات کے مخالف تھے۔ نئے الفاظ بنانے کی بات پر وہ مطمئن نہیں تھے۔ زبان میں نئے الفاظ کی افزائش اور تدوین پر وہ شاکی ہو گئے تھے۔

''اُن کے نزدیک صرف ایسے ہی الفاظ زبان میں داخل ہونے اور تسلیم کئے جانے کی قابلیت رکھتے ہیں، جن کے وضع کرنے والوں کے نام معلوم نہ ہوں۔ اگر کوئی خاص آدمی کوئی نیا لفظ وضع کرے تو وہ لفظ زبان میں داخل نہیں ہو سکتا۔''۷ے

میرا خیال ہے کہ مذکورہ متن میں زبانوں کی فطری تشکیلی عمل کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ کسی بھی لغت میں یہ نہیں بتایا جاتا کہ اس لفظ کو فلاں شخص نے وضع کیا تھا یہاں الفاظ وضع کرنے والوں کے نام مخفی ہونے سے شائد مراد یہ ہے کہ زبان کی تشکیل خود بخود ہوتی ہے کوئی شخص یا چند لوگ بیٹھ کر الفاظ نہیں بناتے بلکہ زبان بولنے والا پورا گروہ فطری طور پر اس زبان میں نئے الفاظ کی تخلیق ترمیم و اضافہ رد و قبول کے کام میں شامل رہتا ہے۔ اور یہ سب کچھ بتدریج لسانی فطری اُصولوں کے تحت ہوتا رہتا ہے۔ اس کا دارومدار زبان کی لچک اور دیگر زبانوں کے لفظوں کو اپنے اندر جذب و قبول کی جبلّی صلاحیت پر منحصر ہوتا ہے اور اس زبان کے بولنے والوں کی ادبی و علمی لیاقت و صلاحیت کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے مثلاً اُس وقت کا ایک جدید لفظ ''موٹر سیکل'' کا ترجمہ ''پھٹ پھٹی'' کیا گیا جسے ملک کے بعض علاقوں میں غیر تعلیم یافتہ لوگ آج بھی بولتے ہیں یہ کسی ماہر السنہ کا کیا ہوا ترجمہ نہیں ہے۔ زبان کی فطری

اپج سے تخلیق ہوا ہے۔ اس لفظ کے بنانے والے کا نام کوئی نہیں جانتا یہ لفظ دنیا کی کسی بھی زبان کے لفظ سے مشتق نہیں ہے۔ اس کے باوجود دنیا کا کوئی ماہر لسانیات اِسے غیر فصیح قرار نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ اس کا اشتقاق اصوات سے ہے اور اصوات کی نقل ہی سے انسان بولنا سیکھتا ہے اور ایک لسانی نظریہ کے مطابق خود زبانوں کا آغاز وارتقاء اصوات کی نقل سے ہوا ہے۔

ایک گروہ اردو زبان میں اصطلاح سازی کی ضرورت کو تسلیم کرتا تھا مگر اصطلاح سازی کے خلاف تھا در اصل یہ وہ لوگ تھے جو محنت شاقہ، عرق ریزی وجگر سوزی، غور وفکر، تخلیق اور باز تخلیقیت سے جی چراتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ انگریزی زبان کی تمام علمی اصطلاحات قبول کر لینی چاہئیں۔ اس گروہ کو علمی بحث میں بڑی ہزیمت اُٹھانی پڑی۔ کیونکہ ماہرین لسان اور علمائے زبان کی اکثریت کا یہ خیال تھا کہ ایسا کرنے سے اردو زبان مسخ ہو جائے گی، زبان کی مخصوص شناخت معدوم ہو جائے گی، زبان کی لچک اور نزاکت سب کچھ ملیامیٹ ہو جائے گی، اور زبان کا کوئی جز وگوش آشنا اور مانوس نہ ہوگا نیتجتاً ایک ایسی تباہی آئے گی کہ زبان کی مٹھاس اور اس کے فطری محاسن پامال ہو جائیں گے۔ انگریزی رسم الخط میں یکسر غیر مماثلت اور تلفظ میں اجنبیت کی وجہ سے الفاظ مسخ ہو جائیں گے اور آئندہ لفظوں کے ماڈوں اور اصل کی تلاش اور مشتقات کی پہچان میں دشواری پیش آئے گی۔ اور کچھ عرصہ بعد پوری زبان ہی بدل جائے گی اور ماضی سے رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا اس گروہ کی تجویز کو مسترد کر دیا گیا۔ عام جمہوری طریقے پر کثرت رائے سے جو فیصلہ کیا گیا وہ ذیل میں درج ہے۔

> ''خدا کا شکر ہے کہ جامعہ عثمانیہ دکن کی اس جنرل کمیٹی نے جس میں زبان اور علم کا صحیح مذاق رکھنے والے بزرگ شامل تھے یہ اہم مسئلہ کثرت رائے سے طے کر دیا ہے کہ انگریزی زبان کی اصطلاحیں بجنسہٖ یا کسی تغیر وتبدل کے ساتھ اردو زبان میں نہ لی جائیں بلکہ انگریزی علمی اصطلاحات کے مقابلے میں اردو علمی اصطلاحات وضع کی جائیں۔'' ۸ے

وضع اصطلاحات کے سلسلے میں مذکورہ فیصلے کے بعد دوسرے مرحلے کے لیے مہتم بالشان مباحث کا آغاز ہوا۔ جس کا موضوع یہ تھا کہ ''اگر ہم اصطلاحیں بنائیں تو کس اُصول کے تحت بنائیں'' اس مرحلے پر بھی اصطلاح سازوں کے دو بڑے گروہ بن گئے تھے۔ گروہ اوّل کی رائے یہ تھی کہ تمام اصطلاحی الفاظ عربی زبان سے مستعار لینا چاہیے۔ گروہ دوّم کا خیال تھا کہ جن زبانوں سے اردو کا آمیزہ تیار ہوا ہے ان سب زبانوں سے اصطلاحات بنانا چاہیے' بالخصوص' عربی' فارسی' ہندی' لفظوں کی ترتیب و ترکیب' تراش و خراش' لاحقے اور سابقوں میں اردو گرامر سے مدد لینی چاہیے۔

دونوں گروہوں کے نکات کی دلائل کی روشنی میں بحث و تمحیص کے ذریعہ جانچ پڑتال کی گئی اور کافی غور و خوض کے بعد دونوں گروہوں کے اصحاب الرائے کی موجودگی میں کثرت رائے سے گروہ ثانی کے نظریے کو منظوری دی گئی۔ اور وضع اصطلاحات کے لئے عربی' فارسی اور ہندی الفاظ کے استعمال کی اجازت دے دی گئی۔ تاہم اردو زبان کی قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری قرار دیا گیا۔

عثمانیہ یونیورسٹی کی جنرل کمیٹی کے فیصلے اور سفارشات' وضع اصطلاحات کمیٹی کے اراکین کی بحث اور سید وحید الدین سلیم کے دلائل کی روشنی میں جو اُصول وضع اور طے کیے گئے تھے وہ ذیل میں درج ہیں۔

''۱۔ اصطلاحات حتی الامکان مختصر اور جامع ہوں اور جس مفہوم کے لیے بنائی گئی ہوں اس کے پورے معانی و مطالب کے اظہار کی ان میں صلاحیت ہو۔ وہ لکھنے' پڑھنے اور بولنے میں آسان ہوں ۔ مثلاً' دستور Constitution دستور (فارسی لفظ) نور (عربی لفظ) ٹھوس (ہندی لفظ) وغیرہ۔ Solids= ٹھوس Light= نور

۲۔ عربی' فارسی اور ہندی بشمول سنسکرت کے الفاظ کو اردو شمار کیا جائے گا۔ اور وہ علمی اصطلاحات بنانے میں اردو گرامر کے مطابق استعمال ہوں گے۔ ترجیح

ان الفاظ کو دی جائے گی جو مقبول اور مروج ہوں۔

۳۔ عربی، فارسی، اردو، ہندی اسماء کے آخر میں علامت مصدر (نا) کے اضافہ سے انہیں فعل بنا لینے کا انقلابی اقدام کیا گیا۔ جو ہمیں اردوئے قدیم یعنی دکن کی شاعری اور اس کے روزمرہ میں ملتا ہے اور موجودہ دور میں امریکن انگلش میں مثلاً بول سے بولنا، کھیل سے کھیلنا، ترشہ سے ترشانا، برق سے برقانا/برقیانہ = To Electrify مقناطیس سے مقنانا To magnetiset وغیرہ۔

۴۔ مرکب اصطلاحیں نہ صرف برقرار رکھی جائیں بلکہ ان کی لسانی ترکیب و اشتقاق کے اُصولوں پر غور و فکر اور ان کے تجزیے سے حسب ضرورت نئے الفاظ تراشے جائیں۔ مثلاً نصاب کمیٹی/مجلس نصاب Syllabus committee آب رسانی=Water supply وغیرہ۔

۵۔ سائنسی آلات و اوزار کے ناموں کے ترجمے میں اشتقاق و ترکیب کے اُصولوں سے لاحقوں Suffixes سابقوں Prefixes کے تحلیل و تجزیے کے بعد اردو مترادفات بنائے جائیں مثلاً Microscope میں ''scope'' کا ترجمہ ''بین'' اور ''Micro'' کا ترجمہ ''خرد'' کیا گیا اس طرح Microscope کی اصطلاح ''خرد بین'' بنائی گئی۔ دور بین = Telescope، بار پیا Baro meter تپش پیا Thermo meter انگریزی لاحقے Scope کے لیے بین Meter کے لیے پیاں Graph کا ترجمہ ''نگار'' اور اسم کی کیفیت Graphy کے لیے ''نگاری'' کیا گیا۔ زلزلہ نگاری=Seismography اور انگریزی لاحقے ism کا مترادف ''یت'' اور logy کے لئے ''یات'' قرار دیا گیا مقناطیسیت Magnetism نفسیات=Psychology وغیرہ۔

۶۔ اصطلاحیں وضع کرنے کے لئے ماہران زبان ماہرانِ فن دونوں کا یکجا ہونا ضروری ہے اصطلاحات بنانے میں دونوں پہلوؤں کا خیال رکھنا لازم ہے تاکہ

جو اصطلاح بنائی جائے وہ زبان کے سانچے میں ڈھلی ہو اور فن کے اعتبار سے

ناموزوں نہ ہو۔

۷۔ ترکیب میں بھی انہی اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے جو اب تک ہماری زبان میں مستعمل ہیں مثلاً ہندی لفظ کے ساتھ فارسی عربی کا جوڑ اور عربی فارسی سابقوں اور خصوصاً لاحقوں کا میل ہندی الفاظ کے ساتھ مثلاً دھڑے بندی' اگال دان' بے کل وغیرہ یا عربی قاعدے سے فارسی ہندی الفاظ کے اسم کیفیت سے جیسے رنگت' نزاکت وغیرہ۔''۹ے

طریقہ کار:۔

دارالترجمہ میں اصطلاحات سازی کا کام بڑے منظم اور سائنٹفک انداز میں کیا جاتا تھا۔ مترجمین اپنے اپنے مضمون کا ترجمہ کرتے تھے۔ اس دوران ایسے الفاظ جن کے اردو میں متبادل الفاظ نہیں ملتے تھے یا جن اصطلاحوں کے متبادل اردو میں اصطلاحیں وضع کرنا مقصود ہوتا تھا' نیز جن الفاظ کے ترجمے سے خود مترجمین مطمئن نہیں ہوتے تھے ایسے تمام الفاظ کی فہرست تیار کر لی جاتی تھی اور یہ فہرست مجلس وضع اصطلاحات کو بھیج دی جاتی تھی۔ وہاں ایک ایک لفظ پر مذکورہ اُصولوں کے مطابق گھنٹوں بحث ہوتی تھی۔ متبادل کے طور پر عربی' فارسی اور ہندی کے کئی الفاظ پیش ہوتے تھے ان الفاظ کا ادبی' لسانی' معنوی اور صوتی پہلوؤں سے جائزہ لیا جاتا تھا زبان و بیان اور تحریر میں اس کی روانی کو پرکھا جاتا تھا، تلفظ کی باریکیاں دیکھی جاتی تھیں جس لفظ میں یہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتیں اُسے استعمال کے لئے منتخب کیا جاتا تھا۔

رکن مجلس وضع اصطلاحات محمد نصیر احمد عثمانی وضع اصطلاحات کے طریقہ کار کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''مجلس وضع اصطلاحات کا طریقہ کار یہی تھا کہ الفاظ کی فہرست پہلے سے

تیار ہوکر ہر ایک رکن کے پاس بھیج دی جاتی تھی۔ لہٰذا جب وہ لفظ پیش کیا جاتا تو اس کا ترجمہ بھی پیش کیا جاتا۔ اس ضمن میں اگر کسی کو اعتراض نہ ہوتا تو وہ لفظ مع ترجمہ صدر نشین مجلس ایک رجسٹر میں درج کر لیتے۔ اور دوسرے لفظ کو لیتے۔ پھر کوئی لفظ ایسا آتا کہ مختلف ترجمے پیش ہوتے، ان پر بحث ہوتی اور جو اصطلاحی لفظ طے پاتا، اُسے درج کر لیا جاتا، کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی لفظ نے طول پکڑا تو ایک گھنٹے سے زائد وقت صرف ہو جاتا، گو اس کے بعد کوئی نہ کوئی لفظ طے کر لیا جاتا۔ صرف ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ لفظی بحث میں تلخی پیدا ہوگئی۔ اس وقت ایک طرف وحید الدین سلیم تھے اور دوسری طرف نظم طباطبائی اور رسوا۔ گو انجام اس تلخی کا بھی شیریں رہا ان مباحث میں لطیفے بھی چلتے رہتے تھے جو مجلس کو خوشگوار بنا دیتے تھے۔" ۸۰

اصطلاحات کی تعداد

دارالترجمہ کی وضع کردہ اصطلاحات کی تعداد کے بارے میں محققین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے ہر محقق نے اپنی دسترس، جستجو، تلاش اور تحقیقی مواد تک اپنی رسائی کے لحاظ سے اصطلاحات کی تعداد گنوائی ہے کسی نے بھی اپنی تحقیق کو مکمل قطعی اور آخری قرار نہیں دیا۔ ویسے بھی دارالترجمہ کے اصطلاحات کی صحیح تعداد فراہم کرنا ایک انتہائی دشوار گزار معاملہ ہے چونکہ ۱۹۴۸ء میں سقوط سلطنت آصف جاہی (پولیس ایکشن) کے بعد بدلے ہوئے سیاسی حالات کی وجہ سے دارالترجمہ کی تمام سرگرمیاں ماند پڑ گئیں۔ ایک جنبش قلم سے عثمانیہ یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اردو سے انگریزی کر دیا گیا۔ حکومت کے اس فیصلے سے دارالترجمہ کا شیرازہ بکھرنا شروع ہوگیا۔ برسوں کی سر پھٹول، سخت محنت شاقہ، جستجو و جگر سوزی اور خون دل سے سینچی ہوئی اردو زبان و ادب کی مہتم بالشان فلک بوس عمارت کو یک لخت زمیں بوس کر دیا گیا۔ دارالترجمہ کی وہ پر رونق محفلیں وہ مدلل مباحث وہ علمی موشگافیاں سب کچھ قصہ پارینہ بن گئیں۔ علم وفن کا

عظیم گہوارہ' افراتفری کا شکار ہو گیا۔ دارالترجمہ کے در و بام اپنی ویرانی پر ماتم کرنے لگے۔ حزن وملال لیے ایک عجیب پر اسرار خاموشی دارالترجمہ پر چھا گئی پھر ایک دارالترجمہ میں آگ لگ گئی جس میں آدھے سے زیادہ کتابیں اصطلاحات' اہم کاغذات' دستاویزات' فہارس کتب' ریکارڈس سب کچھ جل کر خاکستر ہو گیا اور زبان اردو یتیم و یسیر ہو گئی۔

''۱۹۴۹ء میں دارالترجمہ کے دفتر میں آگ لگنے کی وجہ سے بہت سی اصل کتابیں' تراجم مسودے اور فہرستوں کے ریکارڈ جل کر خاک ہو گئے۔''[۸۱]

دارالترجمہ کی باقیات اور مختلف لائبریریوں میں محفوظ ذخائر سے محققین نے اصطلاحات کے جو مستند اعداد و شمار اکٹھا کئے ہیں ذیل میں درج ہیں۔

مختلف محققین کے مطابق اصطلاحات کے اعداد و شمار

سلسلہ نشان	مصنف کا نام	کتاب کا نام معہ صفحہ نمبر	اصطلاحات کی تعداد	سنہ طباعت	ناشر
۱	ڈاکٹر احمد حسین	'' فن ترجمہ اور تراجم دارالترجمہ '' صفحہ نمبر (۳۰۶)	ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰)	مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی ' ۱۹۷۸ء مرہٹواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد	غیر مطبوعہ
۲	ڈاکٹر مجید بیدار	'' دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی ادبی خدمات '' صفحہ نمبر (۵۶)	پچپن ہزار (۵۵۰۰۰) یہ اعداد و شمار (۱۹۳۹ء) تک کے ہیں اس کے بعد کا ریکارڈ انہوں نے نہیں لکھا	جنوری ۱۹۸۰ء	ایجوکیشنل پرنٹرس اورنگ آباد

۳	ڈاکٹر مجیب الاسلام	" دارالترجمہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان و ادب پر اس کے اثرات" صفحہ نمبر (۱۹۸)	چھیاسی ہزار پانچ سو ترسٹھ (۸۶۵۶۳)	مارچ ۱۹۸۷ء	مجیب الاسلام کبابیان اسٹریٹ جامع مسجد، دہلی
۴	ڈاکٹر مصطفیٰ علی خاں فاطمی	" سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، صفحہ نمبر (۷۵)	اکانوے ہزار (۹۱۰۰۰)	مارچ ۲۰۰۹ء	ڈاکٹر مصطفیٰ علی خاں فاطمی یاقوت پورہ، حیدرآباد۔

راقم نے محققین کی اصطلاحات کے تئیں کی گئی تحقیق کا بغور جائزہ لیا۔ اور دیگر کتابوں اور رسائل کا بھی مطالعہ کیا۔ اصطلاحات کے تعداد کے تعین کے بارے میں ڈاکٹر مصطفیٰ علی خاں فاطمی مرحوم نے جو عثمانیہ یونیورسٹی کی لائبریری میں اہم عہدے پر فائز تھے کافی جانچ پڑتال اور چھان پھٹک کی ہے ان کی بتائی ہوئی تعداد سے کسی بھی محقق کو اختلاف رائے نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے پوری صحت و استناد کے ساتھ اصطلاحات کی تعداد (۹۱۰۰۰) اکانوے ہزار بتائی ہے۔ دراصل اصطلاحات کے یہ اعداد و شمار ناظم دارالترجمہ ڈاکٹر محمد نظام الدین کی شرحِ دستخط کے ساتھ مارچ، ۱۹۴۶ء میں جاری کیے گیے اصطلاحات علمیہ کے شماریاتی اشاریے سے اخذ کیے گیے ہیں۔ اشاریے کے آخر میں حسب ذیل نوٹ لکھا گیا ہے۔

" متفرق اصطلاحات کی کثیر تعداد اس میں شامل نہیں ہے ان تمام اصطلاحات کی نظرِ ثانی کی جارہی ہے جس کے بعد ان کو مضمون وار شائع کیا جائے گا"

مندرجہ بالا تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۹۱ ہزار سے بھی زیادہ اصطلاحات

وضع کی گئی تھیں۔ ۱۹۴۶ء کے بعد بھی دارالترجمہ دو سال ۱۹۴۸ء یعنی آصف جاہی حکومت کے خاتمہ تک پوری سرگرمی کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اس طرح اگر ہم زیر نظر ثانی اصطلاحات کو شامل کرلیں تو دارالترجمہ کی وضع کردہ اصطلاحات کی تعداد کم از کم ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔

ڈاکٹر مجیب الاسلام کی تحقیق کے مطابق مجموعی طور پر مجلس وضع اصطلاحات کی تین ہزار تین سو ایک میٹنگیں ہوئیں۔ اس کا آخری اجلاس ۲۵/ جولائی ۱۹۴۶ء کو منعقد ہوا۔

''وضع اصطلاحات کی ابتدائی مجلسیں ۱۹۱۸ء سے شروع ہوئیں۔ اور سب سے آخری مجلس ۱۹ شہر یور ۱۳۵۵ف مطابق ۲۵/ جولائی ۱۹۴۶ء کو منعقد ہوئی۔ آخری مجلس میں شرکت کرنے والے افراد میں ڈاکٹر نظام الدین ناظم دارالترجمہ، مولوی عبداللہ عمادی ناظر مذہبی، ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ڈاکٹر حاجی غلام محمد، مولوی عاقل علی خاں، محمد نصیر احمد عثانی اور مولوی اشفاق حسین نمائندہ دفتر لائکی قابل ذکر ہیں۔''۸۲

دارالترجمہ کی آخری کتاب ۱۹۵۰ء میں ترجمہ ہوئی اور ۱۹۵۱ء میں طبع ہوکر شائع ہوئی اس کے بعد بھی دارالترجمہ برائے نام سہی ۱۹۶۰ء تک قائم تھا۔

''پولیس ایکشن کے بعد ڈاکٹر ایشور ناتھ ٹوپا کو ناظم دارالترجمہ کا اعلیٰ عہدہ دیا گیا موصوف اس عہدے پر ۱۹۶۰ء تک فائز رہے۔''۸۳

دارالترجمہ کی خدمات کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا اس کے لئے نئے الفاظ اور اصطلاحات وضع کرنا پڑے گا۔ سررشتہ تالیف وترجمہ کا قیام سلطنت آصف جاہی کے آخری تاجدار میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس کی مثال برصغیر ہند کی تاریخ میں نہیں ملتی اردو زبان وادب کے آسمان پر یہ وہ تابندہ ستارہ ہے جس سے اردو والے ہمیشہ روشنی ورہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ اس ادارے کے بے نظیر علمی کارناموں اور خدمات پر آج بھی اردو والوں کا سر فخر سے اونچا ہوجاتا ہے۔ یونیورسٹی سطح پر اعلیٰ تعلیم کے

لیے اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے میں اس ادارے نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیں کہ جس پر بر صغیر ہند کی لسانی تاریخ کو ناز ہے۔ اس ادارے نے اردو زبان کی علمی وادبی صورت گری اور اس کی علمی مفلسی کو دور کرنے میں کلیدی رول ادا کیا۔ متعدد علوم کے ہزاروں لفظوں کو ترجموں کے ذریعہ تراش سنوار کر اردو میں منتقل کر کے اردو کی کم مائیگی اور بے بضاعتی کو دور کر دیا۔ اردو زبان کو بازاروں سے اٹھا کر دانش گاہوں میں بولنے کا سلیقہ عطا کر دیا۔ وہ زبان جو ابھی طفل مکتب تھی اُسے درس وتدریس کی مسند اعلیٰ پر براجمان کر دیا۔ اردو زبان کو اظہار و بیان کے ایسے علمی وسائنسی اور قانونی اسلوب عطا کر دیئے کہ دانش گاہوں میں، عدالتوں میں، نظم ونسق عامہ میں، طب اور سائنس وٹکنالوجی کی تجرگاہوں میں، فلکیات کی رسد گاہوں میں، ریڈیو کی نشر گاہوں میں مطبوں اور مراکز تشخیص امراض میں، لوگ انگریزی کا دامن چھوڑ چھوڑ کر اردو زبان کے شجر پُر بہار کے سایہ میں آنے لگے تھے۔ ان علوم سے متعلق ہزاروں نئے الفاظ واصطلاحات وضع کیے گئے جو مقبول عام ہو کر اردو زبان کا جز ولاینفک بن گئے۔ میڈیسن، انجینئرنگ، سائنس وسماجی علوم کے تمام پوسٹ گرایجویشن کورسیس کے لیے دارالترجمہ نے مغربی زبانوں اور انگریزی سے اعلیٰ و بلند پایہ کتابیں اردو میں ترجمہ کیں۔ دارالترجمہ کے ان بے نظیر کارناموں اور خدمات کی وجہ سے میڈیسن، انجینئرنگ، قانون اور سائنس وسماجی علوم کے تمام پوسٹ گرایجویشن کورسیس میں اردو ذریعہ تعلیم کو رائج کرنے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔

دارالترجمہ نے مختلف علوم کے ترجموں کے ذریعے اردو زبان کو نئے اسلوب، علمی طرز نگارش، انوکھے انداز تکلم عطا کیے۔ مجلس وضع اصطلاحات کی کوششوں اور کام نے اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں بیش بہا اضافہ کر دیا۔ اردو کو درس وتدریس افہام وتفہیم کا ذریعہ بنانے کے دوران ہزاروں علمی الفاظ اردو میں رائج اور مقبول ہو گئے جس سے اردو کے محدود علمی الفاظ کے ذخیرہ کو وسعت نصیب ہوئی اور لفظی تنگ دامنی کی جگہ کشادگی آگئی۔

عثمانیہ یونیورسٹی کے اردو میڈیم سے فارغ التحصیل طلباء نے ساری دنیا میں اپنی

جامعہ کا نام سربلند کیا۔ امریکہ، برطانیہ اور یوروپی ممالک میں اپنے تبحر علمی کا لوہا منوایا۔ جن
خدمات کے ذریعہ ان ممالک میں اہم عہدوں پر فائز ہوئے اور معاشرے میں اپنا ایک
نمایاں مقام بنالیا۔ اردو ذریعہ تعلیم ان کی ترقی کی راہ میں کبھی رکاوٹ نہیں بنا بلکہ اعلیٰ
مقامات و بلند درجات کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوا اور ان کی ذات کے لیے سر
چشمہ وجدان بن گیا۔ کیونکہ عثمانیہ یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد نے جامعات کے بین
الاقوامی تعلیمی معیار سے عثمانیہ کے نصاب کو ہم آہنگ کردیا تھا۔ اور انگریزی کو لازمی مضمون
کی حیثیت سے نصاب میں شامل کیا گیا تھا۔ مادری زبان کے ذریعے تعلیم کا حصول اور
انگریزی زبان پر کامل دستگاہ نے ان کی شخصیتوں میں کمال پیدا کردیا۔ جس سے ان طلباء
میں بین الاقوامی سطح پر دیگر جامعات کے طلباء کے ساتھ دوش بدوش چلنے کی صلاحیت پیدا
ہوئی۔ خود اعتمادی اور اولوالعزمی ان کا شعار بن گئی۔ یہ مادری زبان میں تعلیم ہی کا فیضان تھا
کہ ان کی فکری و تخلیقی صلاحیتوں کو جلا ملی اور علمی موشگافیوں کو سمجھنے میں ملکہ حاصل ہوا۔

اردو ترجموں اور وضع اصطلاحات کی تاریخ میں دارالترجمہ کے قیام تک اور اس کے
بعد بھی ہندوستان میں دارالترجمہ کے ہم پلّہ کوئی ادارہ قائم نہیں ہوا۔ اس سے قبل جتنے
ادارے قائم ہوئے ان کے وسائل محدود تھے ان کے کام بھی عارضی اور وقتی ثابت ہوئے
فورٹ ولیم کالج سے سرسید کی سائنٹفک سوسائٹی تک تمام اہم ادارے مل کر بھی تنہا دارالترجمہ
کے برابر کام نہیں کرسکے۔ ان سب اداروں کی جملہ تصانیف و تراجم کی تعداد کے مقابل تنہا
دارالترجمہ کے تصانیف و تراجم کی تعداد زیادہ ہے جس کی تصدیق اس مقالے کے باب
''تاریخ وضع اصطلاحات'' کے مطالعہ سے ہوجاتی ہے۔

دارالترجمہ کے تراجم و تصانیف کو کمیت کے لحاظ سے اور معیار کے اعتبار سے ان
سب اداروں پر افضلیت حاصل ہے۔

دارالترجمہ کا خاتمہ اور اردو ذریعہ تعلیم کی برخاستگی دراصل آزاد ہندوستان کا سب
سے بڑا قومی المیہ ہے۔ اگر اس کا خاتمہ نہ ہوتا اور یہ بدستور کام کرتا رہتا تو اس کی خدمات

کی تقریباً ایک صدی مکمل ہو جاتی آج ملک کا تعلیمی نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ ایک ہندوستانی زبان یعنی اردو کو سائنس وٹکنالوجی، سماجی واقتصادی علوم کی زبان کہلانے کا اعزاز حاصل ہوتا۔ اور عام ہندوستانیوں کو ایک نامانوس اور اجنبی انگریزی کا بوجھ اُٹھاتے اٹھاتے اپنی اعلیٰ فکری وتخلیقی صلاحیتوں کو غارت کر لینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

دارالترجمہ کے خاتمہ سے ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا عالمی سطح پر ملک ترقی یافتہ زبانوں کے مقابل لسانی حیثیت سے ڈیڑھ سو سال پیچھے ہو گیا۔ اور ملک کے عام شہری ہمیشہ کے لئے انگریزی زبان کے بے بس غلام بن گئے۔

حوالے

۶۶۔ ''سررشتۂ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد'' ص ۴۵
۶۷۔ ''دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان وادب پر اس کے اثرات'' ص ۴۵
۶۸۔ پروفیسر الیاس برنی (مترجم) ''مقدمہ معاشیات'' مطبوعہ دارالطبع سرکار عالی، ۱۹۱۹ء ، مولوی عبدالحق، مقدمہ، ص ۱۰
۶۹۔ ''سررشتۂ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد'' ص ۵۲
۷۰۔ ''دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان وادب پر اس کے اثرات'' ص ۱۴۴
۷۱۔ '' مقدمہ معاشیات'' ص ۱۴
۷۲۔ ''دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان وادب پر اس کے اثرات'' ص ۳۹
۷۳۔ ایضاً۔ص ۴۸۔۴۹۔۵۰
۷۴۔ ایضاً۔ص ۴۸۔۴۹۔۵۰
۷۵۔ ''سررشتۂ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد'' ص ۷۰
۷۶۔ ''مقدمہ معاشیات'' ص ۷۔۸
۷۷۔ سید وحید الدین سلیم ''وضع اصطلاحات'' ترقی اردو بیورو۔نئی دہلی، ۱۹۸۸ء ص ۱۷
۷۸۔ ایضاً ص ۱۹
۷۹۔ '' سررشتۂ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد'' ص ۶۴ تا ۶۷
''دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان وادب پر اس کے اثرات'' سے ماخوذ ہے ، ص ۱۵۵۔۱۵۶

۸۰۔ ڈاکٹر مجید بیدار ''دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی ادبی خدمات'' امیج پرنٹرس، اورنگ آباد دکن، جنوری ۱۹۸۰ء ص ۴۵۔۴۶

۸۱۔ ''دارالترجمہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان و ادب پر اس کے اثرات'' ص ۱۸۳

۸۲۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی ادبی خدمات، ص ۵۷۔۱۳۲۔۱۳۴

۸۳۔ ایضاً

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ملک آزاد ہوا صبح آزادی کے ساتھ اردو کا شیرازہ بکھر گیا۔ پارلیمنٹ میں قانون سازی کے ذریعہ ہندی کو قومی سرکاری زبان قرار دیا گیا۔ اس کے بعد سرکاری انتظامیہ میں آہستہ آہستہ اردو کے چلن کو ختم کر دیا گیا۔ ۱۹۵۶ء میں لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تنظیم جدید کے بعد اردو کا موقف اور بھی خراب ہو گیا۔ ملک میں سوائے جموں و کشمیر کے کسی بھی ریاست میں اردو کو ''سرکاری دفتری زبان'' "Govt. Official Language" کا درجہ عطا نہیں کیا گیا۔ قانونی حیثیت سے اردو کے نفاذ کی راہیں مسدود ہو گئیں۔ اور جن ریاستوں میں پہلے سے اردو کا چلن تھا وہاں ہندی اور دیگر زبانوں کو ریاستی سرکاری زبان قرار دیکر اردو کے چلن کو ختم کر دیا گیا۔ اردو بے گھر ہو گئی اپنے ہی ملک میں اجنبی ہو گئی۔ اس کے جائز حقوق سلب کر لیے گئے اور وہ اپنے مستحقہ مقام سے محروم ہو گئی۔

اردو کے ساتھ روا مظالم اور ناانصافیوں کے خلاف اردو کی مختلف تنظیموں اور انجمنوں نے آواز بلند کی لیکن ان کی آوازیں صدا بہ صحرا ہو گئیں۔

''ناچار اردو والوں نے اپنا مقدمہ صدر جمہوریہ ہند کی عدالت میں دائر کیا۔ کئی لاکھ دستخطوں سے محضر پیش کیا گیا۔'' ۸۴

اردو کو سرکاری زبان بنانے کا مطالبہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ اردو زبان روز افزوں روبہ زوال ہوتی گئی۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں اردو ذریعہ تعلیم کو ختم کرنے اور دارالترجمہ کو برخاست کرنے کے بعد آزاد ہندوستان میں اردو کی ترقی و ترویج تالیف و ترجمہ کا کام مسدود ہو گیا۔

ملک میں ترجموں اور وضع اصطلاحات کی روایت کو آگے بڑھانے والا کوئی بڑا سرکاری ادارہ نہیں رہا۔ ملک میں اردو کی ترقی و ترویج ایک سوالیہ نشان بنتی جارہی تھی مسلسل نمائندگیوں سے حکومت کو بھی یہ احساس ہونے لگا تھا کہ ملک کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر ترقی کا انحصار اس کے تمام باشندوں کی ترقی پر منحصر ہے۔ کسی بھی لسانی یا مذہبی گروہ کی معاشی، سماجی، لسانی و تعلیمی ترقی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اردو والوں کے کچھ مطالبات پر حکومت غور و خوض کرنے پر مائل ہوئی اور حالات میں اردو کے تئیں کچھ مثبت تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ ہندوستانی یونیورسٹیوں کے شعبہ اردو کے صدور اور ریاستی وزرائے تعلیم کی کانفرنس میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ یونیورسٹی معیار کی تدریسی کتابوں کی تیاری کے لئے ایک مرکزی بورڈ قائم کیا جائے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ اردو ایک اہم اور بین الریاستی زبان ہے اور یہ ہندوستان کے تمام فرقوں اور طبقات میں بلالحاظ مذہب اور عقیدہ اس کا استعمال کیا جاتا ہے اس زبان کی ترقی اور اس میں عصری افکار و علوم کی فراہمی کی ذمہ داری مرکزی حکومت کو قبول کرنی چاہیے۔

> ''۲۳/اپریل ۱۹۶۹ء میں ہندوستانی یونیورسٹیوں کے شعبہ اردو کے صدور کی کانفرنس اور ہندوستانی ریاستوں کے وزراء تعلیمات کی نئی دہلی میں منعقدہ کانفرنس میں بھی اظہار کیا گیا۔ اس کانفرنس کی صدارت مرکزی وزیر تعلیمات پروفیسر وی۔ کے۔ آر۔ وی راؤ نے کی تھی اس کانفرنس میں ایک تجویز منظور کر کے مرکزی حکومت سے کہا گیا کہ وہ اردو میں یونیورسٹی معیار کی تدریسی کتابوں کی تیاری (بشمول تالیف، ترجمہ، تصنیف اور طباعت واشاعت) کے لئے مرکزی بورڈ قائم کرے۔''[۸۵]

حکومت ہند نے مذکورہ تجویز کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لیا۔ کانفرنس نے اپنی تجویز میں جن باتوں پر زور دیا تھا۔ اُس کی ضرورت افادیت اور امکانات اور نفاذ کے بارے میں سنجیدگی سے غور کیا گیا۔ خاص طور پر کانفرنس نے اس بات پر زور دیا تھا کہ یونیورسٹی معیار کی

نصابی کتابیں ضرور تیار کی جائیں۔اس تجویز کو اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اردو ذریعہ تعلیم کی عدم موجودگی سے مربوط کر کے تجویز کو رد نہ کرنے کا مشورہ بھی دیا گیا تھا۔ اگرچہ کہ اردو ذریعہ تعلیم کی یونیورسٹی نہیں ہے تب بھی یونیورسٹی معیار کی نصابی کتابوں کی تیاری و اشاعت کو ضروری قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ حکومت ہند نے ۱۹۶۹ء میں اپنے ایک سرکلر کے ذریعے ''ترقی اردو بورڈ'' قائم کیا گیا۔

''۱۹۶۹ء میں مرکزی حکومت نے سرکلر نمبر ۱۱L۶۹/۴۱ کے ذریعہ ''ترقی اردو بورڈ'' قائم کیا ترقی اردو بورڈ ایک مشاورتی کمیٹی تھی پروفیسر مجیب (وائس چانسلر جامعہ ملیہ) کو وائس چیئرمین اور وزیر تعلیم کو چیرمین مقرر کیا گیا۔'' ۸۶؎

بورڈ کے قیام سے قومی سطح پر اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج کی راہ ہموار ہوئی۔ دارالترجمہ کے خاتمہ کے بعد جو کام مسدود ہو گیا تھا اس کے احیاء کا بیڑہ اٹھایا گیا۔ اردو زبان میں مختلف علوم کی کتابوں کی تیاری' طباعت اور اشاعت کے منصوبے بنائے گئے۔ اردو زبان کو ثروت مند بنانے اور اسے اس کے کھوئے ہوئے مقام تک دوبارہ پہنچانے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ ابتداء میں تین چار سالوں تک ترقی اردو بورڈ کے مشوروں اور سفارشوں پر عمل آوری کے لئے مرکزی ہندی ڈائرکٹوریٹ میں ایک اردو سیل قائم کیا گیا تھا۔جس میں زیادہ تر ہندی ڈائرکٹوریٹ کا اردو جاننے والا عملہ کام کر رہا تھا۔ان ہی کی مدد سے بورڈ اپنا کام چلا رہا تھا۔ بورڈ کو اپنا ایک علحدہ دفتر قائم کرنے کی شدید ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ کام میں مزید سرعت پیدا کرنے انتظامی امور کی پیچیدگیاں دور کرنے' دفتری کام کاج میں آسانی پیدا کرنے اور اپنے منصوبوں پر مؤثر ڈھنگ سے عمل آوری کے لئے ۱۶/ جون ۱۹۷۳ء کو ترقی اردو بیورو کے نام سے ایک الگ دفتر قائم کیا گیا اور ۵/نومبر ۱۹۷۵ء کو اسے ایک ماتحت سرکاری ادارے کا درجہ دیا گیا۔ پانچ سال بعد ۲۷/اکتوبر ۱۹۸۰ء کو اسے ایک مستقل دفتر کا درجہ مل گیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ترقی اردو بیورو دراصل ترقی اردو بورڈ کا دفتر تھا۔

''ذیل میں ترقی اردو بیورو/ بورڈ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے قیام اور اس کے عہدیداروں سے متعلق اہم تفصیلات درج ہیں بر بنائے عہدہ وزیر فروغ انسانی وسائل (تعلیمات) حکومت ہند قومی کونسل کے صدر نشین ہوتے ہیں''۔۸۷

چیئر مین: ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۴ء مرکزی وزیر تعلیمات حکومت ہند۔

وائس چیئر مین: پروفیسر محمد مجیب وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

کل وقتی چیئر مین: پروفیسر عبدالعلیم، وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۶ء۔

وائس چیئر مین: آنند نرائن مُلاّ۔

چیئر مین: حیات اللہ انصاری، ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۸ء۔

وائس چیئر مین: پروفیسر مسعود حسین خاں

۱۹۷۸ء مرکزی وزیر تعلیمات چیرمین اور آل احمد سرور وائس چیئر مین مقرر ہوئے۔

۱۴/ جنوری ۱۹۸۰ء تا ۱۶/ مئی ۱۹۸۱ء شمس الرحمٰن فاروقی نے پہلے ڈائرکٹر کی حیثیت سے کام کیا۔

۱۶/ مئی ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۲ء شری کے۔ کے کھلر ڈائرکٹر رہے۔

جولائی ۱۹۸۲ء تا ۱۹۹۶ء ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے ڈائرکٹر کی حیثیت سے کام کیا۔

۱۹۹۴ء کو ترقی اردو بورڈ کا اختتام ہوا اور ''قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان'' کے نام سے سوسائٹی رجسٹرڈ ہوئی یکم/ اپریل ۱۹۹۶ء کو مرکزی سرکار کے حکم نامہ نمبر (۲) ۹۴/ ۷-ب ۳ مورخہ ۲۹/۳/۹۶ کے ذریعہ ترقی اردو بیورو کو قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان میں ضم کر دیا گیا۔ اس وقت بیورو کی ڈائرکٹر ڈاکٹر فہمیدہ بیگم تھیں۔ ان کی وظیفہ یابی کے بعد سنٹرل ہندی ڈائرکٹوریٹ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر گنگا پرشاد ول کچھ عرصہ کے لئے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔

کونسل کے پہلے نائب صدر جناب عزیز قریشی تھے۔ دیگر نائب صدور میں جناب شاہد صدیقی، ڈاکٹر راج بہادر گوڑ، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، شمس الرحمٰن فاروقی، شامل ہیں۔ موجودہ نائب صدر شری چندر بھان خیال ہیں۔

۱۲ رجون ۱۹۹۷ء کو ڈاکٹر ایم حمید اللہ بھٹ کونسل کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی تنظیمی ہیئت

Director

Principal publication officer

Administration Unit	Technical Education Unit	Editorial Unit	Distance Eduction Unit	Library Unit'	Projects & Production Unit	Book promotion & Sale Unit
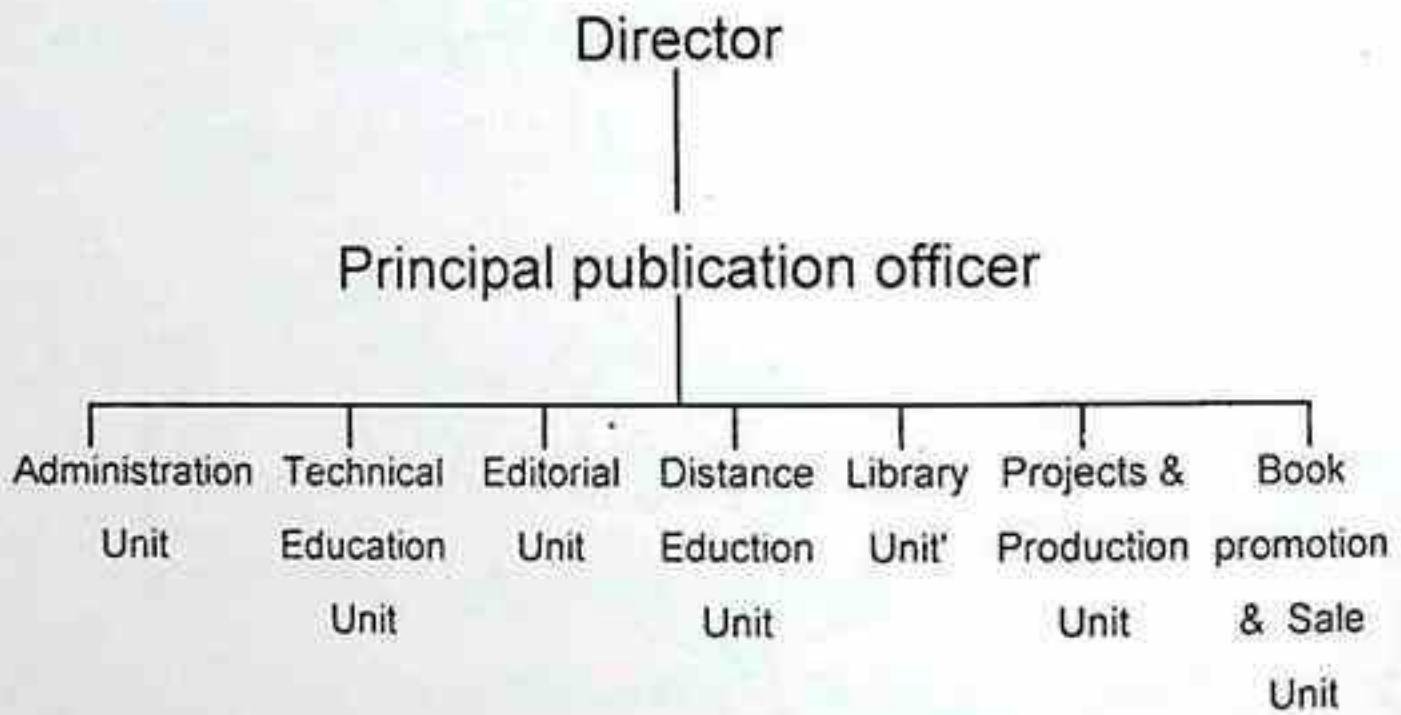
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اپنے کام میں آسانی اور مؤثر پیشرفت کی خاطر کام کی نوعیت کے لحاظ سے اپنے انتظامی ڈھانچے کو مختلف اکائیوں میں منقسم کیا ہے تاکہ ہر اکائی اپنے مفوضہ کام کو پوری توجہ سرعت اور یکسوئی کے ساتھ سرانجام دے سکے۔ انتظامی نقطہ نظر سے کام کو غیر مرکوز کیا گیا ہے کونسل کا ڈائرکٹر انتظامی اُمور کا سربراہ ہوتا ہے اِسے وسیع ترین اختیارات حاصل ہیں۔ دوسرا اہم عہدہ پرنسپل پبلیکیشن آفیسر کا ہے یہ تمام پروگراموں کا کنوینر کہلاتا ہے اور کتابوں کی تیاری طباعت واشاعت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ دفتری کام کاج کے لیے مستقل عملے کا تقرر کیا گیا ہے اس کے علاوہ حکمت عملی اور اہم اُمور پر فیصلہ

سازی کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جس میں ارکان کونسل کے علاوہ اعلیٰ اختیارات کی حامل مجلس عاملہ Executive Board اور مالیاتی کمیٹی Financial comittee شامل ہیں۔

کونسل کے قیام کے اہم مقاصد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سائنسی و تکنیکی علوم کے ساتھ دیگر علمی تصورات کی عصری سیاق وسباق میں اردو زبان میں دستیابی کے لئے اقدامات کرنا۔

۲۔ حکومت ہند کو اردو زبان و تعلیم سے متعلق مسائل سے واقف کرانا اور مشورے دینا۔

۳۔ اردو زبان کے فروغ کے لئے ایسے دیگر منصوبوں پر کام کرنا جسے کونسل مناسب متصور کرتی ہو۔

کونسل کے اہم فرائض۔

۱۔ اردو زبان میں سائنس اور دیگر عصری علوم، بچوں کا ادب حوالہ جاتی ادب انسائیکلو پیڈیا، لغات، بنیادی متون وغیرہ کی تیاری اور طباعت کرنا۔

۲۔ اردو زبان کو ثروت مند بنانے مختلف علوم کی تکنیکی اصطلاحات جمع کرنا اور مرتب کرنا۔

۳۔ اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے اردو رسائل اور میقاتی جرائد کی اشاعت کرنا۔

۴۔ مطبوعات کی فروخت و نمائش کا اندرون و بیرون ملک وقتاً فوقتاً اہتمام کرنا۔

۵۔ اردو زبان کو کمپیوٹر سے مربوط کرنا اور عصری تکنیکی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا۔

۶۔ انگلش، ہندی و دیگر جدید زبانوں کے ذریعے اردو زبان کی تدریس کے لئے اسکیموں اور منصوبوں کی تیاری و عمل آوری کرنا جس میں مراسلاتی کورس کے ذریعہ، تعلیم دینا بھی شامل ہے۔

۷۔ اردو زبان کی ترقی و ترویج کے معاملات میں ریاستی حکومتوں اور دیگر ایجنسیوں کے

ساتھ ربط رکھنا۔

۸۔ اردو زبان کی توسیع کے لئے غیر سرکاری تنظیموں کو مالی تعاون فراہم کرنا اور ان کی رہنمائی کرنا۔

۹۔ ریاستی اردو اکادمیوں کی سرگرمیوں کو منضبط و مربوط کرنا۔

۱۰۔ کونسل کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کسی بھی شخص، ادارہ یا کارپوریشن کی جانب سے دی گئی امداد، آلات، چندہ، عطیہ، تحائف یا میراث کو قبول کرنا یا حاصل کرنا۔

۱۱۔ ان تمام سرگرمیوں کا احاطہ کرنا جو کونسل کے مقاصد کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتی ہوں۔

ہندوستان میں اردو زبان و ادب کی ترقی، ترویج و اشاعت کے لئے یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اردو زبان کے فروغ کے لیے کام کرنے والا یہ ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کو وزارت ترقی انسانی وسائل حکومت ہند کے ایک خود مختار ادارے کی حیثیت حاصل ہے۔ آزادی کے بعد اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج کے سلسلے میں ملک گیر سطح پر اس ادارے کو نوڈل ایجنسی کا مقام حاصل ہے۔ قومی اردو کونسل اپنے قیام ہی سے ہندوستان میں اردو کی بقاء اور ہمہ جہت ترقی کے لئے سرگرم عمل ہے اور مختلف منصوبوں، پروگراموں کے ذریعے اپنے فرائض و مقاصد کی تکمیل میں مصروف ہے۔

کونسل کی ذمہ داریوں میں اردو کی ترقی و ترویج کے لئے پالیسیوں کا نفاذ بھی شامل ہے۔ خصوصاً اقلیتوں کو جن کی مادری زبان اردو ہے انھیں تعلیم کی آسانیاں فراہم کرنا اور جدید ٹکنالوجی اور روزگار سے جوڑنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے اور ایسے اقدامات کرنا جن سے اردو زبان میں سائنسی، تکنیکی اور ترقیاتی علوم کی توسیع ہو نیز کمپیوٹر اور مراسلاتی تعلیم کا انتظام کرنا بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ بیورو نے ابتداء میں تیز رفتار اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا کئی معیاری اور اچھی کتابیں تالیف و ترجمہ کی گئی تھیں مختلف علوم کی اصطلاحات کی فرہنگوں کا بیشتر کام اِسی زمانے میں ہوا تھا کئی ادبی شاہکار بنیادی متون، قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی وضاحتی فہرستیں، تکنیکی اور سائنسی علوم کی کتابیں، بچوں کا ادب،

تاریخ، جغرافیہ، سماجیات، سیاسیات جیسے موضوعات پر کئی کتابیں شائع کی گئی تھیں۔

کام کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جن موضوعات پر کام کرنا مقصود ہوتا تھا۔ اُس موضوع کے ماہرین پر مشتمل ایک پینل تشکیل دیا جاتا تھا مقررہ ماہرین اردو زبان میں دستیاب اور عدم دستیاب کتابوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تصنیف، تالیف اور ترجمہ کے لئے مختلف عنوانات کا انتخاب کرتے تھے۔ اور اس کے ترجمے، تالیف، تصنیف اور تعین قدر کے لئے ماہرین کے نام تجویز کرتے تھے۔ بیورو کا تکنیکی اور علمی ماہرین کا عملہ ان کی مدد کرتا تھا۔ ترقی اردو بیورو نے اپنے ابتدائی دور میں تصنیف، تالیف، ترجمہ اور وضع اصطلاحات کا کام برق رفتاری سے کیا۔ ۱۹۸۴ء تک چار سو پچاس ۴۵۰ عنوانات پر مشتمل کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ ۵۷۲ عنوانات کے تحت مختلف موضوعات پر کام جاری تھا۔

> ''ترقی اردو بیورو نے ابتداء سے ۱۹۸۴ء تک طوفانی رفتار سے اس کے بعد ۱۹۹۰ء تک سست گامی کے ساتھ ترقی کی ۹۰ء سے ۹۶ء تک اس کی رفتار کم وبیش منجمد رہی۔''۸۸

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی فہرست کتب مئی ۲۰۱۰ء کے مطابق کونسل نے مختلف موضوعات مثلاً ادب، انسائیکلو پیڈیا و لغات، تاریخ، تعلیم و تدریس، حیات و خدمات، زبان و لسانیات، سائنس، تکنیک و جغرافیہ، سماجیات، سیاسیات، صحافت، طب و معالجات، فلسفہ، فنونِ لطیفہ، قانون، کتب خانہ داری و کتابیات، معاشیات و تجارت، نفسیات اور این۔سی۔ای۔آر۔ٹی کی نصابی کتابیں اور بچوں کے ادب پر جملہ (۱۰۷۵) کتابیں شائع کیں ہیں جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور اس میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

اصطلاحات سازی کا کام:۔

اردو اصطلاح سازی پروگرام کے تحت پہلے ترقی اردو بیورو اس کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علمی موضوعات پر کئی ہزار نئی اصطلاحیں وضع کیں۔ اس

پروگرام کے تحت نہ صرف نئی اصطلاحیں بنانا تھا بلکہ پرانی وضع کردہ اصطلاحات پر غور وفکر کے ذریعہ نظر ثانی کرنا بھی شامل تھا۔ چنانچہ دارالترجمہ کی وضع کردہ ہزاروں اصطلاحات جو مرور زمانہ کے ساتھ ثقیل وفرسودہ معلوم ہونے لگی تھیں ان کو یکجا کرکے عصری سیاق وسباق میں آسان بنانے کی کوشش کی گئی تجدید اصطلاحات کے ساتھ جدید اور عصری علوم میں تغیر و تبدل، ترقی وترویج سے وجود میں آنے والی کئی نئی انگریزی اصطلاحوں کی اردو میں متبادل اصطلاحیں وضع کی گئیں۔ کونسل کی یہ کوششیں اردو کی ہمہ جہت ترقی 'اردو کو ثروت مند بنانے' اردو زبان میں علمی تنوع ووسعت پیدا کرنے اور علمی الفاظ کے ذخیرہ میں اضافے کی سمت میں سنگِ میل ثابت ہوئیں۔

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ان تمام علوم کی اصطلاحوں کو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا اپنے طور پر کئی اصطلاحوں کو جمع کیا۔ ان میں سے کچھ اصطلاحیں شائع بھی کیں۔ ان کے بعد اس کام کو ہندوستان میں ترقی اردو بورڈ نے آگے بڑھایا۔

> ''بابائے اردو مولوی عبدالحق کے بعد ترقی اردو بورڈ نئی دہلی (جس کا موجودہ نام ترقی اردو بیورو ہے) نے علمی اصطلاحوں کو جمع کیا اور بہت سی اصطلاحیں وضع کرائیں۔ ان میں سے کچھ مضامین کی اصطلاحیں شائع بھی ہوئیں۔ لیکن مکمل اصطلاحوں کی اشاعت ابھی تک نہیں ہوسکی۔ یہ دیکھا جارہا ہے کہ مختلف مضامین کے مترجمین دارالترجمہ کی اصطلاحوں سے استفادہ تو کرتے ہیں لیکن اس کا اعتراف نہیں کرتے۔''۸۹

بیسویں صدی کے آخری نصف میں، سیاسی' سماجی' معاشی ونظریاتی طور پر کافی تبدیلیاں ہوئیں۔ سرد جنگ' ناوابستہ تحریک' پھر کمیونزم کے خاتمے نے دنیا کو ایک قطبی نظام میں تبدیل کردیا ''عالمیانہ'' (Globalization) جیسے معاشی وسیاسی نظریات وجود میں آئے۔ سائنسی علوم بالخصوص انفارمیشن ٹکنالوجی نے دنیا کی کایا پلٹ دی' ترسیل خیالات و معلومات کی تکنیک میں دنیا نے ترقی کی ایسی جست لگائی کہ تمام حدود وسرحدیں منہدم

ہو گئیں۔

پلک جھپکنے میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں معلومات بہم پہنچائی جانے لگیں۔ کمپیوٹر سائنس اور دیگر علوم کی برق رفتار ترقی سے نئے علوم وجود میں آئے اور پہلے سے موجود علوم نے ترقی کے کئی مدارج طے کر لیے۔ نئے علوم اور نئے تصورات سے نئی اصطلاحات وضع کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا۔ چونکہ ترقی اردو بیورو موجودہ قومی کونسل نے اپنے قیام کے ابتدائی دور ہی سے اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لئے وضع اصطلاحات کے کام کو ضروری قرار دیا تھا اور اصطلاح سازی کے کام کو اپنے پروگرام میں تواتر کے ساتھ شامل رکھا تھا اور اس پر کافی کام بھی کیا گیا۔ قومی اردو کونسل کے سامنے اس مسئلہ سے نمٹنے دارالترجمہ کے عظیم الشان کام کی نظیر سامنے تھی۔ اِسی کو آگے بڑھانا تھا۔ دارالترجمہ نے اصطلاح سازی کے تمام پہلوؤں کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا تھا اور کچھ راہ نمایانہ اصول بھی وضع کئے تھے۔ چنانچہ کونسل نے اپنے پیشترو ادارے کی وضع کردہ اصطلاحات سے، ان کے کام سے اور طریقہ کار سے کافی رہنمائی حاصل کی۔

> ''ترقی اردو بورڈ نے اپنے قیام کے ابتدائی دور میں ہی سائنس اور سماجی علوم کے مختلف شعبوں کے ماہروں پر مشتمل ۱۸ اصطلاح ساز کمیٹیاں قائم کیں۔ اور اصطلاح سازی کے سلسلہ میں عثمانیہ یونیورسٹی کے دارالترجمہ میں ہوئے کام اور اس طرح کے دوسرے سرمایہ سے استفادہ کرتے ہوئے ترقی اردو بیورو نے کچھ رہنما اصول بھی وضع کئے تا کہ اصطلاح سازی کے کام میں سہولت ہو اور ان کے لسانی مزاج اور معیار میں یکسانیت رہے''۔[۹۰]

ترقی اردو بورڈ کی جانب سے وضع اصطلاحات کے لئے بنائے گئے کچھ اساسی اہمیت کے حامل رہنمایانہ اُصول ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ ایسی اصطلاحوں کو ترجیح دی جانی چاہیے جو مروج یا مقبول ہو چکی ہوں۔ چاہے ان میں کوئی لسانی یا معنوی سقم ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد معنوں میں مستعمل ہے تو ایسی صورت میں اس کے مختلف مفاہیم کو علاحدہ علاحدہ الفاظ/اصطلاح سے واضح کیا جانا چاہیے۔

۳۔ اصطلاحوں اور عام الفاظ میں فرق کیا جانا چاہیے۔ عام الفاظ کو فرہنگ میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔

۴۔ کون سا لفظ اصطلاح ہے اور کون سا محض ایک عام لفظ' اس کا فیصلہ متعلقہ مضمون کے ماہرین کی رائے اور حسب ضرورت معیاری انگریزی لغات کی مدد سے کیا جانا چاہیے۔ اگر ایسی لغت یا لغات میں کسی لفظ کے کوئی خاص معنی یہ کہہ کر دیے گئے ہیں کہ یہ معنی کسی فن یا کسی علم سے مخصوص ہیں' تو اس فن یا علم کے مقاصد کے لیے اس لفظ کو اصطلاح تصور کیا جائے گا۔

۵۔ جہاں تک ممکن ہو سکے' ایک اصطلاح کا ایک ہی اردو متبادل دیا جائے' بشرطیکہ وہ اصول نمبر ۲ کی ذیل میں نہ آتا ہو۔

۶۔ جہاں تک ممکن ہو سکے' اصطلاح یک لفظی ہی ہونی چاہیے۔ ناگزیر صورتوں میں یہ دو لفظی بھی ہو سکتی ہے۔ ایسی اصطلاحیں کم سے کم وضع کی جائیں جو دو سے زائد الفاظ پر مشتمل ہوں۔

۷۔ ہندی اصطلاحوں کے اختیار کرنے کو (اگر ایسی اصطلاحیں اردو میں بآسانی تلفظ اور تحریر کی جا سکتی ہوں) عربی اصطلاحوں کے اختیار کرنے پر مرجح سمجھا جائے۔

۸۔ اگر کسی اصطلاح کو ایک سے زائد الفاظ کے ذریعے ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو حسبِ ذیل ترکیبات کو نیچے دی ہوئی ترتیب کے اعتبار سے ترجیح دی جائے گی۔

الف۔ وہ ترکیبات جن میں اضافت یا حروف ربط وجار کی قسم کے الفاظ و علامات نہ ہوں۔

ب۔ وہ ترکیبات جن میں یائے نسبتی ہو۔

ج۔ وہ ترکیبات جن میں اضافت ہو (بشرطیکہ ان میں ایک سے زائد اضافتیں

ہوں تو ان میں کم سے کم ایک کو 'کا'، 'کی'، 'کے سے بدل دیا جائے۔

د۔ وہ ترکیبات جن میں 'کا'، 'کی'، 'کے وغیرہ استعمال کیے گئے ہوں۔

۹۔ اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد علم یا فن میں مشترک ہے اور ان سب علوم و فنون میں ایک ہی مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے، تو اس کا اردو متبادل بھی ہر جگہ ایک ہی رکھا جائے گا۔

۱۰۔ الفاظ کو وضع کرنے کے اصولوں میں اتنی کشادہ دلی ہونی چاہیے کہ ہندی، عربی، فارسی، یا عربی فارسی یا فارسی عربی اور پراکرت ترکیبات بھی قابلِ قبول ٹھہریں۔

۱۱۔ اگر کوئی انگریزی اصطلاح مروج ہو اور عام فہم ہو تو اسے برقرار رکھا جائے۔ ایسی عام فہم اصطلاحوں کے لیے اردو متبادلات بنانے یا تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۲۔ اعلام کو ایسا ہی لکھا جائے جیسے کہ وہ اردو میں مقبول ہو چکے ہیں۔ البتہ ایسے اعلام جو ابھی مقبول نہیں ہوئے ہیں، ان کو اردو حروف تہجی کے حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ممکن صحت کے ساتھ لکھا جانا چاہیے۔

۱۳۔ اگر کوئی علم کسی اصطلاح کا حصہ بن چکا ہے تو اس علم کا اصول نمبر ۱۲ کی روشنی میں اردو میں ترجمہ کیا جانا چاہیے۔

قومی کونسل اپنے قیام کے ابتدائی دور ہی سے اردو میں اصطلاح سازی کی ضرورت اور اس کی اہمیت و افادیت سے بخوبی واقف رہی ہے وہ چاہتی تھی کہ اس مشکل اور صبر آزما کام کی تکمیل پورے انہماک و اتحسان کے ساتھ کی جائے۔ اس کام کے لیے درکار سرمایہ وقت محنت اور لگن کا اُسے احساس تھا۔ وضع اصطلاحات کی اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تمام فنی و علمی اور لسانی پہلوؤں پر عمیق غور و فکر کرنے اور ریاض و خلوص سے باقاعدہ کام کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ کونسل نے تمام دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے حتی المقدور بہتر سے بہتر اصطلاحیں وضع کرنے کی کوشش کی۔ کونسل کے نزدیک صرف نئی اصطلاحیں وضع کرنا مقصود نہ تھا بلکہ ان تمام دستیاب و عدم دستیاب اصطلاحات کو یکجا کرنا

بھی تھا۔ جو کسی وجہ سے مضمون واری انداز میں زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکی تھیں۔ اصطلاحیں جمع کرنا خود اپنے آپ میں ایک بڑا تحقیقی کام تھا۔ اس کام کے لیے کونسل کو ملک کے ممتاز مشاہیر اور ماہرین زبان وعلم کا تعاون حاصل رہا۔ یہی وجہ ہے کہ کونسل نے معنی آفریں علمی و سائنسی اصطلاحیں وضع کرنے میں بڑی حد تک کامیاب رہی۔ ایک تو پرانی اصطلاحوں کی نظیر دوسرا ان مشاہیر کے تعاون نے کام میں ہمہ گیر پہلوؤں پر غور کرنے کا موقع عطا کیا۔ اور اصطلاح سازی کے لئے مطلوب لسانی صوری ومعنوی تقاضوں کو مکمل کرنے میں سہولت حاصل ہوئی۔ وضع اصطلاحات کے دوران عہد جدید کی ضروریات اور لسانی معیار کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا۔ اور اصطلاحوں کو آسان فہم بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ پرانی اصطلاحوں پر عصری سیاق میں نظر ثانی کرتے ہوئے ترمیم وتشکل تجدید وتسہیل کے کام کے علاوہ کئی ہزار نئی اصطلاحیں بھی وضع کیں۔

''فقط پچھلی اصطلاحوں پر نظر ثانی نہیں کی گئی بلکہ مختلف علوم کی ترقی کی وجہ سے نئے زمانے اور نئے تقاضوں کے ساتھ جو نئی Terminology سامنے آئی اس کے لئے نئی اصطلاحیں بھی وضع کی گئیں۔ پرانی اصطلاحیں بعض اوقات نئے تناظر میں از کار رفتہ بھی ہو جاتی ہیں پچھلے سرمایہ میں کچھ اچھی چیزیں بھی نکل آتی ہیں۔ لیکن بہت کچھ ردو بدل کی ضرورت ہوتی ہے۔'' [۹۱]

طریقۂ کار:۔

قومی کونسل نے ترجموں کے اصولوں اور وضع اصطلاحات کے تقاضوں سے روگردانی نہیں کی جہاں تک ہو سکے سائنٹفک انداز کو اپنانے کی کوشش کی۔ اصطلاحیں وضع کرنے کے لئے مختلف علوم کے سرکردہ ماہرین پر مشتمل مضمون واری پینل تشکیل دیئے گئے۔ اور ان کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔

''اصطلاح سازی کی اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ترقی

اردو بیورو نے ملک کے ممتاز مشاہیر اور ماہرین کا تعاون حاصل کیا ہے مختلف اوقات میں اصطلاحوں کے فنی اور لسانی پہلوؤں پر بھی عمیق غور فکر ہوتا رہا اس سلسلے میں ہوئے آج تک کے کام کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔اس طرح ان کمیٹیوں کے جلسے طلب کئے گئے۔کسی کمیٹی نے اپنا کام بیس اجلاس میں ختم کیا ہے تو کسی نے اس سے زیادہ میں ان جلسوں میں اصطلاح سازی کے دوران ماہرین نے اپنے وسیع مطالعہ اور تجربہ کے ساتھ ان کے صوری حسن معنوی پر تو پر بھی دھیان دیا ہے اور اپنی فکری ذہنی اور دانشورانہ صلاحیتوں سے خوب کام لیا ہے بہتر سے بہتر اصطلاحیں وضع کرنے کی کوشش کی ہے۔'' ۹۲

کونسل میں وضع اصطلاحات کا اب تک کا طریقۂ کار یہ ہے کہ مختلف علوم کے سرکردہ ماہرین پر مشتمل پینلس (Panels) کے ورک شاپ منعقد کئے جاتے ہیں جس کے کنویز ''پرنسپل پبلیکیشن آفیسر'' ہوتے ہیں۔کسی بھی ورک شاپ کے انعقاد سے قبل متعلقہ پینل کے تمام ارکان کو شرکت کے لئے مطلع کیا جاتا ہے ورک شاپ میں شریک سرکردہ ماہرین اجلاسوں کے دوران باہمی مشورے، بحث و مباحثے، غور وفکر اور تبادلۂ خیال کے ذریعے اصطلاحیں وضع کرتے ہیں۔

پروفیسر گوپی چند نارنگ کونسل کے اہم عہدے پر فائز رہ چکے ہیں اور وقتاً فوقتاً مختلف اہم حیثیتوں سے کونسل سے وابستہ رہے ہیں لسانیات کی وضع اصطلاحات کی کمیٹی میں بھی شامل رہے ہیں جب ہم نے ان سے وضع اصطلاحات سے متعلق مستقل عملے کے تقرر اور طریقہ کار کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا کونسل میں وضع اصطلاحات کے لیے کوئی علاحدہ اور مستقل عملہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ۔

''ہر گز نہیں فقط مختلف علمی موضوعات کے الگ الگ پینل بنائے گئے ہیں۔ جن میں ملک کے سرکردہ ماہرین کو شامل کیا گیا ہے وقتاً فوقتاً ورک شاپ منعقد کرکے باہمی بحث و مباحثے اور تبادلۂ خیالات کے ساتھ فیصلے کئے جاتے

ہیں۔''۹۳

انگریزی اصطلاحوں کے متبادل اردو اصطلاحیں وضع کرنے کے دوران سب سے پہلا مرحلہ اور سب سے اہم کام مناسب انگریزی اصطلاحات کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ اصطلاحیں کس معیار کی ہونی چاہئیں ابتدائی یا اعلیٰ درجہ کی اس کا تعین کرنا اور صحیح منصوبہ بندی کرنا ازبس ضروری ہے ورنہ اس سمت میں مبسوط وثمر آور پیشرفت کی امید نہیں کی جاسکتی۔ کونسل نے مخصوص منصوبے کے تحت کسی خاص طلباء کے نصاب کو مدنظر رکھتے ہوئے اصطلاحیں وضع نہیں کیں۔ بلکہ انگریزی فرہنگوں اور سنٹرل ہندی ڈائریکٹوریٹ کی شائع کردہ مضمون واری فرہنگوں سے انگریزی اصطلاحیں اخذ کی گئیں اور انھیں کو پیش نظر رکھ کر نئی اصطلاحیں بنائی گئیں۔

> ''اصطلاحوں کا انتخاب خود ارکان کرتے تھے مختلف کتابوں کی نشاندہی کرتے تھے جس میں اصطلاحیں ہوتی تھیں فرہنگ ترسیل عامہ کی زیادہ تر انگریزی اصطلاحیں ''ٹرمس آف ماس کمیونیکیشن'' سے اخذ کی گئیں ہیں اصطلاح سازی کے وقت انگریزی ہندی اصطلاحات کی فرہنگیں پیش نظر رکھی جاتی تھیں۔ کسی خاص نصاب یا مخصوص جماعتوں کے طلباء کی ضروریات کو ہدف نہیں بنایا گیا۔ بلکہ موضوع سے متعلق عام اصطلاحیں وضع کی گئیں۔''۹۴

موضوع سے متعلق اصطلاحیں سادہ ہوں یا عمیق ہر نئی اصطلاح زبان میں علمی اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ ہدفی زبان کو اصل زبان سے ہم آہنگ کرنے اور ہم پلہ بنانے کی سمت میں ایک سعئ مثبت ہوتی ہے۔ عمومی اصطلاحوں کا ترجمہ کسی بھی موضوع کی مبادیات کو سمجھنے میں سہولت پیدا کرتا ہے بنیادی افادیت کی وجہ سے اس کام کو غیر اہم نہیں کہا جاسکتا۔ اسکولوں اور جونیر کالجوں کی تعلیمی ضروریات کے لئے تو یہ مناسب ہوسکتا ہے لیکن یونیورسٹی سطح کے طلباء اس سے کم ہی استفادہ کرپاتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے طلباء کا عمیق اور اعلیٰ سطحی اصطلاحات سے سابقہ پڑتا ہے۔

ترجمے کے لئے انگریزی کی عصری علمی وفنی اصطلاحات کا انتخاب کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے تاہم تغیر زمانہ کے ساتھ انگریزی اصطلاحات کا انتخاب کرنا اب پہلے کی بہ نسبت آسان ہوگیا۔ مختلف سطحوں یعنی اسکول، کالج اور یونیورسٹی معیار کی لغات اور مختلف علوم کی الگ الگ فرہنگیں آسانی سے دستیاب ہیں نت نئی اصطلاحات تک رسائی حاصل کرنا بھی اب کوئی مشکل کام نہیں رہا۔ انٹرنٹ کی سہولت نے معلومات کی فراہمی میں سرعت پیدا کردی ہے۔ قومی اردو کونسل نے جدید وقدیم، تمام ذرائع استعمال کرتے ہوئے انگریزی اصطلاحیں منتخب کیں اور اردو میں اُن کی متبادل اصطلاحیں وضع کیں عمومی طور پر کسی بھی نصاب کی مکمل پابندی نہیں کی گئی۔ اصطلاح سازوں کا حسن انتخاب ہی معیار قرار پایا۔ بعض اوقات کسی خاص کتاب کو نظر میں رکھ کر بھی اصطلاحیں وضع کی گئیں۔

''زمانہ بدل گیا اب سب علوم کی فرہنگیں الگ الگ موجود ہیں اور جو نئی تکنیکی اور سائنسی دریافتیں منظر عام پر آرہی ہیں۔ ان کی فرہنگیں بھی انٹرنٹ اور کمیونیکشن کی وجہ سے برقیاتی طور پر یا کتابی شکل میں دستیاب ہوجاتی ہیں البتہ خاص الخاص کتاب کو نظر میں رکھنا ہو تو اس سے استفادہ بھی کیا جاتا تھا۔''۹۵

ہمارا خیال ہے کہ اصطلاح سازی کے عمل میں تعلیمی ضروریات اور نصاب کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور یہ استدلال بھی صحیح ہے کہ الگ الگ علوم کی فرہنگوں میں اکثر نصابی اصطلاحیں شامل رہتی ہیں۔ اس لیے کسی خاص نصاب کو پیش نظر رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ تاہم اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ فرہنگ میں دی گئی تمام اصطلاحوں کو ترتیب تہجی کے لحاظ سے اول تا آخر بلا استثنیٰ ترجمہ کریں۔ ورنہ مختلف فرہنگوں سے حسب منشاء اصطلاحات منتخب کرکے وضع یا ترجمہ کرنے میں عدم تسلسل اور لفظی خلاء پیدا ہوجاتا ہے درمیانی کڑیاں چھوٹ جانے سے ترتیب نامکمل غیر مبسوط اور بے ہنگم ہوجاتی ہے۔ اس قسم کی فرہنگوں سے کسی بھی سطح کے طلباء یا مترجمین کا کم از کم استفادہ کرنا بھی مشکل ہوجاتا ہے کیونکہ وہ کسی بھی سطح (اعلیٰ یا ابتدائی) پر نامکمل ہی رہتی ہیں۔

قومی اردو کونسل نے سائنسی، سماجی و بشریاتی علوم کی معتدبہ انگریزی اصطلاحیں اردو میں منتقل کیں۔ اور اصطلاح سازی میں جامعیت اور اختصار کو ملحوظ رکھنے کی حتی المقدور کوششیں کیں۔ وضع اصطلاحات کے لیے جن مضامین کا انتخاب کیا گیا۔ ان میں قدیم و جدید دونوں شامل ہیں۔ سائنسی علوم میں تین چار مضامین کے سوا کام آگے نہیں بڑھ سکا سماجی و بشریاتی علوم پر زیادہ توجہ دی گئی۔ قومی اردو کونسل کی فہرست کتب مئی، ۲۰۱۰ء کے مطابق جملہ ۲۰ مضامین پر مشتمل ۱۷ فرہنگیں اب تک شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں فرہنگ ادبی اصطلاحات، فرہنگ اصطلاحات طبیعیات، انتظامیہ، انسانیات، تاریخ و سیاسیات، جغرافیہ، حیوانیات، ریاضیات، فلسفہ نفسیات و تعلیم، کامرس، کیمیاء، لسانیات، معاشیات، نباتیات، سماجیات، ترسیل عامہ، شماریات، وغیرہ شامل ہیں مذکورہ بالا تمام علوم کی اصطلاحات کی جملہ تعداد دو لاکھ بتائی گئی ہے۔ ان میں کتنی اصطلاحات نئی وضع کی گئی ہیں اور کتنی پرانی اصطلاحیں نظر ثانی کر کے ان فرہنگوں میں شامل کی گئی ہیں ان کی علاحدہ علاحدہ تعداد بتانا نہایت دشوار ہے تاہم ہمارے مقالے کے اگلے باب میں دی گئی اصطلاحات کے تقابلی مطالعے سے کچھ اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے۔

”مذکورہ اصطلاحات متعلقہ علوم اور اردو زبان کے ماہرین کے علاوہ بیورو کے تکنیکی عملہ کی کوششوں کی رہین منت ہیں۔ تقریباً دو لاکھ اصطلاحات کو ترقی اردو بیورو قطعی شکل دے چکا ہے۔“[96]

اردو میں مذکورہ دو لاکھ اصطلاحوں کو وضع کرنے کا سہرا ترقی اردو بیورو کے سر جاتا ہے بیورو کے نام کی تبدیلی و انضمام کے بعد یہ کام ماند پڑ گیا۔ قومی اردو کونسل وضع اصطلاحات کے کام میں خاطر خواہ پیش رفت کرنے میں ناکام رہی ہے۔ انجینئرنگ، میڈیسن، کمپیوٹر سائنس، و دیگر بیسیوں علوم کی اصطلاحوں کو اردو میں منتقل کرنے کی ضرورت ہے اس کے بغیر اردو زبان کی ترقی و ترویج کا تصور بھی ممکن نہیں۔ قومی اردو کونسل اصطلاحات کے معاملے میں شاید نئے تناظر و نئے انداز سے غور و فکر کر رہی ہے وضع اصطلاحات کے کام میں دو کس

قدر سنجیدہ ہے اور اس کام کی ضرورت و اہمیت کے بارے میں کونسل کے کیا خیالات ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

'' اصطلاحوں کا مسئلہ نصابی کتابوں میں بڑی اہمیت رکھتا ہے پرائمری اور ثانوی سطح پر تعلیم پا رہے بچے چونکہ انگریزی اور سائنسی اصطلاحات سے مانوس ہونے لگے ہیں اور Mass Media نے زبانوں کے بیچ خلیج کو پاٹ دیا ہے' اس لئے اردو زبان میں الگ سے اصطلاح سازی پر زیادہ زور بنیادی تعلیمی عمل میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔'' ۹۷

مندرجہ بالا اقتباس میں کتنی گہرائی اور سچائی ہے یہ تو کسی غیر انگریزی ذریعہ تعلیم سے پڑھنے والے طلباء اور ان کو پڑھانے والے اساتذہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ تعلیمی و لسانی ماہرین اس خیال سے کس حدتک متفق ہوتے ہیں۔ اس پر نئی بحث کی ضرورت ہے۔ ویسے بھی اردو زبان و ادب میں اصطلاح سازی کا مسئلہ ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔ اس کے محاسن و معائب و دیگر لسانی' معنوی اور ادبی پہلوؤں پر غور وفکر ہوتا رہا ہے تاہم اردو کی بقاء' ترقی و ترویج اور بڑی زبانوں سے اس کی ہمسری کے تناظر میں وضع اصطلاحات کی اہمیت' ضرورت اور افادیت پر سب ہی متفق نظر آتے ہیں۔ لیکن مذکورہ اقتباس میں تو سرے سے وضع اصطلاحات کے کام ہی پر سوالیہ نشان لگا دیا گیا ہے۔ کونسل نے اپنے فرائض و ذمہ داریوں کے باب میں کہا ہے کہ'' اردو زبان کو ثروت مند بنانے مختلف علوم کی تکنیکی اصطلاحات جمع و مرتب کی جائیں گی'' اس فقرے سے کونسل کی معہود ذہنی جھلکتی ہے۔ کیا اصطلاحیں جمع و مرتب کر لینے سے اردو میں لفظی تمول ہوگا بحث کی ضرورت ہے۔

علمی اصطلاحیں ہر زبان میں مشکل ہی ہوتی ہیں۔ اردو اصطلاحوں کو ثقیل' نامانوس اور جناتی زبان قرار دے کر ہم اپنا دامن نہیں بچا سکتے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اصطلاحیں عام بول چال کی زبان سے بلند ہوتی ہیں۔ ان کو سہل اور عام فہم بنانے کی کوششیں ضرور کی جاسکتی ہیں لیکن قطعی کامیابی حاصل کرنا بہر صورت دشوار ہی ہوتا ہے۔ اصطلاحیں مخصوص علمی و فنی

خیالات کے مجموعوں کے اظہار کے لئے بنائی جاتی ہیں جو تعلیم یافتہ ہوتا ہے ان اصطلاحات کو سمجھتا ہے جاہل اور خواندہ کے درمیان تفریق بھی علم ہی کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اصطلاحیں ثقیل ہوں یا عام فہم یہ ایک ذیلی بحث ہے ہمارے نزدیک اردو زبان میں اصل مسئلہ تو اصطلاحات کو استعمال کرنے اور برتنے کا ہے اصطلاحیں بنا کر کتابوں میں محفوظ کر دینے سے وہ مانوس و مقبول عام نہیں ہوتیں جو الفاظ و اصطلاحیں اپنے فن میں استعمال ہوتی ہیں وہ خود بخود مقبول اور مروج ہو جاتے ہیں۔ انھیں رائج کرنے میدان عمل کی ضرورت ہوتی ہے جب تک کے عوامی سطح پر، سرکاری انتظامیہ میں اور تعلیمی اداروں میں وضع کردہ اصطلاحات کا استعما ل نہیں ہوگا اصطلاحی بحثیں کرنا اور اصطلاح سازی کرنا سعئی لاحاصل کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ہجوم تخیل کو ایک لفظِ آسان میں قید کر دینے کی باتیں سننے میں تو اچھی معلوم ہوتی ہیں لیکن عملاً ایسا کرنا سب سے کٹھن سنگلاخ، دشوار گزار، صبر آزما، علمی و ادبی کام ہے۔ اصطلاح سازی کا کام کرنا گویا جوئے شیر لانا ہے ہمارا خیال ہے کہ زبان و ادب کی ترقی و ترویج کی تاریخ میں اصطلاح سازوں کے مقام و مرتبے کا تعین ہونا چاہئے۔ اصطلاح سازی تخلیق کی طرح ایک ایسا بلند ہدفی و پابند، تخلیقی آورد کا کام ہے۔ جس میں تخلیقی آمد کی گنجائش کم ہے اس میں ایک ذہنی ورزش سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس سے ایک اعلیٰ تخلیق کار، شاعر یا ادیب نہیں گزرتا۔

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی بشری وسماجی علوم سے متعلق وضع وترجمہ کردہ اصطلاحات کا تقابلی مطالعہ

علوم کی بہت سی قسمیں ہیں انسان نے اپنی سہولت کی خاطر موضوعات کے لحاظ سے ان کی درجہ بندی کی ہے اور انھیں مختلف خانوں میں تقسیم کیا ہے۔ آرٹس، سائنس، سماجی علوم (Social Sciences)، کامرس، بشریات (Humanities) وغیرہ۔ سماجی و بشری علوم میں بیسیوں مضامین (Subjects) شامل ہیں۔ روز افزوں ترقی اور نت نئی تحقیق کے ساتھ علوم میں بھی توسیع وترقی، فروغ واضافہ ہوتا جارہا ہے اور تیزی سے نئے نئے مضامین متعارف ہورہے ہیں۔ آج سماجی علوم میں شامل علوم کی جو تعداد ہے ضروری نہیں کہ کل بھی ان کی تعداد اتنی ہی رہے۔

Humanities، بشریات میں فلسفہ، فنونِ لطیفہ اور ادبیات جیسے مضامین شامل ہیں، جب کہ سماجی علوم میں سماج اور سماجی تعلقات اور سماجی ڈھانچے سے متعلق تمام موضوعات کا احاطہ کیا جاتا ہے ان علوم میں انسان اور انسان کی معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر فلسفیانہ مباحث کیے جاتے ہیں انسان کی اقتصادی ترقی، سماجی مسائل اور اُس کے حل پر غور وفکر کیا جاتا ہے۔ سماجی زندگی، سماجی بہبود اور خوشحالی کے تعلق سے فلسفیانہ غور و فکر کے ذریعہ مثبت آگاہی حاصل کی جاتی ہے۔

انسانی تاریخ کے مختلف پہلوؤں کے مطالعہ سے سبق وروشنی حاصل کر کے ترقی کے تئیں مستقبل کی منصوبہ بندی، حکمت عملی اور لائحہ عمل کا تعین کیا جاتا ہے خاندان، معاشرتی زندگی، رسم ورواج، تہذیب وتمدن، حکومت واقتدار، انتظام مدن ومملکت کا گہرائی سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثبت نکات اخذ کئے جاتے ہیں انسانی فلاح و بہبود کی راہیں تلاش کی جاتی ہیں شہریوں کے حقوق وفرائض اور مملکت کی ذمہ داریوں کا جائزہ لیا جاتا ہے ان کے حدود متعین کئے جاتے ہیں۔

سماجی زندگی کے علمی اسرار وموشگافیوں کی رمز کشائی کی جاتی ہے محدود وسائل میں لا محدود انسانی خواہشات کو حل کرنے کے گر سکھائے جاتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ ماہرین عمرانیات نے چند لفظوں میں سماجی علوم کی تعریف بیان کر دینا مشکل قرار دیا ہے۔ لہٰذا بشری وسماجی علوم سے متعلق جن مضامین کی اصطلاحات کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے آگے اُن کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

ہم نے دارالترجمہ عثمانیہ کی بشری وسماجی علوم سے متعلق وضع کردہ اصطلاحات تک رسائی حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے اور جہاں تک ہوسکا تمام دستیاب اصطلاحات کو تحقیق، تلاش وجستجو کے ذریعہ یکجا کیا ہے اور مضمون کے لحاظ سے اصطلاحات کی الگ الگ فرہنگیں مرتب کی ہیں تا کہ سماجی و بشری علوم میں شامل مختلف مضامین کی اصطلاحات کا آسانی سے تقابل اور مطالعہ کیا جاسکے دارالترجمہ عثمانیہ کی دو ہزار سے زائد مختلف علمی اصطلاحات تقابلی مطالعہ کے لئے پیش کی گئی ہیں ان میں ادب، تاریخ، سیاسیات، جغرافیہ، فلسفہ، نفسیات، تدریسیات، سماجیات، معاشیات، نظم ونسق عامہ جیسے مضامین شامل ہیں۔

بعض مضامین جیسے ادب، جغرافیہ وغیرہ کی چند ایک اصطلاحیں دستیاب ہوئیں بطور نمونہ ان اصطلاحات کو بھی مقالے میں شامل کیا گیا ہے البتہ لسانیات کی اصطلاحیں اتنی کم تھیں کہ انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا اس لئے انھیں مقالے میں شامل نہیں کیا گیا۔ جبکہ قومی کونسل برائے

فروغ اردو زبان نے ادب، جغرافیہ اور لسانیات کے موضوع پر اصطلاحات کی الگ الگ فرہنگیں شائع کی ہیں۔ کچھ ایسے مضامین بھی ہیں جن کی اصطلاحیں ایک ادارے نے وضع کیں لیکن دوسرے نے نہیں کیں مثلاً دارالترجمہ عثمانیہ نے، قانون، منطق، اخلاقیات، نشریات، آثاریات، جیسے اہم مضامین کی اصطلاحیں وضع کیں جب کہ قومی کونسل نے ان موضوعات پر اصطلاح سازی نہیں کی ہے اسی طرح قومی کونسل نے Mass communication ''ترسیل عامہ'' اور ''انسانیات'' ''Anthropology'' کے موضوع پر اصطلاحیں وضع کیں اور فرہنگیں شائع کیں جو آسانی سے دستیاب بھی ہیں جب کہ دارالترجمہ نے ان مضامین پر اصطلاح سازی نہیں کی شائد یہ مضامین اس وقت آج کی طرح مروج و ترقی یافتہ نہیں تھے لہٰذا مذکورہ بالا مضامین کی اصطلاحات کا تقابلی مطالعہ کرنا منطقی لحاظ سے ممکن نہ تھا۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی اصطلاحات کو ان کی قدامت، ندرت، افادیت واہمیت اور کمیابی کے پیش نظر تقابلی مطالعہ میں بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس میں دونوں اداروں کی وہ اصطلاحیں شامل نہیں کی گئی ہیں جسے کسی ایک ادارے نے وضع کیں ہیں اور دوسرے نے نہیں۔

ادبی (Literary) اصطلاحات کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف وترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Aesthetic	جمالیاتی	جمالیاتی
2	Aesthetics	جمالیات	جمالیات
3	Antithesis	تخلیط۔ تضاد	صنعت تضاد
4	Artist	صناع۔فنکار	فن کار۔ حسن کار۔ آرٹسٹ۔ صناع
5	Blank Verse	بے قافیہ نظم	بے قافیہ نظم
6	Climax	عروج	نقطۂ عروج
7	Comedy	سروریہ	طربیہ
8	Deus ex machina	رجال الغیب	غیبی تائید۔ غیبی مداخلت
9	Didactic	پند آموز	ناصحانہ۔ مصلحانہ
10	Dithyramb	مستانہ نظم	پرجوش نظم
11	Dramatis personoe	سانگی۔ سانگیت۔ اشخاص تمثیل۔ ناٹک منش۔	ڈرامہ کے کردار
12	Epigram	لطیفہ۔ چٹکلا	لطیفہ
13	Erotic	عشقیہ۔ عاشقانہ	عاشقانہ شاعری
14	Gnomic	پند آموز	مقولے
15	Hexameter	شش رکنی بحر	چھ رکنی سطر (بحر)
16	Hiatus	تکرار حرف علت	حرف علت پر ختم ہونے والے لفظ

17	Hymn	مناجات	نغمہ۔ حمد۔ بھجن
18	Idealism	مطمحیت	تصوریت۔ عینیت
19	Idyll	صوری نظم	دیہی زندگی پر نظم
20	Legend	افسانہ	بزرگانِ دین کے سوانح
21	Lyric	مزماری	غنائی نظم۔ غزلیہ نظم
22	Narrative poetry	بیانیہ نظم	بیانیہ شاعری۔ نظم
23	Narrator	تذکرہ نویس	بیان کرنے والا
24	Ode	غزل	غنائی نظم۔ تشبیب
25	Philology	لسانیات	علم اللسان۔ لسانیات
26	Plot	بندش	پلاٹ
27	Poetry	شاعری	شاعری
28	Rhythm	لے۔ اتار چڑھاؤ	آہنگ
29	Satire	ہجو	ہجو
30	Simile	تشبیہ	تشبیہ
31	Strophe	بدرو	یونانی کورس کے گیت کا ایک بند
32	Style	اسلوب	اسلوب
33	Technique	اسلوب	تکنیک
34	Tragedy	المیہ	المیہ
35	Type	نوع	نمونہ۔ قسم۔ ٹائپ

اصطلاحاتِ تاریخ (History) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف وترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Abbey	خانقاہ	ابی عسائی خانقاہ
2	Abdication	ترک سلطنت	ترک بادشاہت
3	Adjournment	التواء	التواء
4	Administration of Justice	داد رسی۔ عدل گستری	عدل گستری
5	Adviser	مشیر	مشیر
6	Agent	عمیل	ایجنٹ۔ گماشتہ
7	Agent	نمائندہ۔ ایجنٹ	ایجنٹ گماشتہ
8	Aid	امداد رقمی	امداد
9	Alderman	شریک میر بلد	ایلڈرمین
10	Alderman	الڈرمین	الڈرمین
11	Allegiance	وفاشعاری	وفاداری
12	Alliance	محالفہ، راج سنگیت	اتحاد
13	Alliance Subsidiary	عہد معاونت	عہد معاونت
14	Ally	حلیف، راج سنگی	حلیف
15	Altar	قربان گاہ	قربان گاہ
16	Alternate	متبادل	متبادل
17	Ambassador	ایلچی	سفیر

18	Anarchy	عدم حکومت۔ نراج	نراج
19	Antiquities	قدیمیات	آثار قدیمہ
20	Appropriation	ہتیانا۔ تصرف۔ تعین۔	تصرف
21	Arcade	چھتہ	چھتہ
22	Archbishop	صدر آسقف۔	آرچ بشپ۔ لاٹ پادری
23	Aristocracy	اشرافیہ۔ حکومت شرفاء	اشرافیہ۔ ارسٹو کریسی اشرافی حکومت
24	Armistice	متارکہ	التوائے جنگ
25	Assize	تحقیقات جوری	قانون
26	Association	اجتماع	ایسوسی ایشن۔ انجمن۔ مجلس
27	Attorney general	صدر وکیل سرکار	اٹارنی جنرل۔ صدر وکیل سرکار
28	Authority	اقتدار	ارباب اقتدار
29	Autocracy	شخصی حکومت۔ شخصی راج۔ مطلق العنانی	شخصی حکومت
30	Autocrat	شخصی حاکم	مطلق العنان
31	Autonomy	خود مختاری۔ سوراج	خود مختاری
32	Ballot	قرعہ اندازی۔ مخفی طریقے کا ووٹ۔	رائے دہندگی۔ بیلٹ۔ پرچہ رائے دہندگی
33	Ballot box	پرچی بکس۔	بیلٹ بکس
34	Battery	زدو کوب	توپ خانہ
35	Battlement	فصیل	کنگورا
36	Belligerent	جنگی فریق	محارب
37	Benevolent Despot	رعایا پرور حکمران	رعایا پرور مطلق العنان حکمران
38	Bicameral	دو ایوانی	دو ایوانی

39	Bilateral	دو فریقی	دو فریقی
40	Blockade	ناکہ بندی	تجارتی ناکہ بندی
41	Board	بورڈ	بورڈ
42	Bombardment	گولا باری	بمباری
43	Bundesrath	مجلس وفاقیہ	بندیس رات۔ جرمنی کا ایوان بالا
44	Bureau	شعبہ	دفتر۔ بیورو
45	Bye-laws	قواعد یا قوانین۔	ذیلی قانون
46	Cabal	جماعت سازشی	کیبال (چارلس دوم کے عہد کی مشاورتی مجلس 1672)
47	Canvassing	جستجوئے رائے۔ استمداد و ترغیب	کنویسنگ
48	Census	مردم شماری	مردم شماری
49	Centralize	مرکزانا	مرکز کی تحت لانا۔ مرکزیت لانا۔ مرکزیانا
50	Centripetal	مرکز پسند	مرکز مائل
51	Cession	حوالگی	واگزاری۔ سپردگی۔ حوالگی
52	Chamber	ایوان	چیمبر۔ ایوان
53	Chamber of Princes	ایوان والیان ریاست۔ نرندر	چیمبر آف پرنسز۔ ایوان راجگان
54	Chamber of Deputies	دارالنائبین۔ ایوان نمائندگان	ایوان نائبین۔ چیمبر آف ڈپٹیز
55	Chancery	عدالت انصاف	چانسری
56	Charter	سند شاہی	چارٹر۔ منشور۔ اختیار نامہ
57	Chivalry	فروسیت۔ فتوت و مروت	جانبازی۔ شہسوار۔ مردانہ اخلاق
58	Chronological	سن واری	تاریخ وار۔ سن وار

59	Chronology	تقویم۔ سنویت	علم سنین۔ سنیات
60	Cisalpine Republic	جمہوریہ این روئے الپ	سیس الپائی جمہوریہ
61	Civics	مدنیات	سوکس۔ علم مدنیت۔ علم شہریت
62	Class war	طبقہ داری جنگ	طبقاتی جنگ
63	Code	ضابطہ	کوڈ۔ ضابطہ۔ مجموعہ قوانین
64	Collective security	اجتماعی تحفظ	اجتماعی تحفظ
65	Collectivism	اجتماعیت	اجتماعیت
66	Colonization	آبادکاری	آبادکاری
67	Colony	نو آبادی	نوآبادی
68	Commerce	تجارت	لین۔ دین۔ تجارت
69	Commission	اختیار حکم۔ پروانہ تقرر۔ نیابت۔ مجلس۔ ماموریہ	کمیشن
70	Committee	ذیلی جماعت۔ مجلس	کمیٹی
71	Common Law	قانون عرض۔	کامن لا۔ قانون عرفی
72	Common wealth	دولت عامہ۔ فلاح عامہ	دولت مشترکہ
73	Common wealth	دولت مشترکہ۔ دولت عامہ۔ فلاح عامہ۔	دولت مشترکہ
74	Communism	اشتمالیت	اشتمالیت
75	Complex	مخلوط	پیچیدہ۔ مختلف اجزا۔ گنجلک
76	Compromise	سمجھوتہ ۔ مفاہمت	سمجھوتہ کرنا
77	Concert of Europe	اتحاد یورپ	اتحادیورپ
78	Conciliation	مصالحت	مصالحت
79	Concordat	معاہدہ	کون کرڈیٹ
80	Confederacy	حکومت اجتماعی۔ موئیدین حکومت	نیم وفاقیہ

81	Confederation	اجتماع	نیم وفاق۔ نیم وفاقیہ
82	Congregation	کلیسا۔ مجمع مصلیان	مذہبی اجتماع
83	Conscription	جبری فوجی خدمت	جبری بھرتی (فوج)
84	Consecration	تقدیس۔ تکریس	تقدیس
85	Conservative	مستحفظ۔ استحفاظی۔	کنزرویٹو۔ قدامت پسند
86	Consolidated Fund	سرمایہ مجتمعیہ	انضمامی فنڈ
87	Constituency	حلقۂ انتخاب' انتخابی حلقہ' حلقۂ رائے دہی	انتخابی حلقہ
88	Constituent	دستور ساز	------
89	Constituent assembly	جمعیت دستور ساز	دستور ساز اسمبلی
90	Constitution , un-written	غیر تحریری دستور	غیر تحریری دستور
91	Constitution written	تحریری دستور	تحریری دستور
92	Consul	قنصل۔ کانسل	قونصل۔ کانسل
93	Consulate	قنصل خانہ۔ قنصلیہ	قونصل خانہ۔ کانسلیٹ۔ کانسل خانہ
94	Controller	نگران	کنٹرولر
95	Conventicle	مجمع مصلیان	کونی وین ٹی کل
96	Convention	اجتماع ملکی۔ اجتماع ملی۔ کچا معاہدہ	اجلاس۔ روایت۔ مشاورتی سمجھوتہ۔ قول وقرار
97	Convoy	بدرقہ	حفاظتی
98	Co-operation	ہم کاری۔ تعامل۔ تعاون	تعاون
99	Coral	مرجان	مرجان۔ مونگا
100	Corporation	کارپوریشن۔ شخصیہ	کارپوریشن
101	Corridor	رواق	اندرونی راستہ۔ غلام گردش۔ گیلری

102	Cosmopolitan	سنساری۔ ہر ملکی۔ ہر دیسی ہمہ وطن۔ ہمہ وطنی	ہر دیسی۔ وسیع المشرب
103	Cosmopolitanism	ہر دیسیت۔ عالمیت	وسیع المشربی
104	Council	مجلس صوبہ۔ مجلس ضلع	کاؤنسل
105	Coup de' tat	سیاسی جھپٹا۔	ناگہانی انقلاب۔ تختہ پلٹنا
106	Court	عدالت	عدالت۔ دربار۔ صحن
107	Credentials	وثیقہ (تعارفی)	تعارفی مراسلہ
108	Crown	تاج	راجہ۔ بادشاہ۔ تاج۔ سر
109	Crown colony	شاہی نوآبادی	شاہی نوآبادی
110	Customary	رواجی	رواجی
111	Dark-ages	قرون مظلمہ۔	تاریک دور
112	Deacon	شماس	ڈیکن (چھوٹا پادری)
113	Declaration	اعلان	اعلان۔ منشور
114	Declaration of Rights	استقرار حقوق۔ اعلان مراعات	اعلان حقوق
115	Defence	دفاع	دفاع
116	Delegate	وفید۔ نمائندہ۔ مندوب	ڈیلی گیٹ۔ تفویض کرنا۔ مندوب
117	Delegation	وفد۔ نمائندگی۔ وفادت۔ توفید	جماعت مندوبین۔ ڈیلی گیشن
118	Demagogue	سرانبوہ	شورش انگیز مقرر
119	Demilitarization	غیر حربی بنانا	فوجی انخلا
120	Demobilization	برخاست۔ باز طلبی	فوجی خدمت سے سبکدوش
121	Democratic	عموی۔ جمہوری	ڈیموقراطی۔ جمہوری
122	Department	شعبہ۔ محکمہ۔ صیغہ	محکمہ
123	Departmental	محکمہ واری	محکمہ جاتی

124	Despot	فرمانروا	مطلق العنان۔ مستبد
125	Devolution	انتقال	منتقلی (اختیارات)
126	Dialects	بولیاں	بولیاں
127	Dictator	آمر۔حاکم مطلق۔	آمر۔ڈیکٹیٹر
128	Dictatorship	آمریت	آمریت۔ڈیکٹیٹر شپ
129	Diet	مجلس ملی۔ مجلس ڈایٹ	ڈئٹ۔جرمن یا آسٹریلین قومی مجلس (مقننہ)
130	Dictum	آئین	مستند مقولہ
131	Diocese	ضلع آسقف یا صدر آسقف	بشپ کا حلقہ
132	Diplomacy	سیاست کاری	ڈپلومیسی
133	Direct action	کھلا عمل	ڈائرکٹ ایکشن۔راست اقدام
134	Director	ناظم	ناظم۔ڈائریکٹر
135	Disability	عدم قابلیت۔ناقابلیت	معذوری
136	Disagreement	مخالفت	عدم اتفاق۔اختلاف
137	Disarmament	ہتھیار گھٹائی	ترک اسلحہ
138	Discretion	اختیار تمیزی	صوابدید
139	Dissenter	مردود۔ متحرف	ڈسنٹر۔ مخالف
140	Divine Right	نیابت الٰہی۔خداداد حق۔حق	خداداد اختیار۔خداداد حق
141	Division	قسمت	تقسیم۔حصہ۔شعبہ۔ڈویژن
142	Division list	فہرست موافقین و مخالفین تحریک	فہرست تقسیم رائے
143	Doctrinaire	اصول پرست	نظریہ پرست
144	Domesday book	کتاب بندوبست	ڈمزڈی بک (انگلستان کی یادداشت بندوبست اراضی 1086)
145	Dominion	قلمرو	ڈومنی ان۔ مملکت عروصہ

146	Duce	دوچے	لیڈر ڈیوچے (مسولینی کا لقب)
147	Duty	فرض	فرض۔ محصول۔ ٹیکس۔ ڈیوٹی
148	East Indies	جزائر شرق الہند	ایسٹ انڈیا۔ مجموعہ الجزائر شرقیہ
149	Edict	فرمان	فرمان
150	Electorate	حلقہ انتخاب کنندگان	رائے دہندگان
151	Emigration	ترک وطن	ترک وطن
152	Empire	شہنشاہی۔ سلطنت	سلطنت
153	Employer	آجر	ملازم رکھنے والا۔ مالک۔ آجر
154	Entente	ایتلاف	یگانگت۔ ہم خیال۔ اتانت
155	Entente cordiale	اتحاد قلبی	خوشگوار اتحاد۔ اتانت کاردیال
156	Envoy	ایلچی	سفیر۔ ایلچی
157	Eponym	مورث اعلیٰ	وہ شخص جس کے نام سے کسی انتسابی نام، قوم، مقام یا نظام منسوب ہو
158	Equality	برابری۔ مساوات	برابری۔ مساوات
159	Equity	معدلت۔ نصفت۔ حق	استحسان۔ اصول معدلت
160	Escheat	استرداد۔ باز گشت قرض باز گشت۔ حق استرداد	ضبطی جائیداد۔ لاوارث۔ بحق سرکار۔ حق واپسی املاک
161	Ethnos	نسل	نسلیات
162	Expedition	فوج کشی	مہم۔ معرکہ
163	Extradition	تحویل ملزمین	حوالگی مجرم۔ تحویل مجرم
164	Extraordinary	فوق العادۃ	غیر معمولی
165	Fascism	فاشیت	فاشیت۔ فاشزم۔ فسطائیت
166	Fascist	فاشی	فاشستی۔ فاشی۔ فسطائی
167	Father-land	وطن آبائی	وطن۔ دیس۔ آبائی وطن

168	Fealty	اطاعت	اقرار اطاعت۔ اقرار وفاداری
169	Federal council	وفاقی مجلس	وفاقی کاؤنسل
170	Federal state	وفاقیہ۔ وفاقی حکومت۔ وفاقی	وفاقی ریاست
171	Federation	اتفاق۔ متفقیت۔ وفاق۔	وفاقیہ
172	Feudatory	جاگیردار۔ جاگیرداری	جاگیری۔ ماتحت جاگردار۔ فیوڈل ماتحت
173	Finance	مالیات۔ مالیہ۔ مال	مالیات۔ مالیہ۔ سرمایہ کاری
174	Foreign affairs	خارجی امور	امور خارجہ۔ خارجی امور
175	Franchise	حق انتخاب۔ حق رائے	حق رائے دہی
176	Free of conscience	ضمیر کی آزادی	آزادی ضمیر
177	Gallery	غلام گردش	گیلری۔ غلام گردش
178	Garrison	جرس	قلعہ کی محافظ فوج
179	General will	منشائے عوام	منشائے عامہ
180	Gladiator	شمشیر باز	گلے ڈی ایٹر۔
181	Group	گروہ	گٹ۔ گروپ۔ گروہ۔ جتھا۔ زمرہ
182	Guerilla Warfare	چور لڑائی	چھاپہ مار طرز جنگ
183	Habeas corpus Act	قانون لزوم۔ تحقیقات محبوس	ہے بی اس کارپس۔ قانون حاضری ملزم (پیش عدالت)
184	Herald	زعیم	نقیب شاہی۔ قاصد شاہی
185	Hereditary	موروثی	موروثی
186	Heresy	زندقہ۔ الحاد	دینی انحراف
187	Heretic	زندیق۔ ملحد	منحرف
188	High commissioner	ہائی کمشنر۔ مامور اعلیٰ	ہائی کمشنر
189	Holy Roman Empire	مقدس سلطنت روما	مقدس رومی سلطنت

190	Homage	عہد اطاعت	اطاعت
191	Home Rule	سوراج۔ حکومت خوداختیاری	خوداختیار حکومت۔
192	Hostage	یرغمال	یرغمال
193	Hostilities	حالت جنگ	حالت جنگ
194	House of commons	دارالعوام۔ بیت العوام	دارالعوام۔ ہاوس آف کامنز
195	House of Lords	بیت الامراء۔ دیوان خاص۔	دارلامراء (انگلستان)
196	Idealism	تصوریت۔ عالم امثالیت	عینیت۔ فلسفہ عنیت
197	Immunity	بریت۔ استحقاق۔ معافی۔	استثناء
198	Impeachment	مواخذہ	مواخذہ۔ الزم دہی
199	Imperialism	سامراج۔ شہنشاہیت	شہنشاہیت۔ سامراجیت۔ سامراج
200	Imperium	فوجی اختیارات تحکم	اختیار اعلیٰ (روم)
201	Imperium in Imperio	حکومت در حکومت	سلطنت در سلطنت
202	Incorporation	عطائے شخصیہ	ضم ہونا۔ انضمام۔ شمول۔ قانونی تشکیل
203	Indemnity	تاوان۔ ہرجانہ۔ معاوضہ	تاوان۔ تاوان جنگ۔ ہرجانہ
204	Indianisation	ہندیانا۔ ہندی بنانا	ہندیانہ
205	Initiative	تحریک گزاری	پیش قدمی۔ اقدام۔ پہل
206	Instrument of accession	دستاویز شرکت۔ شرکت نامہ	دستاویز الحاق
207	Integrity	سالمیت	سالمیت
208	International	بین الاقوامی	بین الاقوامی۔ بین قومی
209	Internationalism	بین اقوامیت	بین اقوامیت
210	Intervention	مداخلت	مداخلت
211	Investiture	رسم تشریف۔ مسند نشینی	خلعت پوشی۔

212	Judge	جج۔ قاضی	جج
213	Judiciary	عدالتی ریکارڈس۔ سجلاتِ عدالت جماعت عدلیہ	عدلیہ
214	Jurisconsult	قانون دان۔ مقنن	ماہر قانون۔ عالم قانون (روم)
215	Justiciar	صدر عادل۔ صدر اعظم	سیاسی و عدالتی افسر اعلیٰ (انگلستان)
216	King's Bench	عدالت شاہی	شاہی عدالت
217	Kingship	بادشاہی	بادشاہت
218	Kinship	قرابت۔ کنُم داری	قرابت
219	Knight-hood	زمین مبازر۔ فوجی	نائٹ کا رتبہ۔ نائٹ کا مرتبہ
220	Knight's fee	مبارزی جاگیر۔ جاگیر مبارز	نائٹ کی جاگیر
221	Kulturkampf	میدان تمدن	کلسٹور کامف۔ کلیسا اور ریاست کی کشمکش
222	Labourer, laborer	مزدور	مزدور
223	Laissez-Faire	اصول عدم مداخلت۔ غیر مداخلت	اصول عدم مداخلت
224	Laity	عامانی	غیر کلیسائی لوگ (عوام)
225	Law	قانون	قانون
226	Law of state	قانون مملکت	ریاستی قانون
227	Lease	پٹہ۔ اجارہ	پٹہ
228	Legate	سفیر پوپ	(سفیر پوپ) لگیٹ
229	Legislative Council	مجلس مقننہ	قانون ساز کونسل
230	Legitimists	حامیان وارثت نامہ	جواز پسند
231	Letters of credence	اعتماد نامہ	پروانہ سفارت
232	Liberalism	احراریت	برازم

233	Liege Lord	رئیس یا امیر واجب الاطاعت	لج لارڈ (جو لوگوں کو خدمات جنگی کے شرط پر جاگیر دے)
234	Liturgy	طریقۂ عبادت قومی۔	طریقہ عبادت۔ ادائے رسم عشائے ربانی
235	Local Authority	حکومت مقامی۔ حاکم مقامی۔	مقامی حکام
236	Lower House	دیوان عام	ایوانِ زیریں
237	Magna charta	منشور اعظم ۔ سندا عظم	میگنا کارٹا
238	Majority	اکثریت	کثرت رائے۔ اکثریت
239	Mandates Commission	حکم برادری کمیشن	تفویض کمیشن
240	Mandatory	حکم بردار	تفویض حکم یا فرمان کے متعلق
241	Manifesto	اعلان	اعلان۔ منشور
242	Manor	مستقر جاگیر۔ میز۔ پرگنہ	گڈھی۔ تعلقہ۔ علاقہ
243	Marriage	شادی۔ رسم تزویج۔	نکاح۔ شادی
244	Mediation	بیچ بچاؤ	وساطت
245	Member	رکن	رکن۔ ممبر
246	Merchant shippings	جہازات تجار۔ تجارتی جہاز	تجارتی جہاز رانی
247	Methodist	ضابطہ پسند	میتھوڈسٹ (عیسائی فرقہ)
248	Middle ages	قرون وسطیٰ۔ ازمنہ وسطیٰ	عہد وسطیٰ
249	Militarism	جنگ پرستی۔ فوج گردی۔	فوج گردی۔ عسکریت
250	Minister	وزیر	وزیر۔ منسٹر
251	Ministry	وزارت	منسٹری۔ وزارت
252	Minority	اقلیت۔ قلت۔	اقلیت۔ نابالغی
253	Mixed state	ملوان راج۔ ممزوج حکومت	مخلوط ریاست

254	Mobilisation,	اجتماع	حرکت میں لانا۔ فراہمی۔ لام بندی
255	Mobocracy	انبوہ راج	انبوہیت۔ انبوہ گردی
256	Monarchy	حکومت شخصی۔ ملوکیت۔ بادشاہی۔ شاہی	شاہی حکومت۔ یکسری حکومت۔ بادشاہی حکومت
257	Monopoly	اجارہ	اجارہ داری
258	Monotheism	توحید۔ وحدانیت	توحید۔ وحدانیت
259	Mother country	وطن۔ جنم بھوم	وطن۔ مادری ملک۔ اصل ملک
260	Motive	تحریک۔ غرض	محرک۔ منشا۔ نیت
261	Municipal Corporation	بلدی کارپوریشن	میونسپل کارپوریشن
262	Municipal Council	بلدی کونسل	میونسپل کاؤنسل
263	Museum	نوادر خانہ۔ ملکات خانہ	میوزیم۔ عجائب خانہ
264	Mutiny	غدر	غدر
265	Myth	خرافہ	طلسم خیالی۔ فرضی۔ اسطور
266	Mythology	وثنیات۔ خرافیات۔ صنمیات، علم الاصنام۔ وثنیات دیومالا۔ قصص الاوثان۔	دیومالا
267	Nationalism	قوم پرستی	قوم پرستی
268	Nationalist	قوم پرست	قوم پرست
269	Nationality	قومیت	قومیت
270	Native	دیسی	دیسی
271	Naturalisation	توطن	شہریت سازی۔ حقوق شہریت عطا کرنا۔ شہری بنانا
272	Negotiation	گفت وشنید	گفت وشنید
273	Neolithic age	زمانہ حجریہ جدید	نوحجری دور
274	Nepotism	کنبہ نوازی	کنبہ پروری

275	Non intervention	عدم مداخلت	عدم مداخلت
276	Non-interference	عدم مداخلت	عدم داخل اندازی
277	Numismatist	سکہ شناس	علم سکہ
278	Ochlocracy	انبوہ شاہی	انبوہی حکومت۔ انبوہ گردی
279	Oligarchy	عدیدیہ۔ چند سری	ادلی غارکیہ۔ ادلی گارکیہ۔ چند سری حکومت
280	Open sea	کھلا سمندر	کھلا سمندر
281	Opposition	ارکان مقابلہ۔ فریق مقابل	حزب مخالف۔ اپوزیشن
282	Optional Clause	اختیاری دفعہ	اختیاری دفعہ
283	Oracle	فال۔ فالگاہ۔ فالگو۔ خانگاہ	غیبی آواز
284	Ordeal	امتحان۔ آزمائش	آزمائش۔ امتحان
285	Orders in Councils	شاہی مجلس احکام	حکم بہ اجلاس کونسل
286	Ordinance	احکام ہنگامی۔ حکم۔ فرمان	آرڈی نینس
287	Organization	تنظیم	تنظیم
288	Organs of Government	اجزائے حکومت	اعضاء حکومت
289	Outlaw	اشتہاری	خارج از قانون۔ اشتہاری مجرم۔ قانون باہر
290	Pacifism	مسلک امن پسندی	امن پسندی۔ مسلک امن پسندی
291	Pact	معاہدہ	میثاق
292	Palaeontology	اقدیمیات	حیاتیاتی فوسیل کا علم
293	Pan islamism	اتحاد اسلامی	بین اسلامیت
294	Pantheon	ہیکل الہیہ۔ پان تھیون	پین تھی اون: قدیم روی مندر جو تمام دیوتاؤں کے نام منسوب ہے
295	Paramountcy	بالادستی	بالادستی

296	Parapet	مورچہ	حفاظتی دیوار (پیشین)
297	Parliament	پارلیمنٹ۔ ملکی مجلس	پارلیمنٹ
298	Party	گروہ۔ فریق۔ فرقہ	جماعت۔ پارٹی
299	Party government	فرقہ بندی کی حکومت	پارٹی حکومت۔ پارٹی گورنمنٹ
300	Passive obedience	اطاعت غیر مخالفانہ۔	مجہول اطاعت
301	Patrician	رومی	رکن طبقہ امراؑ (قدیم روم)
302	Patronym	جد نام۔ جدی نام	اسم جدی۔ جدی نام
303	Penalty	سزا۔ تاوان	جرمانہ۔ سزا۔ تعزیز
304	Permanent	مستقل	مستقل
305	Petition of Rights	قانون حقوق	عرضداشت حقوق
306	Plebeian	عامی	عوامی طبقہ۔ عوامی طبقہ کا فرد
307	Plebiscite	رائے طلبی	رائے شماری
308	Plot	بندش	سازش
309	Pluralism	تکثیریت	تکثریت
310	Plutocracy	دھن راج	زرداریہ
311	Pocket borough	جیب پر کن شہر۔ جیبی بلدیہ	پاکٹ برو (انگلستان کی تاریخ)
312	Political	سیاسی	سیاسی
313	Politics	سیاسیات	سیاست
314	Preamble	وجوہ ومنشا	تمہیدیہ۔ (خصوصاً دستوری و قانونی)
315	Prefect	صوبہ دار۔ پریفیکٹ	پری فیکٹ
316	Prerogative	اختیار خاص	اختیار خصوصی
317	President	میر مجلس	صدر
318	Presidential Government	صدارتی حکومت	صدارتی حکومت

319	Priests	احبار	پروہت۔ پیشوا۔ کاہن۔ پجاری۔ پادری
320	Primogeniture	جٹھائی ۔ کلانیت	خلف اکبر
321	Private Law	نجی قانون	پرائیویٹ قانون
322	Privilege	خاص حق	مخصوص حق۔ مراعات
323	Prize	بحری غنیمت	جہاز بحری مال غنیمت
324	Prize court	عدالت غنیمت	بحری مال غنیمت کی عدالت
325	Proclamation	منادی	رسمی اعلان
326	Programme	پیش نام	پروگرام
327	Propaganda	تبلیغ	پروپیگنڈہ۔ تشہیر
328	Protectorate	محمیہ	پرٹیک ٹوریٹ۔ محفوظہ
329	Protectorate	حکومت زیر حمایت	ملک محفوظ۔ علاقہ۔ ملک زیر حفاظت
330	Protest	احتجاج	احتجاج
331	Protocol	ابتدائی عہد نامہ	پروٹوکال۔ قانونی سیاسی تحریر کا اصل مسودہ۔ سیاسی دستاویز۔ سررشتہ آداب و رسوم
332	Provisional	ہنگامی	عارضی
333	Public Bill	مسودہ قانون عامہ	سرکاری بل۔ پبلک بل
334	Public law	قانون عامہ	قانون عامہ
335	Question of law	امر قانونی	امر قانون
336	Quorum	نصاب	کورم
337	Race	نسل	نسل
338	Raison d'etre	منشائے وجود	سبب وجود
339	Ratification	توثیق۔ منظوری	توثیق
340	Reaction	رد عمل	ردِ عمل

341	Recall	باز طلبی	باز طلبی
342	Reeve	ناظم (ضلع)	ناظم (ضلع)
343	Referendum	فیصلہ طلبی	استفسار رائے۔ ریفرنڈم۔ رائے طلبی
344	Regionalism	اقطاعیت	علاقائی۔ عصبت۔ علاقائیت
345	Relief	پیشکش۔ نذرانہ	مثبت کاری۔ ابھرا ہونا۔ راحت
346	Reporter	خبر نویس	رپوٹر۔ نامہ نگار
347	Representation	نیابت	نمائندگی
348	Representative	نمایندہ	نمائندہ
349	Reprisal	بدلہ	انتقام۔ انتقامی کاروائی
350	Republic	جمہوریت	جمہوریہ
351	Residuary powers	بقیہ اختیارت	بقیہ اختیارات۔ اختیارات باقی
352	Restoration	بحالی	بحالی بادشاہ۔ ریسٹوریشن (تاریخ انگلستان)
353	Retainer	وابستہ دولت	خادم۔ مصاحب۔ توکیل
354	Right	حق	حق
355	Right of augury	حق اتلاف	حق املاک و اتلاف۔ حق اتلاف۔
356	Rigid constitution	استوار دستور	بے لچک ' بے لوچ 'استوار (دستور)
357	Rule of law	قانون راج	قانون کی عمل داری۔ رول آف لا
358	Sabotage	شرارت انگیزی ۔	تخریب کاری۔ سبوتاژ
359	Safeguards	تحفظات	تحفظات
360	Sanctions	حدود	پابندیاں۔ سینکشن۔ مجبور کن اقدامات
361	Satrap	شہر یار	زحل
362	Sculpture	سنگ کاری۔ سنگ تراشی	فن بت تراشی

363	Secession	علیحدگی	علیحدگی۔ قطع تعلق۔ انفعال
364	Secretary	معتمد	سکریٹری
365	Secretary of State	وزیر سلطنت۔ معتمد مملکت	سکریٹری آف اسٹیٹ
366	Seizure	ضبطی	قبضہ۔ ضبطی
367	Senate	سینات۔ سینیٹ۔ مجلس رفقاء	سینیٹ
368	Serf	غلام زرعی۔ غیر آزاد	زرعی غلام۔ سرف
369	Serfdom	سرفیت۔ زرعی غلامی	زرعی غلام
370	Session	اجلاس۔ نشست	اجلاس
371	Ship money	محصول بحریہ، زر جہاز، زر سفینہ	محصول بحریہ۔ محصول جہاز
372	Siege	محاصرہ	محاصرہ
373	Slavery	غلامی	غلامی
374	Social contract	عمرانی معاہدہ	معاہدہ عمرانی
375	Society	معاشرہ۔ سماج	انجمن۔ سماج۔ معاشرہ
376	Solicitor general	صدر مشیر قانونی	صدر مشیر قانون
377	Source	ماخذ	سرچشمہ۔ منبع۔ ماخذ
378	Sovereignty	اقتدار اعلیٰ	اقتدار اعلیٰ
379	Speaker	صدر دارالعوام۔ مقرر	اسپیکر
380	Spoils system	عہدہ بٹائی	یرغمالی نظام (امریکی روایت)
381	State of nature	فطری حالت	عالم فطری۔ فطری حالت
382	Statesman	سیاست داں۔ مدبر	مدبر
383	Statuary	آئینی	مجسموں کا مجموعہ۔ فن بت تراشی سے متعلق
384	Status quo	حالت موجودہ	استقرار حالت۔ حالت موجودہ
385	Statute	آئین	تحریری قانون

386	Stele	لوح	پتھر کی سل۔ قبر کا تعویذ
387	Subsidiary system	عہد معاونت	ذیلی نظام
388	Suffrage	حق رائے	حق رائے دہی
389	Supremacy	برتری۔ تفوق	برتری
390	Suzerainty	سیادت	حکم فرمائی
391	Tax	محصول	محصول۔ ٹیکس
392	Taxation	محصولات	ٹیکس کاری
393	Territorial	علاقی ۔ مقامی	علاقائی
394	Territory	علاقہ	علاقہ۔ قطعہ۔ قلمرو
395	Tetrapolis	تیتر اپولس	ٹیرا پولس۔ چار شہری وفاق
396	Teuton	ٹیوٹانی	ٹیوٹن
397	Theocracy	حکم الٰہی۔ دین راج	دینی حکومت
398	Toleration	رواداری	رواداری
399	Tory	فرقہ۔ قدامت پسند۔	ٹوری
400	Trade union	مزدور سبھا	ٹریڈیونین۔ مزدور سبھا
401	Traffic	حمل ونقل انسان ومال	ٹرافک
402	Treason	غداری	غداری
403	Treaty	عہد نامہ	معاہدہ
404	Tribe	قبیلہ	قبیلہ
405	Tributary	باج گزار	باج گزار
406	Tribute	جزیہ	باج۔ خراج
407	Triumvir	ثلاثیہ	ٹرائم ویر
408	Tyranny	جبریت۔ خود سری	استبدادیہ۔ استبدادیت
409	Tyrant	خود سر	ظالم۔ مستبد

410	Ultimatum	پیام آخری	الٹی میٹم
411	Union	اتحاد	یونین۔ اتحاد
412	United Kingdom	سلطنت متحدہ	یونائیٹڈ کنگڈم۔ دولت متحدہ
413	Usufruct	حق تصرف	حق انتفاع۔ حق واصلات
414	Utilitarianism	افادیت	نظریہ افادیت
415	Veto	اختیار نامنظوری	ویٹو
416	Village community	جماعت دیہی	دیہی برادری
417	Villain (villein)	غلام زرعی	زرعی غلام
418	Vote	رائے۔ رائے دہی۔ رائے زنی	رائے۔ ووٹ
419	Voter	رائے ہندہ	ووٹر
420	Ward	حلقہ	وارڈ۔ حلقہ۔ زیر سرپرستی
421	White man's burden	سفید فاموں کا بار	سفید فام اقوام کا بار
422	White paper	سفید کتاب	قرطاس ابیض
423	Will	منشا۔ ارادہ	وصیت۔ منشا
424	Witanes	ارکان مجلس عقلا	ویٹن۔ رکن کاؤنسل
425	Women suffrage	نسوانی حق رائے	حق رائے دہندگی نسواں

اصطلاحاتِ تدریسیات (تعلیم) (Pedagogy) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف وترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Abacus	گولی چوکھٹا	گنتارا
2	Abreaction called also psycho catharsis and catharsis	نفسی تنقیہ	بازآفرینی جذبہ
3	Abstraction	تجرید	تجرید
4	Acceleration	اسراع	اسراع
5	Accidents	اعراض	حادثات۔ اعراض
6	Achievement	کارنامہ	تحصیل
7	Acquisitiveness	احرازیت (احراز: قبضہ میں لینا)	ہوسناکی
8	Action	عمل ۔ فعل	عمل۔ فعل
9	Activity motor	حرکی فعلیت	حرکی عمل
10	Adaptation	توافق	تطابق
11	Admiration	توقیر	تحسین
12	Adolescence	عنفوان شباب	عنفوانِ شباب
13	Adult	بالغ	بالغ۔ جوان
14	Adulteration	آمیزش	ملاوٹ
15	Aesthesiometer	حسیت پیا (آلہ)	لمس پیماء

16	Aesthetic enjoyment	جمالی لطف	جمالیاتی حظ
17	Afferent	درآور۔درآرندہ۔درآریہ	درون رس
18	After-image	بعد شبیہ۔بعد شبیہ	شبیہ مابعد
19	Age	عمر۔ زمانہ۔	عمر
20	Agraphia	ناکاتبی	فقدان قوت تحریر
21	Amplitude	وسعت	اطلاقی وسعت
22	Anabolism	تجمع	تعمیر خلیات
23	Analogical	تمثیلی	تمثیلی
24	Analytic	تحلیلی	تحلیلی
25	Anger	غصہ	غصہ
26	Anthropology	بشریات	انسانیات
27	Aphasia	جسہ۔ لاکلامی	فتور گوئی
28	Apriori	قیاسی	حضوری
29	Assimilation	اپناہٹ۔ تمثل	جذب۔اپنانا
30	Association	تلازم۔ایتلاف۔ موافقت۔ مرافقت	ایتلاف
31	Association controlled	منضبط تلازم	پابند ایتلاف
32	Association free	آزاد تلازمات	آزاد ایتلاف
33	Astigmatism	مبہم ماسکیت	نقص ماسکہ
34	Attention span	قوس توجہ	وسعت توجہ
35	Avocation	غیر روزگاری	شغل (ضمنی پیشہ)
36	Awe	رعب۔ ہیبت	رعب
37	Axon, axone	محوریہ	محوریہ
38	Backwardness	پس افتادگی	پچھڑاپن۔ پسماندگی

39	Behavior	کردار	کردار
40	Bias	رنگ۔ رجحان۔ تعصب	میلان۔ جانب داری
41	Binocular vision	دو چشمی نظر	دو چشمی نظر
42	Blind spot	کور نقطہ	کور نقطہ
43	Board	تختہ۔ بورڈ۔ جتھا۔ دفتی	تختہ۔ بورڈ
44	Board of education	تعلیمی بورڈ	تعلیمی بورڈ
45	Body	بدن۔ جسم	جسم۔ جماعت
46	Censor	محتسب	محتسب۔ احتساب
47	Censure	ملامت	ملامت
48	Cerebrum	مغز	مغز
49	Chair	استاذی۔ کرسی۔ چوکی	پروفسری۔ منصب
50	Chance	اتفاق	اتفاق۔ موقع
51	Class	جماعت	جماعت
52	Class room	کمرۂ جماعت	کمرۂ جماعت
53	Classification	تقسیم۔ تنظیم۔ جماعت بندی	اصناف بندی
54	Clay modelling	گلی نمونہ سازی۔ نمونہ سازمٹی	گِل کاری
55	Clique	جتھا	جتھا۔ گٹھا
56	Colour, color	رنگ	رنگ
57	Colour blindness	رنگ کوری۔ رنگوندی	رنگ کوری
58	Colour complementary	اتمامی رنگ	تکمیلی رنگ
59	Community	ملت۔ جماعت۔ برادری	کمیونٹی۔ اشتراک۔ برادری۔ فرقہ
60	Complex	ملتف۔ پیچیدہ۔ خلط۔ مخلوط	پیچیدہ۔ گرہ۔
61	Complex father	پدری خلط	گرہ پدری
62	Composite	ترکیبی۔ اجتماعی۔ مجموعی	مخلوط

63	Composition	انشا۔ تالیف	بناوٹ۔ تشکیل۔ انشا
64	Compromise	سمجھوتہ ۔ مفاہمت	سمجھوتہ۔ مفاہمت
65	Conation	طلب	جہد
66	Concentration	ارتکاز	ارتکاز
67	Concept	تعقل	تصور
68	Conceptualism	تعقلیت۔ تصوریت	نظریہ تصورات
69	Condition	حالت	حالت۔ شرط
70	Conduct	شعار۔ اہتمام۔ چلن	چال چلن۔ کردار (اخلاقیات)
71	Conformist	مقلد	مقلد
72	Connotation	تضمین	مفہوم
73	Conscience	ضمیر	ضمیر
74	Consciousness	شعور	شعور
75	Consciousness social	سماجی شعور	سماجی شعور
76	Constant	مستقل	مستقل
77	Content	مواد۔ نفس مضمون	مواد
78	Contrary	متخالف۔ متضاد	ضد
79	Control	ضبط	کنٹرول
80	Convection	حمل	ایقان
81	Convention	اجتماع	رسم
82	Convergence	استدقاق	انعطاف
83	Conversion	انابت	تعکیس
84	Convolution,	تلفیف	بل (مغز)
85	Cornea	قرنیہ	قرینہ
86	Corpus callosum	ثقنی جسم ۔ جسم صلب	ریشہ جال (مابین نیم کرہ ہائے دماغ)

87	Corpus striatum	مخطط جسم۔ دہاری دار جسم	دماغ کے نچلے حصہ میں ریشہ گچھا
88	Corpuscle	جسمیہ	جسمیہ
89	Correction	تصحیح	تصحیح۔ تادیب
90	Correlation	تضایف۔ ارتباط باہمی۔	ربط
91	Correspondence Course	مراسلتی نصاب	مراسلتی کورس
92	Dalton plan	طریقہ ڈالٹن	ڈالٹن منصوبہ
93	Definition	تعریف	تعریف
94	Deliberation	غور و فکر۔ تامل۔ تردد	غور وخوص
95	Delinquency	خطا	بدراہی
96	Delinquent	خاطی	بدراہ
97	Demonstration	ایضاح۔ مظاہرہ	مظاہرہ
98	Denotation	تعبیر	مصداق
99	Department	محکمہ۔ شعبہ۔ طبقہ	شعبہ۔ محکمہ
100	Derivation	اشتقاق	اشتقاق۔ اخذ
101	Description	بیان	بیان
102	Design	تجویز۔ نقش	ڈیزائن۔ نظم
103	Difference	اختلاف۔ فرق	فرق۔ اختلاف
104	Difference method	طریق عکس	طریقہ اختلاف
105	Differentiation	تفریق (متعدی) تفرق (لازم)	تفرق
106	Dilemma	مخمصہ	ذوجہتین
107	Dimension	بعد (جمع ابعاد)	بعد (جمع ابعاد)
108	Direction	ہدایت ۔ رخ	ہدایت۔ سمت
109	Discipline	ڈسپلن	ضبط۔ منضبط علم۔ ڈسپلن
110	Disgust	بیزاری	بیزاری

111	Disintegration	بے انتامی	انتشار
112	Doctrine	عقیدہ۔اصول۔ نظریہ۔ مسئلہ	اصول۔ نظریہ
113	Dogma	عطریہ	اذعان۔ اذعانی عقیدہ
114	Dogmatic	عطریسی رائے۔ عطریس	اذعان پرست
115	Dominant	غالب	غالب
116	Dorsal	ظہری	پشتی
117	Education	تعلیم۔تربیت۔ تعلیمات	تربیت۔ تعلیم
118	Elation	ترفع	سرخوشی
119	Empiric, empirical	تجربی	تجربی آرٹ
120	Enlightenment	روشن خیالی	روشن خیالی
121	Enterprise	اولوالعزمی۔ عزم	مہم پسندی۔ مہم
122	Entity	ہویت	موجود
123	Equipment	سامان	سامان
124	Evaluation	تخمین	اندازۂ قدر / پیمائش قدر
125	Excitation	تہیج	اشتعال انگیزی
126	Exercise	ورزش۔ مشق	مشق
127	Exposition	عرض کرنا۔ پیش کرنا	صراحت
128	Expulsion	اخراج	اخراج
129	Feeling	احساس ۔ تاثر	احساس
130	Figure	شکل ۔ عدد	شکل
131	Flexibility	خم پذیری	لچک
132	Flux	گدازندہ	سیلان
133	Focus	ماسکہ	ماسکہ
134	Folk ways	قبائلی طریقے	لوک ریت

135	Formal studies	صوری مطالعات	باضابطہ تعلیم
136	Formalism	صوریت	صوریت
137	Frequency	تعدد	رح تکریر
138	Gene	جین	جین
139	Generalization	تعیم	تعیم
140	Genesis	تخلیق۔ پیدائش۔ تولید	ابتدأ۔ نشا
141	Given	مقررہ	معطیہ
142	Glacier	ثلج	غدود
143	Gonad	مولدہ	تولیدی غدود
144	Grade	درجہ	درجہ
145	Guidance	رہنمائی	رہنمائی
146	Humanism	انسیت	مسلک انسانیت
147	Humanist	انسیت شناس	معتقد مسلک انسانیت
148	Humanities	انسیات	علوم انسانی
149	Humor, humour	رطوبت۔ ظرافت	مزاج۔ خلط
150	Idea	تصور	تصور عین (افلاطونی فلسفہ)
151	Idealism	مثالیت۔ تصوریت	تصوریت۔ مثالیت
152	Ideation	عمل تصور	عمل تصور
153	Identification	شناخت	شناخت۔ تمثل۔ تعین
154	Identity	عینیت	مماثلت۔ انفرادیت۔ عینیت
155	Illusion	التباس	التباس
156	Image	شبیہ۔ تمثال۔ خیال	تمثال
157	Imitation	تقلید	نقالی۔ نقل۔ تقلید
158	Implications Pl.	مضمرات	دلالت۔ اضمار
159	Implicit	مضمر۔ ضمنی	مضمر۔ مقدار

160	Impression	ارتسام	ارتسام
161	Impulse	ہیجان	اضطراری تحریک
162	Incarnation	تناسخ	تجسم۔ اوتار
163	Incentive	ترغیب	خارجی محرک
164	Index	اشاریہ۔ نمایندہ	اشاریہ
165	Individual differences	انفرادی اختلافات	انفرادی فرق
166	Individualism	انفرادیت	نظریہ فردیت
167	Individuality	فردیت	انفرادیت
168	Induction	امالہ	استقرار (منطقی امالہ)
169	Inductive	استقرائی	استقرائی
170	Infancy	صغر سنی	طفولیت
171	Inherent	عزیزی۔ خلقی۔ پیدائشی	لازمہ ذات
172	Inheritance	وراثت	ورثہ۔ میراث
173	Instinct sexual	جنسی جبلت	جنسی جبلت
174	Institute	ادارہ	ادارہ۔ انسٹی ٹیوٹ
175	Instructor	مدرب	تربیت کار
176	Integrity	راست بازی۔ صداقت	سالمیت
177	Intellect	عقل۔ ذہن	خرد
178	Intensity	شدت۔ حدت	شدت
179	Intercourse	باہمی ربط	معاملت
180	Interdependence	باہمی انحصار۔ موافقت	انحصار باہمی
181	Interest	دلچسپی۔ ذوق۔ منفعت۔ غرض	دلچسپی۔ شوق
182	Intolerance	ناروا داری	عدم برداشت۔ ناروا داری
183	Intuition	وجدان	وجدان

184	Inverted	معکوس	منقلب
185	Irrational	غیر معقول۔ نامعقول	غیر عقلی
186	Juvenile	شبوبی	نو عمری
187	Knowledge	علم	علم
188	Labyrinth	بھول بھلیاں ۔ تیہ	کان چکر۔ کان کا ندرونی چکر
189	Library	کتب خانہ	کتب خانہ۔ لائبریری
190	Lobe	لختہ ۔ فص	مدور لختہ
191	Local sign	مقامی علامت	مکانی نشان
192	Make-believe	مزعومیت	قریب یقین
193	Manifestation	ظہور	ظہور۔ اظہار
194	Manipulation	دست ورزی۔ ہتہ پھیر	جوڑ توڑ۔ ہاتھ پیر چلانا
195	Mannerism	اطواریت	مخصوص انداز
196	Meatus	صماخ۔ منفذ	سمعی نالی
197	Median	وسطی	وسطانیہ
198	Membrane	جھلی۔ غشائ	جھلی
199	Memory	حافظہ	حافظہ۔ یاد
200	Mendelism	نظریۂ مینڈل۔ مینڈلیت	نظریۂ منڈل
201	Mental attitude	ذہنی کیفیت	ذہنی رویہ
202	Mental tests	ذہنی آزمائشیں	ذہنی جانچ
203	Metabolism	تحول۔ جمع وفرق	استحالہ
204	Method concentric	تراکزی طریقہ	ہم مرکزی طریقہ
205	Method heuristic	استکشافی طریقہ	اکتشافی طریقہ
206	Method problem	مسائلی طریقہ	مسئلی طریقہ
207	Methodology	طریقیات	طریقیات۔ طریق کار۔ منہاجیات

208	Microcosm	کائنات صغیر	عالم اصغر
209	Monasticism	خانقاہیت	خانقاہیت
210	Moron	خفیف العقل	ناقص العقل
211	Motivation	محرک انگیزی	تحریک
212	Motive	محرک	محرک
213	Nerve	عصب	عصب۔ نس
214	Nervous impulse	عصبی ہیجان	عصبی تحریک
215	Neuroglia	عصبی سریش	عصبی نسیج
216	Nomenclature	تسمیہ	نظام تسمیہ۔ تسمیہ
217	Nominalism	اسمیت۔ مشائیت	اسمیت
218	Nonconformist	غیر مقلد	غیر متبع
219	Normal distribution curve	طبعی تقسیمی منحنی	نارمل تقسیم خط
220	Normative	منوالی	اقداری۔ عیاری
221	Notion	خیال	خیال
222	Nucleus	مرکزہ۔ نواۃ	مرکزہ
223	Number	عدد	تعداد۔ عدد۔ نمبر
224	Numerator	شمار کنندہ	شمار کنندہ
225	Obsession	غلو	وہم مسلط
226	Order	انضباط ۔ ترتیب	نظم و سلسلہ ترتیب
227	Ordinance	فرمان	آرڈیننس
228	Organ	آرگن۔ عضو	عضو
229	Organic	عضوی	عضوی۔ حیاتی۔ نامیاتی۔ عضویاتی
230	Original	جدت طلب۔ ایجادی	اولین۔ اصلی۔ اچھوتا
231	Orthogenesis	راست تکوین	ارتقائے صحیح

232	Otherworldliness	اخرویت	اخرویت۔ دنیا گریزی
233	Oto-lith	حجارۃ التیہ۔ حصاۃ الاذن	کنزبزے
234	Outline	خاکہ ۔ تلخیص	خاکہ
235	Ovum	بیضہ	بیضہ
236	Persistence	مواظبت	استقلال
237	Personal equation	ذاتی یا شخصی تعادل	فرق شخصی
238	Personal identity	شخصی عینیت	عینیت ذات (فلسفہ)
239	Pessimism	یاسیت	قنوطیت
240	Philanthropy	خدمت خلق	فینل پا
241	Philosophy	فلسفہ	فلسفہ
242	Physiology	فعلیات	عضویات
243	Play	کھیل	کھیل
244	Play ground	بازی گاہ	کھیل کا میدان
245	Pleasure	لذت	لذت
246	Preperception	پیش ادارک	آمدگی ادراک
247	Preservation	تحفظ	تحفظ۔ بقاء
248	Pride	غرور۔ عجب	غرور۔ فخر
249	Principle	اصول	اصول
250	Protozoa	نخز حیوان	یک خلیہ عضویہ
251	Pugnacity	جدالی جلت	نزع پسندی
252	Reaction	رد عمل	ردِ عمل
253	Reading	مطالعہ۔ مقروہ۔ قرأت	مطالعہ۔ خواندگی
254	Reason	عقل۔ دلیل	عقل۔ سبب
255	Reasoning	استدلال	استدلال

256	Recall	تذکر (ہونا)	بازیافت (حافظہ)
257	Record	ریکارڈ۔ اندراج	ریکارڈ
258	Reflex	اضطرار	عکس / اضطراریہ
259	Reflex grasping	اعصابی اضطرار	گرفت اضطراریہ
260	Registration	اندراجات رجسٹر	رجسٹری۔ اندراج
261	Relation	اضافت۔ اعتبار۔ نسبت۔ تعلق	نسبت۔ تعلق
262	Relation casual	تعلیلی علائق	علی نسبت
263	Relaxation	آرام	استرخا
264	Report	رپورٹ۔ رویداد۔ اطلاع۔ کیفیت	رپورٹ
265	Response	جواب (عمل)	جوابی عمل
266	Scale	پیمانہ	اسکیل۔ پیمانہ
267	School	مدرسہ۔ اسکول	مدرسہ۔ اسکول۔ مکتب (خیال وغیرہ)۔
268	School , charity	خیراتی مدرسہ	خیراتی مدرسہ
269	School , day	روزینہ مدرسہ۔ دن کا مدرسہ	یوم مدرسہ
270	Scripture	الہامی کتاب	صحیفہ (الہامی کتاب)
271	Section	فریق (جماعت)	فریق۔ فصل
272	Secular	علمانی	دینوی۔ سیکولر
273	Self	ذات۔ خود۔ نفس	ذات۔ نفس
274	Self abasement	خود تذلیلی۔ اہانت نفس۔ خود کاستی۔	تذلیل نفس
275	Self assertion	خود درازی۔ آپ جتائی	ادعائے ذات
276	Semi-circular canal	نیم دائری نالی	نیم دائری نالی
277	Seminar	تعلیم گاہ	سیمینار
278	Sensibility	حساسیت۔ حس پذیری	احساس پذیری۔ احساسیت

279	Sensitivity	حساسیت	احساس پذیری۔ تاثیر پذیری
280	Socialism	اشتراکیت	اشتراکیت
281	Social Science	سماجی علم یا سائنس	سماجی علم۔ سماجی سائنس
282	Sorrow	غم۔ رنج	غم
283	Sound	آواز	آواز
284	Spasm	تشنج	تشنج
285	Specific	نوعی	مخصوص/ نوعی
286	Specific energy of nerves	اعصاب کی نوعی توانائی	مخصوص عصبی توانائی
287	Specification	تخصیص	تصریح۔ تخصیص
288	Spectrum	طیف	طیف
289	Speculation	زربازی	تفکر۔ خیالی آرائی
290	Spirit	روح ۔ نسمہ	روح۔ نفس
291	Spiritualism	روحیت۔روحانیت۔نسمیت	روحانیت
292	Staff	عملہ۔ عصا	اسٹاف۔ عملہ
293	Standard	معیار	معیاری۔ معیار۔ عیار
294	Standard deviation	معیاری انحراف	معیاری انحراف
295	State	مملکت۔ حالت۔ کیفیت	ریاست۔ حالت
296	Statement	کیفیت	بیان
297	Static	سکونی	ساکن
298	Statistician	ماہر شماریات	شماریات داں۔ ماہر شماریات
299	Study	مطالعہ	مطالعہ
300	Subject	موضوع۔ معمول۔ مضمون	فاعل (گرامر)
301	Sulcus	میزاب	جوف۔ درز دماغ
302	Table	میز	گوشوارہ

303	Teacher	مدرس	استاد۔ معلم۔ مدرس
304	Technical school	فنی مدرسہ	فنی مدرسہ۔ ٹکنیکل اسکول
305	Telencephalon	موخر دماغ (مقدم)	قبل دماغ
306	Temperament	مزاج۔ سرشت	افتادِ مزاج
307	Temptation	ترغیب	ترغیب۔ رغبت
308	Tendency	میلان ۔ رجحان	رجحان۔ میلان
309	Tender emotion	نازک جذبہ	نازک جذبات
310	Terminology	مصطلحات	اصطلاح ۔ اصطلاحات
311	Test , group	گروہی آزمائشیں	گروپ جانچ یا آزمائش
312	Test , opposites	آزمائش اضداد	متضاد جانچ یا آزمائش
313	Test , part-whole	جزوی کلی آزمائش	جزو کل آزمائش
314	Test , professional	پیشہ وارنہ آزمائش	پیشہ آزمائش
315	Theory	نظریہ	نظریہ
316	Tic	تشنج	اختیاریہ
317	Topography	مقامیات	نقشہ سازی۔ جغرافیائی خصوصیات سے متعلق
318	Training	تربیت	ٹریننگ۔ تربیت
319	Trance	بیخودی	مدہوشی
320	Type	طرز۔ طراز	طبعی وضع۔ ٹائپ
321	Ultra-violet ray	بالائے بنفشی شعاع	بالائے بنفشی (شعاع)
322	Understanding	فہم۔ سمجھ	فہم
323	Urge	تقاضا۔ اصرار۔ طلب	لگن۔ شوق۔ قوی محرک
324	Utilitarianism	افادیت	افادیت
325	Utopia	خیالیہ	یوٹوپیا
326	Value , numerical	عددی قیمت	ہندسی قدر

327	Variability	تغیر پذیری	غیر یکسانیت
328	Variation	تغیر	انحراف۔ تغیر۔فرق
329	Vision	بصارت	بصیرت۔ نظر
330	Vocabulary	شگفتہ خیالی	ذخیرۂ الفاظ
331	Vocal cord	جبل صوتی	صوتی جھلی
332	Vocalization	آوازنا	صوتیانا
333	Will	ارادہ	ارادہ۔ عزم

اصطلاحاتِ جغرافیہ (Geography) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف و ترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Alluvial (soil)	دریائی زمین	سیلابی مٹی
2	Antarctic circle	جنوبی دائرہ۔ دائرہ جنوبی	دائرہ قطب جنوبی
3	Arctic circle	دائرہ قطب شمالی	دائرہ قطب شمالی
4	Climate	آب و ہوا	آب وہوا۔ مناخ
5	Map	نقشہ	نقشہ۔ نقشہ سازی
6	Monsoon	موسمی ہوا۔ بادِ برشگال	مانسون
7	Ocean current	بحری رو	بحری رو۔ سمندری دھارا
8	Topography	توصیفات	وضع۔ بیان وضع۔ وضع شناسی
9	Torrid zone	منطقۂ حارہ	منطقۂ حارہ
10	Total eclipse	کسوف کامل	کسوف کامل۔ پورا گرہن
11	Tropic of cancer	خط سرطان	خط سرطان
12	Tropic of Capricorn	خط جدی	خط جدی

اصطلاحاتِ سماجیات (Sociology) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف وترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Abduction	اغوا	اغوا
2	Abnormal	غیر عیاری	بے اعتدال۔ ابنارمل
3	Abnormality	غیر عیاریت	بے اعتدالی
4	Acclimatization	رس بساؤ	ہم آہنگی
5	Acquired	اکتسابی	حاصل شدہ
6	Activity	عمل ۔ جدوجہد	سرگرمی۔ حرکت
7	Adaptation	مطابقت۔ سازگاری	مطابقت
8	Adoption	گود لینا۔ تبنیت ۔ موالی بنانا	گود لینا۔ منتخب
9	Aesthetic	جمالی	جمالیاتی
10	Alcoholism	الکحلیت۔ نشہ بازی	الکوحلیت
11	Alms-house	خیرات گھر	خیرات گھر
12	Altruism	ایثار	بے نفسی۔ بے غرضی
13	Analysis	تجزیہ	تجزیہ۔ تحلیل
14	Anarchism	نراج	نراجیت
15	Ancestor worship	پرکھا پوجا	پرستش اجداد
16	Animism	روح پرستی۔ آتما پوجا	روح پرستی
17	Antagonism	مخالفت	مخالفت۔ بیر

18	Anthropomorphism	تشبیت۔ تشبیہ۔ تجسیت	انسانی ارتقاء
19	Antipathy	تنافر	اکراہ۔ غیر ہمدردی
20	Asceticism	رہبانیت	رہبانیت۔ گوشہ نشینی۔ تیاگ
21	Assimilation	گھل مل جانا۔ امتزاج	انجذاب
22	Association	اجتماع۔ انجمن	انجمن۔ سبھا۔ تلازم۔ تعلق
23	Asylum	مامن۔ آشرم	جائے پناہ
24	Automatic	خود حرکی	خودکار
25	Birth control	ضبط تولید	ضبط تولید
26	Birth rate	شرح پیدائش	شرح پیدائش
27	Bride price	دلھن مول	دلہن کی قیمت
28	Bureaucracy	دفتر شاہی	افسر شاہی
29	Cannibalism	آدم خوری	آدم خوری
30	Capital punishment	سزائے موت	سزائے موت
31	Cause	سبب۔ علت	سبب۔ علت
32	Celibacy	تجرد۔ برہم چاریہ	تجرد۔ برہم چریہ
33	Child labour	بچکانہ مزدوری	بچہ مزدوری۔ کم عمر مزدور
34	Child marriage	بالک بیاہ۔ بچپن کی شادی	بال وواہ۔ بچہ شادی
35	Child sacrifice	بچہ قربانی	بچے کی قربانی۔ قربانی طفل
36	Child-welfare	بالک بھلائی۔ بہبودی اطفال	بچے کی فلاح و بہبود
37	Civilization	تمدن	تمدن
38	Clan	کٹم۔ خاندان	خیل (گوتر)
39	Class Consciousness	طبقہ داری احساس	طبقاتی شعور
40	Class struggle	طبقہ داری کشمکش	طبقاتی جدوجہد
41	Collective Behaviour	اجتماعی کردار	اجتماعی کردار

42	Communism	اشتمالیت	اشتراکیت۔ کیمونزم
43	Community	جماعت۔ سماج۔ ملت	جماعت۔ فرقہ
44	Companionate	رفاقتی شادی	رفاقتی شادی۔
45	Complex	پیچیدہ	پیچیدہ۔ احساس۔ مجموعہ
46	Conciliation	مصالحت	سمجھوتہ۔ مفاہمت
47	Concubinage	عورت کو داشتہ یا خانگی طور پر رکھنا	داشتہ پن
48	Consanguinity	خون کا رشتہ	ہم جدیت
49	Consensus	اتفاق رائے	اتفاق رائے
50	Contact	سابقہ' معاملہ	اتصال
51	Contract	معاہدہ	معاہدہ۔ ٹھیکہ
52	Criminology	علم جرائم	جرمیات
53	Custom	رسم۔ ریت۔ رواج	رسم
54	Decadence	انحطاط	انحطاط
55	Deductive	استخراجی۔ قیاسی	استنباطی
56	Demoralization	پست اخلاقی	پست ہمتی
57	Density of population	آبادی کی گنجانی	آبادی کا گھن۔ گنجانی
58	Deterrence	تہدید	ممانعت۔ تادیب۔ روک
59	Development	نشوونما	نشونما۔ ترقی
60	Disorganization	بد نظمی	بد نظمی
61	Domination	غلبہ	غلبہ
62	Ego	نفس انفرادی۔ نفس ذاتی	انا
63	Egoism	استشیار۔ خودی	انانیت
64	Employee	اجیر	ملازم
65	Employer	آجر	آجر

66	Endogamy	شگوتی شادی	داخلی زوجیت
67	Ethnic	نسلی	نسلیاتی
68	Ethnography	نسالی	نسل بیانی۔ نسل نگاری
69	Ethnology	نسلیات۔ علم الاقوام۔ قومیات	نسلیات۔
70	Eugenics, Eugenicist	نسل سدھار۔ اصلاح نسل	علم نسل افزائی۔ اصلاح نسلیات۔
71	Evolution	ارتقاء	ارتقاء
72	Exogamy	اگوتی شادی۔ اگوت بیاہی	خارجی زوجیت
73	Fecundity	ثمروری	بروبندی۔ بارآوری۔ زرخیزی۔ قوت تولید۔
74	Fetishism	اشیاء پرستی	فتیشیت۔ سامریت
75	Folk ways	عوامی طریقے	لوک رواج
76	Folk-lore	دیہاتی مالا	حکایت
77	Formal	صوری۔ باضابطہ۔ رسمی	رسمی
78	Gang	ٹکڑی۔ ٹولی	دَل۔ گرہ۔ ٹولی۔ جتھا
79	General	عمومی کلی۔ عام۔ اجتماعی	عام۔ عمومی
80	Generalisation	تعمیم۔ کلیہ قائم کرنا	عمومیش
81	Gregariousness	غول پسندی	جمعیت پسندی۔ گرہ پسندی
82	Group behaviour	گروہی کردار	جماعتی۔ گروہی کردار۔ گروہی برتاؤ۔
83	Group marriage	گروہی بیاہ	جماعتی بیاہ۔ گروہی شادی
84	Group mind	گروہی ذہن	جماعتی ذہن۔ گروہی ذہن
85	Heterogeneity	مختلف النوع ہونا	غیر متجانسیت
86	Homogeneity	یک جنسی	متجانسیت
87	Humanism	مذہب انسانیت	نظریہ انسانیت
88	Hypothesis	فرضہ	مفروضہ

89	Ideal	خیالی۔ ذہنی۔ عینی نصب	عینی۔ آدرش۔ مثالی
90	Idealism	عینی	عینیت۔ آدرش پسندی
91	Illegitimate	ناجائز اولاد۔ حرامی	ناجائز
92	Illiteracy	ناخواندگی	ناخواندگی
93	Imitation	تقلید	نقل۔ تقلید
94	Incest	زنائے محرم	مباشرت محرم
95	Individual	فرد انسانی۔ فرد انفرادی	فرد۔ انفرادی
96	Individualism	انفرادیت	انفرادیت
97	Individualization	تفرید۔ منفرد ہونا یا کرنا	انفرادیانا
98	Indolence	سستی ۔ آرام طلبی۔ کاہلی	کاہلی
99	Industrial	صنعتی	صنعتی
100	Industry	صنعت و حرفت۔ ملک کی	صنعت
101	Infanticide	بچہ کشی	طفل کشی
102	Inherited	ارثی	موروثی
103	Instinct	جبلت	جبلّت
104	Instinctive	جبلی	جبلی
105	Institution	ادارہ۔ رسم۔ آئین۔ دستور۔ قانون۔ شعیرہ	ادارہ
106	Integration	اجتماع	یکجہتی۔ ادوام۔ تکمیل
107	Investigation	تحقیق	کھوج۔ تفتیش
108	Juvenile Delinquency	طفلانہ خطا	نوعمری کی خطاکاری۔ کم سنی جرم۔
109	Labour	محنت ۔ مزدور۔ عمل۔	مزدور۔ محنت
110	Land tenure	عطایائے اراضی۔	ملکیت۔ لگان داری
111	Leader	قائد	نیتا۔ رہنما۔ قائد

112	Leadership	قیادت	قیادت۔ رہنمائی
113	Literacy	خواندگی	خواندگی
114	Masses	عوام	عوام
115	Method	منہاج ۔ علمی تحقیق کا طریقہ	طریقہ
116	Mob	انبوہ	ہجوم
117	Monogamy	یک ازدواجی	یک زوجگی
118	Morale	حوصلہ	حوصلہ
119	Morality	اخلاق	اخلاق
120	Mores	رواج	جگ ریت۔ کثریت
121	Motive	محرک۔ ترغیب	محرک
122	Nation	قوم	قوم
123	Nationalism	قوم پرستی	قوم پرستی
124	Nationality	قومیت	قومیت
125	Nature	قدرت۔عالم۔ طبیعی۔ فطرت	فطرت۔ماہیت۔ نوعیت
126	Nomadism	خانہ بدوشی	خانہ بدوشی
127	Objective	ظہوری	معروضی
128	Optimum population	متوازن آبادی	ممکنہ آبادی۔ موزوں آبادی
129	Organism	جسم نامی۔ جسم نباتی۔	عضویہ
130	Organization	تنظیم۔ ادارہ	تنظیم
131	Over population	کثرت آبادی	کثرت آبادی
132	Pathology	مرضیانہ	مرضیات
133	Patriarch	سر قبیلہ	پدر
134	Patriarchal	سر قبیلی	پدر۔ پدر اقتداری
135	Patriotism	وطنی پرستی	حب الوطنی۔ وطن پرستی

136	Pauperism	کنگالی ۔ قلاشی	دیوالیہ پن
137	Penitentiary	تعزیر خانہ	اصلاحی جیل
138	Personality	شخصیت ۔ شخصیہ	شخصیت
139	Philanthrophy	محبت بنی نوع۔ خدمت بنی نوع۔ خیرات۔	ہمدردی۔ فیاضی۔ خیرات
140	Polyandry	چند شوہری	کثیر شوہریت
141	Polygyny	چند زنی	کثیر زوجیت
142	Postulate	عملی مفروضہ	اصول موضوعہ
143	Prestige	سطوت	دبدبہ
144	Primitive	ابتدائی۔ غیر متمدن	قدیمی
145	Promiscuity	بے قید مباشرت	جنسی آزادی
146	Prostitution	عصمت فروشی	جسم فروشی
147	Public	عموم۔ جمہور۔ عمومی۔ عوام	عوام۔ عام لوگ
148	Puritanism	کثرین	بنیاد پرستی
149	Race	نسل	نسل
150	Race Mixture	نسلی میل	نسلی آمیزش
151	Rational	عقلی۔ معقول	عقلی
152	Rationalism	عقلیت	عقل پسندی
153	Rationalization	عقلیتی تنظیم	بارآوری
154	Reform	اصلاح تجدید	سدھار۔ اصلاح
155	Reformatory	تادیب خانہ	سدھار گھر
156	Restraint	ضبط نفس	روک
157	Sectarian	فرقہ پرست	فرقہ واری
158	Sectarianism	فرقہ پرستی	فرقہ واریت
159	Secularization	دنیوی بنانا	غیر مذہب کاری

160	Seduction	ورغلانا	پھسلانا۔ بہکانا۔ ورغلانا
161	Sentiment	احسات	میلان۔ بھاونا
162	Sex	جنس۔ صنف	جنس
163	Sex Instinct	جنسی جبلت	جنسی جبلت
164	Sexual	جنسی	جنس
165	Social attitude	عمرانی میلان	سماجی رویہ
166	Social contract	عمرانی معاہدہ	سماجی معاہدہ
167	Social control	سماجی (یاعمرانی) ضبط	سماجی کنٹرول
168	Social pathology	سماجی مرضیات	سماجی مرضیات
169	Social retrogression	عمرانی رجعت	سماجی پس روی
170	Social sanction	سماجی یا عمرانی تائید	سماجی منظوری
171	Social self	عمرانی نفس	سماجی ذات
172	Social welfare	رفاہ عمرانی	سماجی بہبود
173	Social will	سماج کا منشا	سماجی نیت
174	Telesis	بامقصد ہونا	دوچشمی
175	Tradition	روایت	روایت
176	Tribe	قبیلہ	قبیلہ
177	Under-population	کم آبادانی	قلت آبادی
178	Vice	عیب	عیب۔ برائی
179	Vitality	قوت حیات	قوت حیات

اصطلاحاتِ سیاسیات(Political Science)کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف و ترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Absolute monarchy	مطلق شاہی	مطلق العنان بادشاہی
2	Administration of Justice	انتظام معدلت	عدل گستری
3	Agency functions	فرائض گماشتگی	ایجنسی
4	Anarchy	عدم حکومت۔ نراج	نراج
5	Appropriation	تصرف	تصرف
6	Aristocracy	اعیانیت	اشرافیہ۔ارسٹوکراسی۔ اشرافی حکومت
7	Assembly	جمعیت	مجلس۔اسمبلی
8	Autocracy	مطلق العنانی	شخصی حکومت
9	Autonomy	سوراج	خود مختار
10	Ballot box	صندوق رائے اندازی	بیلٹ بکس
11	Bye-election	درمیانی انتخاب	ضمنی انتخاب
12	Cabinet	کابینہ۔ مجلس وزراء۔کیبنٹ	کابینہ
13	Canton	کینٹن (مملکت سوئزرلینڈ میں حلقۂ حکومت)	کینٹن (سوئزرلینڈ کا صوبہ)

14	Casting vote	فیصلہ کن رائے	صدر کا فیصلہ کن ووٹ، کاسٹنگ ووٹ
15	Centralization	مرکز الا تمرکز	مرکز کے تحت لانا۔ مرکزیت لانا۔ مرکزیانا
16	Chamberlain	عرض بیگی	حاجب۔ افسر امیر خانہ داری
17	Chamber of commerce	ایوان تجارت	ایوانِ تجارت
18	Chamber of Deputies	دارالنائبین	ایوان نائبین۔ چیمبر آف ڈیپوٹیز
19	Chamber of princes	ایوان والیاں ریاست۔	چیمبر آف پرنسز۔ ایوان راجگان
20	Charter	چارٹر۔ منشور	چارٹر منشور۔ اختیار نامہ
21	Chartism	منشوریت	چارٹزم
22	Chivalry	فروسیت۔ فتوت ومروت	جانبازی۔ تہور۔ مردانہ اخلاق
23	Chronology	تقویم۔ سنویت	علم سنین۔ سنیات
24	City-state	شہری مملکت	شہری ریاست
25	Collectivism	اجتماعیت	اجتماعیت
26	College of ephirs of Cardinals	حلقہ (کارڈینل انتخاب کنندگان)	کارڈینل
27	Colonies	نوآبادیات	نوآبادیات
28	Comilia centuriata	مجلس سنتوریہ	کومی شی آسنچوریاتا۔ صدر رکن مجلس عام۔ صدر رکن کمیشیا

29	Comitia tributa	مجلس قبائلی	کومی شی آٹری بوٹا خیلوں (قدیم روم) یا قبیلوں کی کمیشیا
30	Commission	اختیار حکم۔ پروانہ تقرر نیابت۔ مجلس ماموریہ۔	کمیشن
31	Committee	ذیلی جماعت۔ مجلس	کمیٹی
32	Common Land	شاملاتی اراضی۔ گاؤٹھان	شاملات دہی۔ مشترکہ زمین
33	Common Law	قانون عرض۔	کامن لا۔ قانون عرضی
34	Commonwealth	دولت عامہ۔ فلاح عامہ	دولت مشترکہ
35	Community	ملت	کمیونٹی۔ برداری۔ فرقہ
36	Composite states	مرکب مملکتیں	مخلوط ریاستیں
37	Confederacy	حکومت اجتماعی۔ موئیدین حکومت	نیم وفاقیہ
38	Confederation	عہدیت	نیم وفاق۔ نیم وفاقیہ
39	Congress	کانگریس (اضلاع متحدہ امریکہ کا دارالعوام)	کانگریس
40	Conservative	قدامت پسند۔ دستور	کنزرویٹو۔ قدامت پسند
41	Constitution	دستور۔ دستور اساسی	دستوراساس
42	Consulate	قنصلیہ	کانسلیٹ۔ کانسل خانہ۔ قونصل خانہ
43	Cosmopolitan	ہمہ وطن۔ ہمہ وطنی۔	ہردیسی۔ وسیع المشرب
44	Cosmopolitanism	عالمیت	وسیع المشربی
45	Council	کونسل۔ مجلس	کاؤنسل
46	Council of state	مجلس نظمیہ	راجیہ سبھا (ہندوستان)

47	Coup	حکمت عملی	ناگہانی وار
48	Crisis	بحران	بحران
49	Dark-ages	قرون مظلمہ۔ ازمنئہ تاریک	تاریک دور
50	Delegate	وفید۔ مندوب	تفویض کرنا۔ مندوب۔ ڈیلی گیٹ۔
51	Delegation	وقادت۔ توفید	ڈیلی گیشن۔ جماعت مندوبین
52	Democracy	حکومت جمہوری۔ عمومیہ۔ عمومی حکومت۔	ڈیموقراطیہ۔ جمہوریت۔ پرجاتنتر
53	Department	شعبہ۔ محکمہ۔ صیغہ۔	محکمہ
54	Derived	فرعی۔ تبعی۔ مشتق	ماخوذ
55	Despotism	استبداد۔ مطلق العنانی	مطلق العنانیت۔ استبدائیت
56	Devolution	انتقال	منتقلی (اختیارات)
57	Dictator	حاکم مطلق۔ آمر مطلق	آمر۔ ڈیکٹیٹر
58	Diet	مجلس ملی۔ مجلس ڈائیٹ	ڈائٹ۔ جرمن یا آسٹرین۔ قومی مجلس مقننہ
59	Divine	خداداد	اموہی۔ الٰہیاتی
60	Divine right	حق الٰہی	خداداد اختیار۔ خداداد حق
61	Dyarchy	دو عملی	دو عملی حکومت
62	Equity	نصفت۔ معدلت۔	استحسان۔ اصول معدلت
63	Exchequer	خزانہ	محکمہ خزانہ
64	(The) Executive	جماعت عاملہ۔ عاملانہ	عاملہ۔ منتظمہ

65	Family	خاندان۔ نظام	کنبہ۔ گھرانہ۔ خاندان
66	Fealty	اطاعت	اقرار اطاعت۔ اقرار وفاداری
67	Federalism	وفاقیت۔ وفاقی حکومت	وفاقیت
68	Federal state	وفاقیہ۔ وفاقی حکومت۔	وفاقی ریاست
69	Federation	اتفاق۔ متفقیت۔ وفاق۔ وفاقی حکومت وفاقی نظام۔ وقافیہ	وفاقیہ
70	Feudalism	جاگیرت۔ جاگیرداری	جاگیرداری نظام۔ جاگرداریت۔ فیوڈلزم
71	Fief	ال تمغہ۔ جاگیر	تعلقہ
72	Finance	مالیات۔ مالیہ۔ مال	مالیات۔ مالیہ۔ سرمایہ کاری
73	Financial	مالیاتی	مالی
74	Governance	حکمرانی	حکمرانی
75	Government	حکومت	سرکار۔ حکومت
76	Governor-General	گورنر جنرل	گورنر جنرل
77	Hegemony	قیادت	تسلط۔ غلبہ۔ قیادت
78	High commissioner	مامور اعلیٰ	ہائی کمشنر
79	Home rule	سوراج۔ حکومت۔ خوداختیاری	خوداختیار حکومت۔ ہوم رول۔
80	Hostage	یرغمال	یرغمال
81	House of commons	دارالعوام۔ بیت العوام۔	دارالعوام۔ ہاؤس آف کامنز
82	House of Lords	بیت الامراء۔ دیوان خاص	دارالامراء
83	House of Parliament	ایوان پارلیمنٹ۔	ایوان پارلیمنٹ
84	House of Representatives	دارالنائبین	ایوان نمائندگان

85	Idealism	مطمحیت	عینیت۔ فلسفہ عینیت
86	Imperial	امپیریل۔ شاہی	خسروی۔ شہنشاہی
87	Imperium	امپریت (امپریم)	اختیار اعلیٰ (روم)
88	Individualism	انفرادیت	انفرادیت
89	Initiative	ہدایت	پیش قدمی۔ اقدام۔ پہل
90	Institution	ادارہ۔ رسم۔ آئین۔ دستور۔ قانون۔ شعیرہ	قیام۔ اجرا۔ ادارہ
91	International Law	قانون بین الاقوام۔	بین الاقوامی قانون
92	Investiture	رسم تشریف۔ تقرر	عطائے اعزاز و خطاب خلعت پوشی
93	Isolation	انفراد	علحدگی۔ بے تعلقی
94	Judge	جج۔ قاضی	جج
95	Judiciary	عدالتی ریکارڈس۔ سجلاتِ عدالت۔ جماعت عدلیہ۔	عدلیہ
96	Jurist (Jurisconsult)	مقنن	ماہر قانون۔ عالم قانون (رومی)
97	Jurisdiction	حد اختیار	دائرہ اختیار
98	Jurisprudence	قانونیات۔ اصول قانون	علم قانون۔ فلسفہ قانون
99	Jury	جوری۔ جیوری	جیوری
100	Justice of the peace	ناظم امن۔ اعزازی ناظم فوجداری	چھوٹے درجے کا مجسٹریٹ جسٹس آف پیس
101	Justiciar	صدر عادل۔ صدر اعظم	سیاسی و عدالتی افسر اعلیٰ (انگلستان)
102	King in Council	بادشاہ با اجلاس کونسل	بادشاہ بہ اجلاس کونسل
103	King in Parliament	بادشاہ با اجلاس پارلیمنٹ	بادشاہ بہ اجلاس پارلیمنٹ

104	Kingship	شاہی	بادشاہت
105	Kinship	برادری۔ رشتہ داری	قرابت
106	Knight	مبارز۔ نائٹ	نائٹ۔ بانکا سوار
107	Knight's fee	مبارزی جاگیر۔ جاگیر مبارز	نائٹ کی جاگیر
108	Laissez-Faire	اصول عدم مداخلت۔ غیر مداخلت	اصول عدم مداخلت
109	Law State	قانونی مملکت۔ سلطنت	ریاستی قانون
110	Legend	افسانہ	عبادت۔ داستاں
111	Legislation	وضع قانون۔ قانون سازی	قانون۔ قانون سازی
112	(The) Legislative	جماعت مقننہ۔ وضع قوانین کی مقننہ۔ وضع قانون	قانون سازانہ منصب۔ قانون سازانہ کام
113	Legislative Assembly	مجلس مقننہ۔ جمیت مقننہ	مجلس قانون ساز
114	Legislature	جماعت مقننہ	مقننہ
115	Liege Lord	رئیس یا امیر واجب الاطاعت	لج لارڈ (جو لوگوں کو خدمات جنگی کی شرط پر جاگیر دے)
116	Local Board	مقامی مجلس	مقامی بورڈ
117	Local self Government	مقامی حکومت خود اختیاری بلدیہ۔	خود اختیاری حکومت
118	Magna charta	منشور اعظم ۔ سند اعظم	میگنا کارٹا
119	Majority	کثیر۔ کثرت۔ کثرت رائے	کثرت رائے۔ اکثریت

120	Manor	مستقر جاگیر۔ مینر۔ پرگنہ	گڑھی۔ تعلقہ۔ علاقہ
121	Middle ages .	قرون وسطی۔ ازمنہ وسطی	عہد وسطی
122	Migration	نقل وطن۔ ہجرت	ترک وطن
123	Minority	اقلیت۔ قلت۔ قلت رائے	اقلیت۔ نابالغی
124	Missionary	مبلغ	پرچارک۔ مشنری۔ مبلغ
125	Mixed state	ممزوج حکومت	مخلوط ریاست
126	Mobocracy	انبوہ سری	انبوہیت۔ انبوہ گردی
127	(The) Mysteries	اسرار	راز۔ رمز
128	Nihilism	فنائیت۔ عدمیت۔ اعدامیت	نہلزم۔ مسلک انکار
129	Nobility	گروہ اعیان	طبقہ امراء
130	Non-interference	عدم مداخلت	عدم دخل اندازی
131	Objective	ذہنی۔ معروضی	مقصد۔ مدعا
132	Ochlocracy	ازدہامیہ۔ انبوہی مملکت	انبوہی حکومت انبوہ گردی
133	Oligarchy	عدیدیہ۔ چندسری حکومت۔ معدودیہ۔ عدیدیت	اولی غارکیہ۔ اولی گارکیہ۔ چندسری حکومت
134	Opposition	ارکان مقابلہ۔ فریق مقابل	حزب مخالف۔ اپوزیشن
135	Ordeal	امتحان۔ آزمائش	آزمائش۔ امتحان
136	Ordinance	احکام ہنگامی۔ حکم۔ فرمان	آرڈی نینس
137	Organization	عضویت	تنظیم
138	Origin	اصل۔ مبداء۔ مآخذ	ابتدا۔ اصل۔ آغاز
139	Outlaw	اشتہاری مجرم۔	اشتہاری مجرم۔ قانون باہر۔ خارج از قانون

140	Parliament	پارلیمنٹ۔ ملکی مجلس۔ پارلیمان۔ مجلس شوریٰ	پارلیمنٹ
141	Party	گروہ۔ فریق۔ فرقہ	جماعت۔ پارٹی
142	Party government	فرقہ بندی کی حکومت	پارٹی حکومت۔ پارٹی گورنمنٹ
143	Pastoral stage	عہد شبانی	دور راعیانہ
144	Patrician	اشراف	ہیٹ ریشن (قدیم روم) رکن طبقہ امراء
145	Patronage	مربّی گری	اختیار تقرر۔ سرپرستی۔ نوازش مکرمت
146	Patronym	جد نام۔ جدی نام	اسم جدی۔ جدی نام
147	Personal Law	شخصی قانون	پرسنل لاء
148	Plebiscite	استشارہ۔ رائے طلبی	رائے شماری
149	Plutocracy-Plutarchy	قارونی حکومت۔ قارونیہ	زرداریہ
150	Police state	کوتوالی مملکت۔	پولیس اسٹیٹ
151	Political science	سیاسیات۔ علم السیاسیات	علم سیاسیات
152	Politician	سیاسی	سیاستداں۔ سیاست کار
153	Politics	سیاسیات	سیاست
154	Polity	دولت عامہ۔ اصول حکومت عمومیت (ارسطو)۔	نظام اجتماعی۔ نظام ریاست۔ ریاست
155	Prerogative	اختیار خصوصی	اختیار خصوصی
156	President	صدر	صدر
157	Prince	نواب۔ حکمران	شاہزادہ

158	Prince Consort	عقد التاج	پرنس کنسرٹ۔ ملکہ کا شوہر
159	Privileged classes	امتیازی طبقات۔	مراعات یافتہ طبقہ۔ مرعاتی طبقہ
160	Privy Council	مجلس خاص۔ مجلس خاصہ۔ پریوی کونسل۔	پریوی کونسل
161	Proclamation	فرمان	رسمی اعلان
162	Projection	پیداوار۔ پیدائش دولت	باہر کو نکلا ہوا۔ اشاعت خاکہ
163	Provisions	قواعد۔ شرائط	شرائط
164	Public opinion	رائے عامہ	رائے عامہ
165	Question of fact	امر وقعاتی۔ امر واقعہ	امر قانونی
166	Race	نسل	نسل
167	Referendum	مراجعہ	ریفرنڈم۔ رائے طلبی استفسار رائے
168	Reformation	عہد اصلاح۔ مذہب کی تجدید	مذہبی اصلاح کی تحریک
169	Representation	نیابت۔ نمائندگی	نمائندگی
170	Representative	نیابتی۔ نائب۔ نمائندہ	نمائندہ
171	Republic	جمہوریہ	جمہوریہ
172	Resolution	قرار داد	تجویز۔ قرارداد۔ ریزولیوشن۔
173	Restoration	عود۔ بحالی۔ خود شاہی۔	ریسٹوریشن۔ عالی شاہ
174	Secretary	سیکرٹری۔ معتمد	سیکریٹری

175	Secular	دنیاوی	سیکولر
176	Self-government	حکومت خود اختیاری	حکومت خود اختیاری
177	Senate	سینات۔ سینیٹ۔ مجلس رفقاء	سینیٹ
178	Serfdom	سرفیت۔ زرعی غلامی	زرعی غلام
179	Session	اجلاس۔ نشست	اجلاس
180	Socialism	اشتراکیت	اشتراکیت سوشلزم
181	Sovereign	فرماں روا۔ مقتدر اعلیٰ	مقتدر اعلیٰ
182	Speaker	صدر دارالعوام۔ مقرر	اسپیکر
183	State	مملکت	ریاست
184	States General	اسٹیٹس جنرل۔ طبقاتِ مجتمعہ	اسٹیٹس جنرل
185	Statesman	سیاست داں۔ مدبر	مدبر
186	Supreme authority	مقتدر اعلیٰ	اختیار اعلیٰ۔ حاکم اعلیٰ
187	Suzerainty	فرمانروائی	حکم فرمائی
188	Synchronism	ہم زمانگی۔ ہم زمانیت	ہم زمانیت
189	Theocracy	مذہبی حکومت	دینی حکومت
190	Tory	فرقہ۔ قدامت پسند۔	ٹوری
191	Tradition	روایت	روایت
192	Treason	غداری	غداری
193	Trial by combat	فیصلہ بذریعہ جنگ	فیصلہ مبارزی
194	Tyranny	خود سری مملکت۔ جبریہ	استبدادیہ۔ استبدادیت

195	Tyrant	خود سر	ظالم۔ مستبد
196	Ultimatum	پیام آخری	الٹی میٹم
197	Village community	جماعت دیہی	دیہی برادری

اصطلاحاتِ فلسفہ (Philosophy) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سر رشتۂ تالیف و ترجمہ (دار الترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Absolute	مطلق	مطلق
2	Academy	اقدمیہ	اکادمی
3	Accident	عارضہ	حادثہ۔ عرض
4	Actuality	بالفعلیت	واقعیت
5	Appearance	ظہور	ظاہری شکل۔ شہود
6	Atomism	ذریت	نظریہ جوہریت
7	Attribute	صفت۔ وصف	عرض۔ صفت
8	Authority	اقتدار۔ سند	اختیار۔ سند۔ حاکم
9	Autonomous theory	نظریہ قانون اندات	خود اختیار
10	Becoming	حدوث۔ شدن۔ تکون	نمود
11	Causality	علیت۔ تسبیب	علیت
12	Chaos	خوائے بحت	فساد۔ انتشار
13	Conation	ارادہ	جہد
14	Concept	تعقل۔ تصور	تصور
15	Conceptualism	تعقلیت	نظریہ تصورات
16	Conduct	کردار	چال چلن۔ کردار
17	Conscience	ضمیر	ضمیر

18	Deductive	استخراجی۔ قیاسی	استخراجی
19	Design	غایت	ڈیزائن۔ نظم
20	Determinism	جبریت	تعنیت
21	Dialectic	جدلیات۔ جدلی	جدلیاتی
22	Doctrine	مسئلہ۔ قضیہ۔ اعتقاد۔ اصول	اصول۔ نظریہ
23	Egoism	انائیت۔ الغوئیت	انانیت۔ نظریہ فلاح ذات
24	Empiricism	تجربیت	تجربیت
25	End	غایت۔ سرا	مقصد۔ غایب
26	Entelechy	ماہیت۔ کمال	قوت غائی
27	Epistemology	علمیات	علمیات
28	Essence	عین۔ ذات جوہر	اصل ماہیت ذات
29	Eternity	سرمدیت	ابدیت۔ قدم
30	Ethics	اخلاقیات۔ علم اخلاق	اخلاقیات
31	Evolution	ارتقاء	ارتقاء
32	Existence	وجود۔ بقاء	وجود
33	Exoteric	اہل ظاہر	ظاہری
34	Faculty	قوت۔ فیکلٹی	ملکہ۔ فیکلٹی۔ شعبہ
35	Faith	ایمان۔ مذہب	اعتقاد عقیدہ
36	Fatalism	تقدیریت۔ جبریت	تقدیریت۔ تقدیر پرستی
37	Finalism	قطعیت	غائیت
38	Finite	متناہی	غیر مطلق
39	Form	شکل۔ صورت۔ وضع۔ قسم	صورت۔ ہیت
40	Happiness	مسرت۔ راحت	مسرت۔ سعادت
41	Hedonism	لذتیت	لذتیت
42	Humanism	انسیت	مسلک انسانیت

43	Idea	تصور۔ مثال۔ خیال	تصور عین (فلسفہ افلاطون)
44	Idealism	تصوریت۔ عالم امثالیت	تصوریت۔ مثالیت
45	Identity, Law of	قانون عینیت	اصول عینیت
46	Incarnation	اوتار	تجسیم۔ اوتار
47	Incorruptible	ناقابل فساد	فساد ناپذیر
48	Individual	فرد انسانی۔ فرد انفرادی	فرد۔ انفرادی
49	Individualists	انفرادیہ	فردیت پسند
50	Individuality	انفرادیت	انفرادیت
51	Individuation	تشخیص۔ تفرید	تفرد
52	Intellect	عقل	خرد
53	Intellectualism	عقلیت	دانش وری۔ خردیت
54	Intelligence	عقل مدرکہ	ذہانت
55	Justice	عدالت	عدل
56	Materialism	صادیت	مادیت
57	Monad	فرد۔ موناد	موناد۔ احدیہ
58	Monadology	فردیات	احدیت نظریہ
59	Monism	واحدیت۔ وحدیت	وحدیت
60	Morality	اخلاقیت	اخلاق
61	Motor	محرک	حرکی
62	Mythology	وثنیات۔ خرافیات۔ صنعیات۔ علم الاصنام۔ وثنیات دیومالا	دیومالا۔ رمزیہ اظہار
63	Mysticism	سریت۔ تصوف	واصلیت۔ باطنیت
64	Nativism	حضوریت	خلقیت
65	Naturalism	فطریت	طبیعت۔ فطرتیت
66	Nominalism	اسمیت	اسمیت

67	Non-being	عدم نتائج سلبی	عدم
68	Normative	معیاری	اقداری۔ عیاری
69	Nothingness	عدم	نیستی
70	Noumenon	عین۔ ذات	بالذات (شئے)
71	Object	شخص۔ شئے۔ معروض۔ محصول	معروض۔ مقصد
72	Objective	خارجی	معروضی۔ مقصد
73	Oracle	خانگاہ۔ کاہن۔ کاہنہ۔	مہم غیب
74	Organism	عضویت۔ نامی مادہ۔ نامیات	عضویہ
75	Pantheism	وجودیت۔ وحدت الوجود فلسفہ ہمہ اوست۔	ہمہ ازاوست
76	Parallelism	متوازیت	متوازیت
77	Perception	ادراک	ادراک
78	Perfectionism	کمالیت	نظریہ تکمیلیت
79	Pessimism	قنوطیت۔ یاسیت	قنوطیت
80	Phenomenon	اثر ظہور۔ مظہر۔ حادثہ۔ اثر	مظہر
81	Physiognomy	علم قیافہ	علم قیافہ
82	Possibility	امکان	امکان
83	Potentiality	استعداد مضمرہ۔ استعداد کا منہ۔ بالقوائیت۔	بالقوۃ وجود
84	Principle	اصول	اصول
85	Probability	اغلبیت	احتمال۔ احتمالات
86	Proposition	قضیہء موجبہ	قضیہ
87	Purification	تزکیہ	تزکیہ
88	Purpose	مقصد	مقصد

89	Quietism	استغراق	عزلت پسندی
90	Rational	ذو ادراک	عقلی
91	Rationalism	عقلیت	عقلیت
92	Reaction	رد عمل	رد عمل
93	Reason	عقل۔ عقل استدلال	عقل۔سبب
94	Reflection	تامل	انعکاس۔ تفکر
95	Relation	اضافت	نسبت۔ تعلق
96	Relief	مثبت کاری	امداد۔راحت
97	Renaissance	زمانہ احیائے نشر علوم۔ نشاۃ جدیدہ	نشاۃ ثانیہ
98	Schism	فرقہ	افتراق
99	Scholastics	مدرسین۔ حکمائے الٰہیات ۔	متعلمانہ۔ تحصیلی مدرس
100	Sensation	احساس	تحیس لمس
101	Sensationalism	حسیت	تحسیسیت
102	Sense	حس	حس۔ حاسہ
103	Sensibility	حسیت۔ قابل حس	احساسیت۔احساس پذیری
104	Theism	دینیت ۔ اللّٰہیت	الہٰیت
105	Thought	فکر	فکر
106	Universal	کل ۔ کلی	کلی۔کلیہ
107	Utilitarianism	افادیت	افادیت
108	Will	ارادہ	ارادہ۔ عزم
109	Wisdom	دانش ۔	عقل و حکمت

اصطلاحاتِ معاشیات (Economics) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف و ترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Absentee landlord	پرباس زمیندار	غیر حاضر زمیندار
2	Absentee landlordism	پرباس زمینداری	غیر حاضر زمینداری
3	Active circulation	اجرائی رواں	فعال گردش
4	Ad Valorem duties	محصول بحساب قیمت	قدری محصول
5	Agent	عامل ' گماشتہ' کارندہ' ایجنٹ	ایجنٹ
6	Agricultural Labour	زرعی محنت۔ یا مزدوری	زرعی مزدور
7	Agricultural Marketing	زرعی پیداوار کی فروخت	زرعی خرید وفروخت۔ زرعی بیوپار۔
8	Agriculture	زراعت	زراعت
9	Allowance	بھتہ' الاؤنس	الاؤنس
10	Amount	مقدار	رقم
11	Applied Economics	معاشیات عملی	اطلاقی معاشیات
12	Apprenticeship	کار آموزی	نوآموزی
13	Art	فن	فن۔ آرٹس
14	Artisan	دستکار	دستکار
15	Assessment	تشخیص مالگزاری۔	تشخیص۔ تخمین

16	Assessor	اسیسر	تشخیص کار۔ پرکھیا
17	Asset	اثاثہ	اثاثہ
18	Assumption	مفرضہ	مفروضہ
19	At par	مساوات	برابر۔ مساوی
20	Average	متوسط ۔ اوسط	اوسط
21	Average Price	قیمت متوسط	اوسط قیمت
22	Balance	توازن۔ ترازو ۔ میزان	توازن۔ بقایا
23	Balance of trade	توازن تجارت	توازن تجارت
24	Banker	ساہ	بنک کار
25	Banking	بنکاری	بینک کاری
26	Bankrupt	دیوالیہ	دیوالیہ
27	Barter	جنسی مبادلت ۔ مبادلۂ اشیأ	تبادلۂ اشیأ۔ بارٹر
28	Bill at sight	درشنی ہنڈی	درشنی ہنڈی
29	Bill of loading	لداؤ پرچہ	بارنامہ
30	Bimetallism	فلزی طریق۔ فلزینی طریق دوریائی۔	دودھاتیت
31	Bounty	مالی امداد ۔ امداد	عطیہ۔ سرکاری امداد
32	Budget	موازنہ۔ میزانیہ۔ بجٹ	بجٹ
33	Budget Estimates	تخمینی موازنہ ۔ تقدمہ	بجٹ تخمینے
34	Capital	اصل ۔ سرمایہ ۔ پونجی	اصل۔ سرمایہ
35	Capital Fixed	اصل قائم	قائم اصل
36	Capital Goods	اشیائے اصل	اشیا اصل
37	Capital works	کارہائے اصل	رواں سرمایہ
38	Capitalisation	تاصیل	اصلیایانا
39	Capitalised value	سربستہ مالیت (اصل کی)	اصلیائی قدر

40	Capitalist	اصل دار ۔ سرمایہ دار	سرمایہ دار
41	Chancellor of exchequer	وزیر مال ۔ وزیر خزانہ	وزیر خزانہ
42	Charges, depreciation	مطالبات فرسودگی	فرسودگی معاوضہ
43	Cheque	چیک	چیک
44	Capital, circulating	اصل دائر	دائر اصل
45	Circulating Medium	زر رواں	دائر ذریعہ
46	Coin	سکہ	سکہ
47	Coinage	تسکیک ۔ سکہ سازی	سکہ سازی
48	Collective	اجتماعی	اجتماعی
49	Collective bargaining	اجتماعی معاملت	اجتماعی سوداکاری
50	Combination	اتحاد	اشتراک ۔ اتحاد ۔ اتصال
51	Commercial	تجارتی	کاروباری ۔ تجارتی
52	Company	شرکت ۔ کمپنی	کمپنی
53	Compensation	تلافی	معاوضہ ۔ تلافی
54	Competition	مسابقت ۔ مقابلہ	مقابلہ ۔ مسابقت
55	Composite demand	طلب مجموعی یا طلب مرتب	مخلوط مانگ
56	Composite supply	رسد مرکب	مخلوط رسد
57	Composition	ترکیب	درجہ بندی ۔ جماعت ۔ ترتیب
58	Concentration	ارتکاز	ارتکاز
59	Conciliation	مصالحت ۔ ثالثی	صلح ۔ صفائی ۔ مفاہمت
60	Conciliation board	مصالحتی بورڈ ۔ ثالثی بورڈ	مفاہمتی بورڈ
61	Conciliator	ثالث	صلح کرنے والا ۔ مفاہم
62	Concrete	مقرون	ٹھوس

63	Confiscation	ضبطی	ضبطی
64	Conscience money	زر کفارہ	ضمیر ادائیگی
65	Constant costs	استمرار مصارف	ثابت لاگت
66	Consumer	صارف	صارف
67	Consumer's capital	اصل مصارف	صارفی اصل
68	Consumer's surplus	توفیر مصرف۔ توفیر صارف۔ نفع صارف	نفع صارف
69	Consumption	صرف	صرف
70	Consumption capital	صرفی اصل	صرفی اصل
71	Consumption of wealth	صرفی دولت	دولتِ صرف
72	Contract	گتہ۔ ٹھیکہ۔ معاہدہ	ٹھیکہ۔ معاہدہ
73	Conversion	تبدیلی مالیات	تبدیلی
74	Convertible	بدل پذیر	قابلِ بدل
75	Co-operation	امدادِ باہمی۔ تعامل۔	کوآپریشن۔ تعاون
76	Co-operative	امداد باہمی	کوآپریٹو۔ تعاونی
77	Co-operative Society	انجمن امداد باہمی	کوآپریٹو انجمن
78	Corn law	قوانین غلہ	کارن لاز
79	Corporation	کارپوریشن ۔ شخصیہ	کارپوریشن
80	Cosmopolitanism	عمومیت	پردیسی پن
81	Cost	مصارف	لاگت
82	Cost of Production	مصارف پیدائش	پیداواری لاگت
83	Cost price	لاگتی قیمت	لاگتی قیمت
84	Cottage Industries	گھریلو صنعتیں	گھریلو فیض

85	Countervailing duty	تلافی محصول	متلافی ڈیوٹی
86	Craft guild	حرفتی جتھے	پیشہ گلڈ
87	Credit	ساکھ۔اعتبار۔قرضہ۔ادھار۔	کریڈٹ۔ساکھ۔ادھار
88	Credit	رقم واجب الوصول۔ساکھ۔	کریڈٹ۔ساکھ۔ادھار
89	Credit bill	اعتباری ہنڈی	قرض بل۔قرض ہنڈی
90	Credit instrument	ساکھ دستاویز	قرض دستاویز
91	Credit Society	انجمن قرضہ۔قرضئی انجمن	قرض انجمن۔کریڈٹ سوسائٹی
92	Creditor	لین دار	قرض خواہ
93	Crisis	بحران	بحران
94	Cultivation	کاشت	کاشت
95	Cultivation Extensive	کاشت وسیع	وسیع کاشت
96	Cultivation Intensive	کاشت عمیق	گہری کاشت
97	Currency Contraction of	زر کا کھچاو	کرنسی تخفیف
98	Currency Expansion of	توسیع زر	کرنسی پھیلاؤ
99	Currency, Appreciation of	زرکا چڑھاو	کرنسی کا قدر اضافی
100	Currency, Depreciation of	زر کا اُتار	کرنسی فرسودگی
101	Currency, Devaluation of	زر کی کم قدری	کرنسی کم قدری
102	Current account	چالو کھاتہ۔حساب رواں۔ رواں کھاتہ	رواں کھاتہ۔چالو کھاتہ
103	Customs	محصول درآمد و برآمد۔ کروڑگیری	کسٹم
104	Customs union	اتحاد کروڑگیری	کسٹم یونین
105	Debit	رقم واجب الاوا۔ دین	قرض

106	Debit Floating	عارضی قرضہ	غیر معیادی قرض
107	Debit funded	ذخیرہ کار قرضہ	میعادی قرض
108	Debit Public	سرکاری قرضہ	سرکاری قرض
109	Debit Unfunded	بے ذخیرہ قرضہ	غیر میعادی قرض
110	Debt	قرضہ	قرض
111	Debtor	دیندار	مقروض
112	Deduction	استخراج	منہائی
113	Deductive method	استخراجی طریقہ	استخراجی طریقہ
114	Deficit Budget	قاصر موازنہ	خسارہ بجٹ
115	Definition	تعریف	تعریف
116	Deflation	تخریط اجراء (زر) رفع انتفاخ	تقلیل
117	Deflation of currency	رفع انتفاخ زر	تقلیل زر
118	Deforestation	بن کٹائی	جنگل گھٹوتی
119	Degressive taxation	متناقص محصول	درجہ وار ٹیکس کاری
120	Demand	طلب	مانگ۔ طلب
121	Demand curve	طلب کا منحنی	خط طلب
122	Demand price	قیمت طلب	قیمت طلب
123	Demand schedule	جدول طلب	گوشوارہ طلب۔ طلب جدول
124	Demand, inelastic	بے لوچ طلب	بے لوچ مانگ
125	Demurrage	دیرانہ	ہرجانہ
126	Denominator of value	قدر نما	مندرج قدر
127	Departmental Store	شعبہ وار اسٹور	شعبہ جاتی دوکان
128	Deposit	امانت۔ زر امانت۔ جمع کردہ رقم	جمع۔ ڈپازٹ

129	Depositor	جمع کنندہ	جمع کار
130	Depression	سرد بازار۔ مندا سما	سرد بازاری۔ کساد بازاری
131	Diminishing return	تقلیل حاصل	گھٹتے حاصلات
132	Diminishing utility	تقلیل افادہ	بلاواسطہ افادہ۔ افادیت
133	Distribution of wealth	تقسیم دولت	تقسیم دولت
134	Disutility	اعدام افادہ	عدم افادہ
135	Dividend	مقسوم	منافع
136	Divisibility	تقسیم پذیر۔ جزو پذیر	تقسیم پذیری
137	Division of labour	تقسیم عمل۔ تقسیم کار	تقسیم کار
138	Domestic	خانگی۔ گھریلو	داخلی۔ گھریلو
139	Dose	جرعہ	مقدار۔ واحدے۔ ڈوز
140	Dose marginal	جُرعہ مختتم	حاشیائی مقدار
141	Double standard	دہرا معیار ۔	دو معیاری
142	Draft	دقع ۔ ڈرافت	ڈرافٹ
143	Drawer	ہنڈی لکھنے والا	ہنڈی بھنانے والا
144	Dumping	اشیأ کی بھر مار	بھرماری
145	Duopoly	دوخارہ	دواجارہ
146	Duty Ad Valorem	قیمت واری محصول	محصول بہ حساب قیمت
147	Earning	کمائی	کمائی
148	Economic activity	معاشی جدوجہد	معاشی سرگرمی
149	Economic friction	معاشی رکاوٹ	معاشی مزاحمت
150	Economic liberalism	معاشی آزاد خیالی	معاشی آزاد خیالی
151	Economic man	معاشی انسان	معاشی انسان
152	Economic Rent	معاشی لگان	معاشی لگان

153	Economics	علم المعیشت ۔ معاشیات	معاشیات
154	Economics Applied	معاشیات عملی	اطلاقی معاشیات
155	Effective	مؤثر	مؤثر
156	Efficient demand	طلب کامل۔اثردار طلب	مؤثر مانگ
157	Ejectment	بے دخلی	بے دخلی
158	Elastic demand	تغیر پذیر طلب	لوچدار مانگ
159	Elasticity	لوچ۔ لچک۔ بست و کشاد۔	لوچ
160	Elasticity of demand	تغیر پذیری طلب	مانگ لوچ
161	Elasticity of supply	رسد کا لوچ	رسد لوچ
162	Employer	آجر	آجر
163	Endorser	ظہر نگار	مصدق
164	Enterprise	اولوالعزمی	کاروبار کا اندازہ
165	Entertainment Tax	تفریح محصول	تفریحی ٹیکس
166	Equilibrium	توازن	توازن
167	Excise	محصول ملکی پیداوار۔ چنگی۔	آبکاری
168	Excise duties	محصول چنگی	آبکاری محصول
169	Expenditure	مصارف ' خارج' خرچ	خرچ
170	Expenditure Public	مصارف ملکی	سرکاری خرچ
171	Expenses	اخراجات ۔ مصارف	اخراجات
172	Exploitation	استحصال	استحصال
173	Export	بر آمد	برآمد
174	Export duty	برآمدی محصول'محصول برآمد	برآمد محصول
175	Export Trade	برآمدی تجارت	برآمدی تجارت
176	Extensive cultivation	کاشت وسیع ' کاشت عمیق	توسیعی کاشت

177	Extra marginal	زائد حدی	زائد حاشیائی
178	Face value	قیمت مرقومہ	ظاہری قدر
179	Factors of production	عاملین پیدائش	عوامل پیداوار
180	Famine Relief	امداد قحط	قحط امداد
181	Favourable Exchange	مبادلہ موافق	موافق مبادلہ
182	Fiat Money	حکمی زر	حکمی زر
183	Fiduciary	امانتی اعتباری	اعتباری
184	Fiduciary note	اعتباری نوٹ	اعتباری نوٹ
185	Financial	مالیاتی	مالی-مالیاتی
186	Fire insurance	آگ بیمہ	آتش بیمہ
187	Fiscal	مالی	مالیاتی
188	Fixed capital	اصل قائم	قایم اصل
189	Fixed deposit	معیادی امانت	معیادی امانت۔ معیادی جمع
190	Floating debt	عارضی قرضہ	قلیل مدتی قرض
191	Foreign Exchange	خارجی مبادلات	بیرونی زر مبادلہ
192	Foreign Trade	تجارت خارجہ	بیرونی تجارت
193	Free coinage	آزاد سکہ سازی۔آزاد تسکیک	آزاد سکہ سازی
194	Free competition	آزاد مقابلہ۔آزادانہ مقابلہ	آزاد مسابقت
195	Free trade	آزاد تجارت۔آزادنہ تجارت	آزاد تجارت
196	Function of money	فعل زر	زر کے کام
197	Fund	سرمایہ۔ خزینہ	فنڈ
198	Fund Sinking	ذخیرۂ ادائی	ادائی فنڈ
199	Funded debt	ذخیرہ دار قرضہ۔فنڈ کا قرضہ	طویل مدتی قرض
200	Gold bullion standard	سینٹی (سونا+اینٹ) معیار	گولڈ بلین اسٹینڈرڈ

201	Gold Exchange standard	معیار مبادلہ طلائی	گولڈ ایکسچینج معیار۔ سونا مبادلہ معیار
202	Gold Export Point	نقطۂ برآمد طلاء	سونا برآمد حد
203	Grading	درجہ بندی	درجہ بندی
204	Graduate Tax	درجہ داری محصول۔ تدریجی محصول	درجہ بند ٹیکس
205	Grant-in-aid	سرکاری امدادیں	امدادی گرانٹ
206	Gross interest	سود خام	خام سود
207	Gross profit	منافع خام	خام منافع
208	Guarantee	گارنٹی۔ضمانت	ضمانت
209	Guild socialism	پنچایتی (حرفتی) اشتراکیت	گلڈ سوشلزم
210	Handicraft	دستی صنعت	دستکاری
211	Immigration	توطن۔آبسنا توطن داخلی	مہاجرت
212	Increment tax	بڑھوتری محصول۔ توقیری محصول	انکم ٹیکس
213	Indebtedness	قرضداری ۔ مقروضیت	مقروضیت
214	Indentured Labour	اقراری مزدور	اقراری محنت۔اقراری مزدور
215	Index number	انڈکس نمبر۔ اشاری عدد	انڈکس نمبر۔اشاریہ نمبر
216	Inductive	استقرائی	استقرائی
217	Inductive Method	استقرائی طریقہ	استقرائی اصول
218	Industrial Monopoly	صنعتی اجارہ	صنعتی اجارہ
219	Industrialism	صنعتیت	صنعتیت
220	Inflation	افراط اجراء (زر)۔ انتفاخ	افراطِ زر
221	Inheritance tax	محصول وارثت	وراثت ٹیکس
222	Insatiabale wants	احتیاجات غیر تسکین پذیر	ناقابلِ تسکین احتیاجات

223	Insolvency	دوالہ	دیوالیہ پن
224	Insolvent	دوالیہ	دیوالیہ
225	Insurance Policy	بیمہ پالیسی	بیمہ پالسی
226	Insurance premium	بیمہ قسط	بیمہ قسط
227	Intensive Cultivation	کاشت عمیق	کاشت عمیق
228	Interest	سود۔ غرض	سود
229	Interest, Net	سود خالص	خالص سود
230	Internal economics	کفایات داخلی	درونی کفایات
231	International trade	تجارت بین الاقوام	بین قومی تجارت
232	International wealth	بین الاقوامی دولت	بین قومی دولت
233	Intramarginal	تحت حدی	درحاشیائی
234	Intrinsic value	قدر ذاتی	ذاتی قدر
235	Joint cost	مصارف مشترک	مشترک لاگت
236	Joint demand	طلب مشترک	مشترک مانگ
237	Joint Family	خاندان مشترک	مشترک خاندان
238	Joint product	مشترک پیداوار۔ پیداوار مشترکہ	مشترک پیداوار
239	Joint stock company	انجمن سرمایہ مشترک، کارخانہ کاروبار سرمایہ مشترک	مشترک سرمایہ کمپنی
240	Joint supply	رسد مشترک	مشترک رسد
241	Journeymen	نوکار	نیم ماہر کارکن
242	Labour	محنت	محنت۔ مزدور
243	Labour exchange	محنت کا صرافہ	روزگار دفتر
244	Labour force	مزدور جماعت	محنت طاقت
245	Labour market	مزدور بازار	محنت بازار

246	Labour Union	مزدور سبھا	مزدور انجمن
247	Laissez – Fair	اُصول عدم مداخلت	عدم مداخلت
248	Land	زمین	زمین
249	Land Revenue	مالگزاری	مالگزاری
250	Large scale	پیمانہ کبیر	بڑے پیمانے کی۔ کا
251	Large Scale Production	بڑے پیمانہ کی پیدائش	بڑے پیمانے کی پیداوار
252	Law of constant return	قانون استقرار حاصل	قائم حاصل قانون
253	Law of demand	قانون طلب	مانگ کا قانون۔ طلب کا قانون
254	Law of diminishing return	قانون تقلیل حاصل	گھٹتے حاصل کا قانون
255	Law of Substitution	قانون بدل	قانون بدل
256	Liability	رقم واجب الادا۔ دین	واجبات
257	Liability Limited	محدود ذمہ داری	محدود واجبات
258	Liability Unlimited	غیر محدود ذمہ داری	غیر محدود واجبات
259	Liquidation	چکوتا	چکوتا تخلیص
260	Living wage	گذارہ بھر اُجرت	گذارا اجرت
261	Loan	قرض	قرض
262	Local rates	مقامی رسوم	مقامی شرح
263	Lockout	دربندی	تالابندی
264	Long bill	معیادی ہنڈی	طویل مدتی بل
265	Luxury	تعیش	تعیشات
266	Major works	ذرائع آبپاشی کلاں،	تکمیلی کام
267	Manager	منیجر	منیجر

268	Manufacture	صنعت	مصنوعات
269	Manufacturer	صانع	صانع
270	Marginal	مختتم	حاشیائی زاید
271	Marginal cost	مصارف مختتم	حاشیائی لاگت
272	Marginal cultivation	کاشت مختتم	حاشیائی کاشت
273	Marginal dose	جرعہ مختتم	حاشیائی جرعہ
274	Marginal productivity	پیداوری مختتم	حاشیائی پیداوری
275	Marginal utility	افادہ مختتم ۔ افادہ اتم	حاشیائی افادہ
276	Market	بازار	مارکٹ ۔ بازار
277	Market price	بازاری قیمت	بازاری قیمت
278	Maternity benefits	امداد زچہ	زچگی مراعات
279	Means	وسائل	ذرائع
280	Means of subsistance	وجہ معاش	ذرائع گذران
281	Measurer of value	پیمانہ قدر	پیمانہ قدر
282	Medium of exchange	ذریعہ مبادلہ	ذریعہ مبادلہ
283	Merchant	تاجر	سوداگر ۔ تاجر
284	Metallic money	زر فلزاتی	دھاتی زر
285	Middle man	بچولیا	بچولیا ۔ درمیانی آدمی
286	Minimum wages	کم ترین اجرت	کم ترین اجرت
287	Mint	دارالضرب	ٹکسال
288	Mobile	نقل پذیر	گشتی
289	Mobility	نقل پذیری	نقل پذیری
290	Money	زر	زر

291	Money income	آمدنی بشکل زر	نقد۔زری آمدنی
292	Money paper	زر کاغذ	کاغذی زر
293	Money standard	زر ستنہ	معیاری زر
294	Monometallism	یک فلزیت	ایک دھاتیت
295	Monopoly	اجارہ	اجارہ۔اجارہ داری
296	Monopoly price	قیمت اجارہ	اجاری قیمت
297	Monopoly revenue	ماحصل اجارہ	اجاری حاصل
298	Mortgage	رہن	رہن۔ گروی۔ بندھک
299	Mortgagee	مرتہن	مرتہن
300	Mortgagor	راہن	راہن
301	National Economics	معاشیات قومی	قومی معیشت
302	Nationalization	قومیانہ	قومیانہ
303	Natural	قدرتی فطری	قدرتی
304	Natural Law	قدرتی۔فطری قانون	قدرتی قانون
305	Necessaries	ضروریات	ضروریات
306	Net	خالص	خالص
307	Net interest	سود خالص	خالص سود
308	Net product	خالص پیداوار	خالص پیداوار
309	Net Revenue	خالص آمدنی۔ محاصل یا مداحل خالص	خالص آمدنی
310	Nominal	متعارف	ظاہری۔ رسمی۔ علامتی
311	Nominal value	ظاہری قدر۔ قدر وضعی۔	ظاہری قدر علامتی قدر
312	Nominal wages	اجرت متعارفہ۔ ظاہری اجرت	ظاہری اجرت۔ نقد اجرت

313	Non credit society	غیر قرضی انجمن	غیر قرض سوسائٹی
314	Normal Price	معمولی قیمت	نارمل قیمت
315	Normal tax	معمولی محصول	نارمل ٹیکس
316	Occupancy right	حق دخیل کاری	حق دخل
317	Occupancy tenant	دخیل کار اسامی ۔ موروثی کاشتکار	دخل دار کاشت کار
318	Occupation	پیشہ	کام۔پیشہ
319	Occupier	قابض	قابض
320	Octroi Duty	راہداری محصول	چنگی
321	Old Age Pension	بڑھاپا پنشن۔ وظیفہ پیری ۔ کبر سنی کا وظیفہ ۔ وظیفہ معمر	ضعیفی پنشن
322	Open shop	کھلا کارخانہ	آزاد فرم۔اوپن شاپ
323	Out –put	مقدار کام یا پیداوار ماحصل	پیداوار
324	Over investments	بیش سرمایہ کاری	بیش اصل کاری۔ بیش سرمایہ کاری
325	Over population	کثرت آبادی	بیش آبادی
326	Over Production	کثرت پیدائش ۔ افراطی پیدائش	بیش پیداوار
327	Parity of Exchange	مبادلہ کی برابری۔	برابری۔ہم سطح۔ شرح مبادلہ
328	Partner	شریک	شریک
329	Patent	سند ایجاد۔ سند حق اختراع	پیٹینٹ
330	Peasant proprietor	ملکی کاشتکار	مالک کسان

331	Perfect	تام	مکمل
332	Permanent settlement	دوامی بندوبست	استمراری بندوبست
333	Perpetual bond	دوامی تمسک	دوامی بانڈ
334	Physiocracy	فطر آئینی	فطرآئینی نظام۔ فزیوکریسی
335	Piece work wages	اجرت مختص بالعمل	کام مقدار طریقہ
336	Planned economy	منصوبی معیشت	منصوبہ بند معیشت
337	Plantation industry	نخل بندی کاروبار۔ (پوربندی)	باغاتی صنعت
338	Pool	پول۔کاروباری۔ جتھا۔ڈیرا	پول
339	Population	آبادی	آبادی
340	Positive checks	ایجابی مانعات۔اثباتی روک	قدرتی موانع
341	Premium	بڑھوتری۔ مبادلہ (قسط) (بیمہ)	پریمیم
342	Prime costs	مصارف مقدم	بنیادی لاگت
343	Private property	انفرادی املاک	نجی جائیداد
344	Producer	آجر	پیداکار
345	Product	پیداوار	پیداوار
346	Productive	پیداآور	پیداآوری
347	Productive labour	محنت بار آور	محنت کی پیداآوری
348	Productivity	پیداواری	پیداآوری
349	Profit	منافع	نفع۔ منافع
350	Profit, net	منافع خالص	خالص منافع
351	Profit, Sharing	تقسیم یا شراکت منافع	منافع حصہ داری۔ منافع شرکت
352	Profit, Gross	منافع خام	خام منافع
353	Prospectus	کیفیت نامہ	پراس پیکٹس
354	Public credit	قرضہ عامہ	سرکاری قرضہ

355	Public debt	سرکاری قرضہ - قرضہ عامہ	سرکاری قرضہ
356	Public expenditure	مصارف ملکی	سرکاری اخراجات
357	Public Finance	مالیات	عوامی (سرکاری) مالیات
358	Public ownership	سرکاری ملکیت۔ ملکیت عامہ	سرکاری ملکیت
359	Purchasing Power	قوت خرید	قوت خرید
360	Pure Economics	معاشیات فطری	خالص معاشیات (معاشی نظریے)
361	Quantitative theory of money	مسئلہ مقدار زر۔ نظریۂ مقدار زر	نظریہ مقدار زر
362	Rates tribunal	کرایہ بندی مجلس	شرح ٹریبونل
363	Raw material	خام مال۔ خام پیداوار یا اشیائے خام۔	کچامال۔ خام مال
364	Real property	غیر منقولہ جائیداد	حقیقی جائیداد
365	Real wages	حقیقی اجرت	حقیقی اُجرت
366	Recurring Expenditures	مصارف رجعی	تواتری اخراجات۔ باز گرد اخراجات
367	Redemption	قرضہ کی ادائی	واپسی
368	Refunds	محصول باز گشت	واپسی
369	Regressive Tax	رجعی محصول	تنزلی ٹیکس
370	Rent	لگان	لگان
371	Representative firm	کارخانہ معیاری	نمائندہ فرم
372	Representative money	نیابتی زر	نمائندہ زر
373	Representative paper money	نیابتی زر کاغذی	نمائندہ زر کاغذی
374	Revenue	محاصل	آمدنی۔ حاصل۔ محاصل

375	Right	حق	حق
376	Risk	خطرہ	جوکھم
377	Rotation of crops	فصلوں کا دور	فصل گردش۔ گردانی
378	Royalty	حق کان کنی۔حق تصنیف	رائلٹی
379	Rural	دیہی	دیہی
380	Satiable	تسکین پذیر	قابل سیری
381	Satiable wants	احتیاجات تسکین پذیر	قابل سیری ضروریات
382	Saving	بچت	بچت
383	Saving Bank	سیونگ بینک	بچت بینک
384	Savings	اندوختہ ۔ پس انداز	بچت
385	Scarcity	قلت	قلت۔ کم یابی
386	Self sufficient	خود کفیل	خود کفیل۔خود مکتفی
387	Services	خدمات	خدمات
388	Settlement	بندوبست	معاہدہ۔ تصفیہ۔بندوبست
389	Share-holder	حصہ دار	حصہ دار
390	Shift	بدل چوکی، ٹولی	شفٹ
391	Shipping rings	جہازی اجارے	جہازی گٹ بندی
392	Short term loan	کم مدتی قرضہ	قلیل مدتی قرض
393	Single tax	محصول مفرد	مفرد ٹیکس
394	Single tax system	ایک محصول طریق	مفرد ٹیکس طریقہ۔نظام
395	Sinking fund	ذخیرہ ادائی	سنکنگ فنڈ
396	Site value	موقع کی قیمت۔قدر موقع	وقوعی قیمت
397	Skill	مہارت	مہارت
398	Smuggling	چور تجارت	اسمگلنگ
399	Social dividend	معاشری مقسوم	سوشل ڈوی ڈنڈ سماجی مقسومہ

400	Socialism	اشتراکیت	سوشلزم
401	Socialism state	اشتراک سرکار	ریاستی سوشلزم
402	Society	معاشرہ	سماج۔ سوسائٹی
403	Sociology	عمرانیات ۔اجتماعیات	سماجیات
404	Solvency	ساکھ داری	ساکھ داری۔ مقدرت
405	Solvent	ساکھ دار' کھری آسامی	ساکھ دار۔ مقدرت
406	Specialisation	تخصیص	تخصیص۔ اختصاص
407	Specific duties	محصول بہ حساب پیمانہ	مخصوص محصول
408	Speculation	سٹہ۔ منضاری انعکاس	سٹہ۔ تخمین بازی
409	Speculator	سٹہ کار	سٹے باز
410	Stabilization	ٹھراؤ	استحکام
411	Standard of money	مستند زر	معیاری زر
412	Standard of value	معیار قدر	معیار قدر
413	State monopolies	سرکاری اجارے	ریاستی اجارہ
414	State Socialism	اشتراک سرکار	ریاستی سوشلزم
415	Statistics	شماریات	اعداد شمار۔ شماریات
416	Stock	حصہ۔ تمسک۔ اسٹاک	اسٹاک
417	Stock Exchange	صرافہ تمسک۔ صرافہ	اسٹاک ایکسچینج
418	Store of value	ذخیرہ قدر	ذخیرہ قدر
419	Strike	ہڑتال	اسٹرائک۔ ہڑتال
420	Strike-breakers	ہڑتال توڑ	ہڑتال توڑ
421	Subsidiary coin	ذیلی سکہ	ذیلی سکہ۔ ضمنی سکہ
422	Subsidiary Industries	صنائع ذیلی	ذیلی صنعت۔ ضمنی صنعت
423	Substitution	بدل	بدل
424	Substitution	اصول بدل	اصول بدل۔ اصول تبادلہ

425	Succession duty	جانشینی محصول	وراثت ڈیوٹی
426	Sunk capital	کھپا ہوا اصل	بندھا سرمایہ۔ بستہ سرمایہ
427	Super tax	سر محصول۔ فوقی محصول	سُپر ٹیکس
428	Supply	رسد	رسد
429	Supply price	قیمت رسد	رسد قیمت
430	Surplus	فاضل۔ سرحاصل۔ زائد نفع	زائد۔ فاضل۔ سرپلس
431	Surplus budget	فاضل موازنہ۔ وافر موزانہ	بچت بجٹ
432	Surplus labour	فاضل محنت	فاضل محنت
433	Surplus value	قدر زائد	قدر زائد۔ سرپلس قدر
434	Tariff	کروڑ گیری۔ نرخ نامہ	ٹارف
435	Tax	محصول	ٹیکس
436	Tax Direct	محصول۔ ٹیکس بلا واسطہ	راست ٹیکس
437	Tax, Incidence of	تعدیہ محصول	ٹیکس کا بار
438	Tax, Indirect	محصول بالواسطہ	بالواسطہ ٹیکس
439	Tax, Progressive	محصول متزائد	ترقی پذیر ٹیکس
440	Tax, Revenue	محصول مداخل	ٹیکس محاصل
441	Taxation	اجرائے محصولات	ٹیکس کاری
442	Technology	علم صنعت	ٹکنالوجی
443	Tenancy	لگان	لگان داری
444	Tenant	اسامی۔ کاشتکار	لگان دار
445	Tenders	نرخ طلبی۔ ٹنڈر	ٹینڈر
446	Theory of profits	مسئلہ منافع	نظریہ منافع
447	Theory of wages	مسئلہ اجرت	نظریہ اجرت
448	Time wages	اُجرت مختص بالزماں	زمانی اجرت
449	Token money	زروصفی۔ زر علامتی	زرعلامتی

450	Tolls tax	محصول راہداری	چنگی
451	Tonnage	محصول یا وزن۔ بحساب ٹن	گنجائش بادگیری (ٹن)
452	Total cost	مصارف کلی	کل لاگت
453	Total utility	افادۂ کلی	کل افادہ مجموعی افادہ
454	Trade mark	نشان تجارت	ٹریڈ مارک
455	Trade union	مزدور سبھا۔ انجمن اتحاد مزدوراں	ٹریڈ یونین
456	Treasury	خزانہ	خزانہ
457	Treasury Balance	خزانہ کی سلک	بقایاجات خزانہ
458	Treasury bill	خزانہ ہنڈی	خزانہ بل
459	Truck system	پٹیا طریقہ ۔اشیاء اجرت	جنس مزدوری نظام۔ٹرک سسٹم
460	Under consumption	تفریطی صرف	کم صرفی
461	Unearned increment	بے کمایا یا غیر اکتسابی	بے کھایا اضافہ
462	Unemployment Insurance	بیمہ بے روزگاری	بے روزگاری بیمہ
463	Unfavourable exchange	مبادلہ ناموافق	غیر موافق مبادلہ
464	Unskilled Labour	محنت بے مہارت	بے مہارت محنت
465	Urban	شہری	شہری
466	Usurer	رباخور	سود خور
467	Utility	افادہ	افادہ
468	Vertical combinations	عمودی اتحادات	عمودی شمولیت۔ میل
469	Wage	اجرت	اجرت
470	Wages fund theory	مسئلہ اُجرت فنڈ	اجرت فنڈ نظریہ
471	Wages Real	اُجرت صحیحہ	حقیقی اجرت
472	Wages system	اُجرت کا طریقہ	نظام اجرت

473	Want	احتیاج	احتیاج۔ ضرورت
474	Ware house	گودام	گودام
475	Wealth	دولت	دولت
476	Working capital	کاروباری اصل یا سرمایہ	کاروباری اصل۔ اصل دائر
477	Working expenses	مصارف کارستانی	کاروباری اخراجات

اصطلاحاتِ نفسیات (Psychology) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سررشتۂ تالیف وترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع وترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات
1	Abstract	مجرد۔ منتزع	خلاصہ
2	Acquisitiveness	اکتسابیت	ہوسناکی
3	Action	فعل	فعل
4	Adaptation	تطابق	تطابق
5	Adjustment	انضباط	سازگاری
6	Alcoholism	شراب خوری	الکحولیت
7	Altruism	اخوانیت	نظریہ فلاح عامہ۔ جذبہ فلاح عامہ
8	Analysis	تحلیل	تحلیل۔ تجزیہ
9	Anger	غصہ (غضب)	غصہ
10	Anthropomorphism	مذہب تشبیہ	تجسیمت
11	Aphasia-motor	حرکی فتور نطق۔ فتور گویائی	عضویاتی فتور گویائی
12	Aposteriori	استقرائی	حصولی
13	Apotheosis	تالہ	دیوکرن
14	Appetite (Hunger)	اشتہا (گرسنگی)	اشتہا۔ بھوک
15	Application	استعمال	اطلاق
16	Apprehension	تصور۔ فہم	خدشہ۔ درک

17	Assimilation	تغذیہ۔ ادغام	جذب۔ اپنانا
18	Association Area	تلازمی رقبہ	دائرہ ایتلاف
19	Association of Ideas	تلازم تصورات	ایتلاف خیالات
20	Attention	توجہ	توجہ
21	Attention involuntary	توجہ غیر ارادی	غیر ارادی توجہ
22	Attention spontaneous	توجہ خود رو	بے ساختہ توجہ
23	Attention voluntary	توجہ ارادی	ارادی توجہ
24	Basilar-membrane	فرشی جھلی	ادنی جھلی
25	Belief	عقیدہ	عقیدہ
26	Causation	علیت۔ تعلیل	تعلیل
27	Cause	سبب۔ علت	علت۔ سبب
28	Censure	ملامت	ملامت
29	Cerebrum	بھیجا۔ مغز	مغز
30	Ciliary muscle	ہدبی عضلہ	ریشائی عضلہ
31	Cognition	وقوف۔ علم۔ معرفت	وقوف
32	Cognitive	وقوفی	وقوفی
33	Collaterals	ملحقات	ذیلی۔ ہم جد
34	Collective mind	نفس اجتماعی	اجتماعی ذہن
35	Conation	طلب	جہد
36	Concept	تعقل۔ تصور	تصور
37	Conception	تصور۔ عمل تصور	تعقل۔ استقرار حمل
38	Conceptual	تصوری	تصوراتی
39	Concrete	عین ذات۔ تشاط انتزاع	مقرون۔ معین

40	Cone	مخروط	مخروطہ
41	Conflict	کشاکش۔ نزاع	کشاکش
42	Consciousness	شعور۔ شعوریت	شعور
43	Constructive	اختراعی۔ ابداعی	تعمیری
44	Contiguity	قرب	اتصال
45	Deduction	استخراج۔ استنباط	استخراج
46	Deliberation	اہتمام۔ عمد۔ تصمیم۔ غور	غور و خوض
47	Delusion	توہم	واہمہ
48	Dementia, praecox	عتاہت تبادر۔ عتاہت متبادل۔ عتاہت مبادر۔	پیش رس فتور
49	Dendrite	شجریہ	شجریہ
50	Derivation	تفرقی۔ فرعی	اشتقاق۔ اخذ
51	Desire	خواہش	خواہش
52	Despondency	ناامیدی۔ یاس	شکستہ خاطری
53	Development	ترقی	نشو و نما
54	Disability	عدم قابلیت۔ نا قابلیت	معذوری
55	Disposition	صلاحیت۔ میلان	میلان طبع / افتاد طبع
56	Dissociation	افتراق	افتراق
57	Dorsal	سہری۔ پچھلا۔ پچھلی	پشتی
58	Duramater	ام جافیہ۔ جافیہ	بیرونی جھلی (دماغ)
59	Education	تعلیم ۔ تعلیمات۔ تربیت	تربیت تعلیم
60	Effect	معلول ۔ اثر	اثر۔ معلول
61	Ego	انا۔ الیغو	انا۔ الیغو
62	Emotion	جذبہ	جذبہ
63	Emotion,asthenic	لاقوتی۔ غیر قوتی	گھٹا ہوا جذبہ

64	Emotional	جذبی	جذباتی
65	Empiricism	تجربیت	تجربیت
66	Envy	رشک	رشک۔ حسد
67	Epistemology	علمیات	علمیات
68	Evolution	ارتقاء	ارتقاء
69	Fissure	انشقاق۔ درز	دراڑ
70	Freedom of the will	آزادی ارادہ	آزادی اختیار۔ خود اختیاری
71	Function	وظیفی	تفاعل۔ وظیفہ
72	Fusion	امتزاج۔ تالیف	امتزاج
73	Ganglion	عقدہ۔ عقدی	عصبی گچھا
74	Gesture	اشارہ	اشارات
75	Gland	غدہ۔ غدو۔ غدود	غدود
76	Habit	عادت۔ ملکہ	عادت
77	Hallucination	وہم	وہم ادراک
78	Hypnosis	حالت تنویم	حالت تنویم
79	Idea	تصور۔ مثال۔ خیال	تصور عین (افلاطونی فلسفہ)
80	Ideation	تمثل	عمل تصور
81	Ideational	تمثیلی	تصوراتی
82	Identification	مطابقت	شناخت۔ تمثل۔ تعین
83	Illusion	التباس	التباس
84	Imagery	مخیلہ	متخیلہ۔ سلسلہ تمثالات
85	Imagination	تخیل	تخیل
86	Imitation	تقلید	نقالی۔ نقل تقلید
87	Impact	تصادم۔ ضرب۔ صدمہ۔ ٹکر	اثر

88	Implicit	ضمنی	مضمر۔ مقدر
89	Impulse	ہیجان	اضطراری تحریک
90	Impulsive	ہیجانی	اضطراری
91	Incoherence	بے ربطی	بے ربطی
92	Indifference	بے ہنگمی	لاتعلقی
93	Inhibition	امتناع	بندش۔ اظہار بستگی
94	Instinct	جبلت	جبلت
95	Interest	غرض۔ منفعت۔ دلچسپی۔ حق نسبت مفاد۔	دلچسپی۔ شوق
96	Introspection	مطالعۂ باطن۔ تامل۔	مشاہدہ باطن
97	Interval	وقفہ	وقفہ
98	Intuition	بداہت۔ وجدان۔ علم وجدانی	وجدان
99	Judgment	حکم	تصدیق
100	Libido	شہوت	لیبڈو
101	Lobe-Frontal	فص جبہی	پیش دماغ لختہ
102	Lobe-Occipital	فص مؤخری	وسط دماغ لختہ
103	Lobe-Parietal	فص جداری	پست دماغ لختہ
104	Manipulation	دست درزی	جوڑ توڑ۔ ہاتھ پیر چلانا
105	Memory	حافظہ	یاد۔ حافظہ
106	Memory Image	حافظی تمثال	تمثال حادثہ
107	Mental activity	ذہنی فعلیت	ذہنی فعلیت
108	Mentality	ذہنیت	ذہنیت
109	Metaphysics	مابعد الطبیعیات	مابعد الطبیعیات
110	Mind	ذہن۔ نفس	ذہن

111	Motive	محرک۔ داعی۔ اقتضا	محرک
112	Motor	حرکی۔ حراکہ	حرکی
113	Nerve motor	عصب حرکی	حرکی عصب
114	Nerve optic	عصب بصری	عصب باصرہ
115	Neuron	عصبانیہ	عصبانیہ
116	Object	معروض	معروض۔ مقصد
117	Obsession	اختصار	وہم مسلط
118	Organic	عضوی۔ آلی	عضویاتی۔ عضوی حیاتی۔ نامیاتی
119	Passion	بہیمیت	وافر شوق۔ شدید جذبہ۔ جوش
120	Pathology	امراضیات۔ علم امراض	مریضیات۔ علم الامراض
121	Percept	درک۔ مدرکہ	مدرک
122	Perception	ادراک	ادراک
123	Perceptual	ادراکی	ادراکی
124	Peripheral	محیطی	حاشیائی
125	Phenomenon	اثر ظہور۔ مظہر۔ حادثہ۔ اثر	مظہر
126	Pitch	گھائی۔ زیر۔ امتداد۔ پیچ	آہنگ
127	Pity	ترحم	ترس
128	Play	کھیل	کھیل
129	Pleasure	لذت۔ مسرت۔ حظ۔	لذت
130	Pons	قنطرہ۔ پل	مجموعہ اعصاب۔ زیریں دماغ
131	Positive science	علم جزی	اثباتی سائنس
132	Prediction	پیش رائی	پیش قیاسی۔ پیشن گوئی
133	Process	عمل	عمل
134	Protoplasm	مادہ اولیٰ	نخزمایہ

135	Proximity	قرب	قرب
136	Quantity	کم	کمیت مقدار
137	Rationalization	تاویل	تکویل۔ تاویلی حیلہ
138	Reasoning	تعقل استدلال	استدلال
139	Recognition	شناخت	شناخت
140	Reflex action	فعل اضطراری	اضطراری فعل
141	Relaxation	رفادت	استرخا
142	Repentance	پشیمانی۔ ندامت۔ توبہ	ندامت
143	Representation	استحضار	شبیہہ
144	Repression	احتباس	احتباس
145	Resignation	تفویض	استعفیٰ۔ تسلیم
146	Resistance	مزاحمت	مزاحمت
147	Retention	خازنیت	مسک۔ قوت ماسکہ
148	Retentiveness	خازنیت حفظ	صلاحیت مسک
149	Rivalry	رقابت	رقابت
150	Rod	استوانہ	قائمہ
151	Satisfaction	تشفی ۔ تسکین	آسودگی
152	Scepticism	تشکیک۔ ارتیابیت	مسلک تشکیک۔ ارتیابیت۔ تشکیک
153	Segment	حلقہ	حصہ۔ قطعہ
154	Selective	انتخابی	انتخابی۔ انتخاب پسندی
155	Self	ذات۔ نفس	ذات۔ نفس
156	Self love	حب ذات	حب ذات
157	Self-Denial	ایثار نفس	ایثار نفس
158	Self-determination	عزم ذاتی۔ اختیارِ ذاتی	خودارادیت۔ خود اختیاریت

159	Sensation	حس	تحیس لمس
160	Sensation olfactory	احساس شمی	شمی تحیس
161	Sense	حس	حس۔ حاسہ
162	Sensibility	حسیت۔ قابل حس	احساسیت۔ احساس پذیری
163	Sensory Area	احساسی رقبہ	حسی رقبہ
164	Sentiment	عاطفہ۔ وجدان	جذبہ مستقل
165	Shyness	شرم	شرمیلا پن
166	Smell	بو	بو
167	Sociability	ملنساری	صحبت پسندی
168	Stimulus	مہیج	مہیج
169	Structure	ساخت	ہیت
170	Struggle for Existence	تنازع للبقا	ہیت۔ ساخت
171	Sub-conscious	نیم شعوری۔ نیم شاعرہ	تحت شعور
172	Suggestibility	اثر پذیری	ایماء پذیری
173	Suggestion	تاثیر۔ اثر آفرینی	ایما
174	Sulcus	میزاب	جوف۔ درز دماغ
175	Synaesthesia	ہم احساسی	ہم پیکری احساس۔ ہم وقوعی احساس۔
176	Taste	ذائقہ۔ ذوق	ذوق۔ مذاق۔ ذائقہ
177	Taste bud	ذائقی خلیہ	مسام ذائقہ۔ خلیہ ذائقہ
178	Temperament	مزاج	افتادِ مزاج
179	Tendency	رجحان	رجحان۔ میلان
180	Tender emotion	نازک جذبہ	نازک جذبات
181	Touch	لمس	لمس

182	Trance	سبات	سراغ
183	Understanding	فہم	فہم
184	Variation	تغیر	انحراف۔ تغیر۔ فرق
185	Ventricle	تجویف	جوف (تشریح)
186	Will	ارادہ	ارادہ۔ عزم
187	Word-deafness	الفاظ کا بہرہ پن۔	لفظ کری

اصطلاحاتِ نظم و نسقِ عامہ (Public Administration) کا تقابلی مطالعہ

SL. No	انگریزی اصطلاحات	سر رشتۂ تالیف و ترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ کی وضع و ترجمہ کردہ اُردو اصطلاحات	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کی وضع و ترجمہ کردہ اردو اصطلاحات
1	Accountant-general	صدر محاسب	محاسب اعلیٰ۔ اکاؤنٹنٹ جنرل
2	Administration	نظم و نسق	انتظامیہ۔ انتظام۔ نظم و نسق۔ امور عامہ یا حکومت۔
3	Agent	عامل۔ گماشتہ۔ کارندہ۔ ایجنٹ	ایجنٹ۔ کارندہ
4	Allowance	بھتہ۔ الاونس	بھتہ۔ وظیفہ
5	Assessment	تشخیص	تعین۔ تشخیص
6	Asset	اثاثہ	اثاثہ۔ املاک
7	Auditor	ناظر حسابات	آڈیٹر۔ تنقیح کنندہ حسابات
8	Auditor general	صدر ناظر حسابات	آڈیٹر جنرل
9	Authorities	حکام	حکام۔ صاحبان اختیار
10	Board	محکمہ	بورڈ
11	Budget	میزانیہ۔ بجٹ	بجٹ۔ میزانیہ
12	Bureaucracy	دفتریت	نوکر شاہی
13	Bureau	شعبہ	بیورو۔ دفتر
14	Cabinet	کابینہ۔ مجلس وزراء۔ کیبنٹ	کابینہ
15	Chamber of commerce	ایوان تجارت	ایوان تجارت۔ چیمبر آف کامرس۔
16	Chancellor	امیر نصفت۔ چانسلر	امیر جامعہ۔ چانسلر

17	Circular	گشتی۔ سرکار	گشتی۔ چھٹی۔ سرکلر
18	Civil, service	سول سروس	سول سروس
19	Collector	کلکٹر۔ تعلقدار	کلکٹر
20	Decentralisation	تضعیف مرکزیت	لامرکزیت
21	Despatch	مراسلت سرکاری۔	روانگی
22	Director	ناظم۔ ڈائیریکٹر	ناظم ڈائرکٹر
23	Discipline	تادیب	تادیب
24	District board	مجلس ضلع	ڈسٹرکٹ بورڈ
25	Division	تقسیم	ڈویژن
26	Election	انتخاب	انتخاب۔ چناؤ
27	Elementary education	تعلیم ابتدائی	ابتدائی تعلیم
28	Excise	چنگی۔ محصول ملکی پیداوار	آبکاری
29	(The) Executive	انتظامی (محکمہ)	انتظامی۔ انتظامیہ
30	Executive council	مجلس انتظامی	مجلس منتظمہ
31	Gratuity	انعام	بخشش۔ معاوضہ خدمت۔ عطیہ خدمت۔
32	Guarantee	گارنٹی۔ ضمانت	ضمانت
33	High Court	ہائی کورٹ۔ عدالت عالیہ	ہائی کورٹ۔ عدالت عالیہ
34	Jurisdiction	محکمہ عدالت۔ عدالتی اختیارات۔	حلقۂ اختیار۔ دائرہ اختیار۔ حد اختیار
35	Jury	جوری۔ جیوری	جیوری
36	Legislature	محکمہ قانون	مقننہ
37	Maintenance	برقراری۔ برقرار رکھنا۔ داشت	گزارہ۔ دیکھ بھال
38	Majority	کثیر۔ کثرت۔ کثرت رائے	اکثریت۔ بلوغت

39	Municipality	بلدیہ۔ میونسپلٹی	میونسپلٹی۔ بلدیہ
40	Nuisance	امور باعث تکلیف عامہ	تکلیف عامہ
41	Pension	پنشن۔ وظیفہ	پنشن۔ وظیفہ
42	Pensioner	وظیفہ یاب	وظیفہ خواہ۔ پینشنر
43	Port Trust	محکمہ بندر	پورٹ ٹرسٹ
44	Post	ڈاک	اسامی۔ جگہ۔ منصب۔ عہدہ۔ ڈاک
45	Procedure	دستور العمل۔ ضابطہ	طریق کار۔ ضابطہ۔ طریق عمل۔
46	Proclamation	شاہی اعلان	اعلان۔ اشتہار
47	Public service	سرکاری خدمات کا کمیشن	پبلک سروس کمیشن
48	Refunds	محصول باز گشت	واپس دینا۔ بازادائی
49	Sanitation	صفائی۔ حفظان صحت	صفائی
50	Secretary	سیکرٹری۔ معتمد	معتمد سکریٹری
51	Senior	قدیم الخدمت۔ اکبر	افضل۔ اعلیٰ درجہ۔ سینئر
52	Small Cause Court	عدالت مقدمات خفیفہ	عدالت خفیفہ
53	Standing orders	احکام - جاریہ	اسٹینڈنگ آرڈر
54	Stock	حصہ۔ تمسک۔ اسٹاک	ذخیرہ
55	Subordinate	ماتحت خدمت	ماتحت
56	Supplementary Question	زاید سوال	ضمنی سوال
57	Syndicate	سنڈیکیٹ۔ مجلس انتظامی	سنڈیکٹ
58	Tenure of land	حقیت یا حقوق اراضی	حق ملکیت زمین
59	Veto	اختیار منسوخی	نامنظوری۔ تنسیخ۔
60	Vice Chancellor	وائس چانسلر	نائب امیر جامعہ۔ وائس چانسلر

61	Warrant	طلب نامہ گرفتاری	وارنٹ
62	Decentralization	لامرکزیت	لامرکزیت
63	Executive	عاملہ انتظامی۔ محکمہ۔ عاملانہ	انتظامی۔ انتظامیہ
64	Government	سرکار۔ ولایت	حکومت سرکار
65	Scheme	نظام	اسکیم۔ منصوبہ
66	Senate	مجلس سنیات	سینٹ

اصطلاحات کا تقابلی تجزیہ

اس باب میں ہم اصطلاحات کے تقابلی تجزیے سے قبل اصطلاح کی تعریف، اصطلاح کی ضرورت اور اصطلاح سازی کے اُصولوں پر مختصر بحث کریں گے۔ یوں تو متعدد اداروں نے اپنے اپنے طور پر اصطلاحات سازی کے اُصول وضع کیے ہیں لیکن ان تمام کو زیر بحث لانا ہمارا مقصود نہیں ہے۔ ہم یہاں صرف دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (ترقی اردو بیورو) کے وضع کردہ اُصولوں کا تجزیہ کریں گے اور دونوں اداروں میں رائج اصطلاح سازی کے طریقہ کار کا بھی سرسری جائزہ لیں گے۔

لفظ ''اصطلاح'' عربی لفظ ''الصلح'' سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی سلامتی اور مصالحت کے ہیں۔ انگریزی لفظ ''Term'' لاطینی لفظ ''Terminum'' سے مشتق ہے۔ Term کے ایک معنی مصالحت کرنا ہے ایک اور معنی ''کسی چیز کو کوئی نام دینا ہے''۔ گویا اصطلاح کا مطلب لفظ اور مفہوم کے درمیان مصالحت یا معاہدہ کرنا ہے یا کسی تصور، شئے، عمل، کیفیت، نظریے یا مشاہدے کے اظہار کے لیے کوئی نام دینا ہے۔

اصطلاح اور عام الفاظ میں فرق ہوتا ہے۔ ہم روزمرہ بات چیت یا تحریر میں برتے جانے والے الفاظ مثلاً Our-ThankYou'-All'-Hope وغیرہ کو اصطلاح نہیں کہتے۔ ہم اصطلاح اُس لفظ کو کہتے ہیں جو کسی خاص علم وفن میں مخصوص معنی، کیفیت، عمل، مشاہدے یا تصور کے اظہار کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ''اختیار سماعت'' (Jurisdiction)، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''کسی عدالت کو بلحاظ نوعیت، باعتبار علاقہ و مالیت مقدمے کی سماعت کرنے اور متنازعہ معاملے کو طے کرنے کا قانونی اختیار''۔ یہ ایک

قانونی اصطلاح ہے جو عدالتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ قانون میں اس کے مخصوص معنی ہیں اسی لیے ہم اسے اصطلاح کہتے ہیں۔ اصطلاح اُس مفرد لفظ یا مختصر مرکب لفظ کا نام ہے جس کے ذریعے ہم کسی خاص علم سے متعلق طویل یا مختصر مفہوم ادا کرتے ہیں۔ دراصل اصطلاح علم و ہنر سے متعلق وہ کلمہ یا محاورہ ہے جس کے مخصوص معانی پر عام اتفاق ہو چکا ہو، چاہے یہ معانی لغوی معنی سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کے مطابق ''اگر مروج معنوں کے علاوہ کسی لفظ کے کوئی اور معنی صلاح و مشورے سے مقرر کر لیے جائیں تو معنی کی اس صورت کو اصطلاح کہتے ہیں'' اس کے لیے ضروری ہے کہ لکھنے یا کہنے والا جس سیاق و سباق اور جن معانی میں اصطلاح کو استعمال کیا ہے پڑھنے اور سننے والے بھی وہی مراد لیں۔

بعض الفاظ رائج اور عمومی معانی سے ہٹ کر بین السطور میں مخصوص معنی دینے لگتے ہیں یا مخصوص علوم میں ان کے معنی بدل جاتے ہیں تو ہم ایسے الفاظ کو بھی اصطلاحات میں شامل کرتے ہیں۔ مثلاً انگریزی لفظ Interest کا عام استعمال ''دلچسپی'' کے معنی میں کیا جاتا ہے لیکن اقتصادیات یا بنک کاری میں اس کے اصطلاحی معنی سود کے ہوتے ہیں۔ اس کی مزید توضیح ذیل کی مثالوں سے ہوگی۔

> ''Vitrous یا زجاجیہ جس لفظ سے بنے ہیں اس کے معنی یونانی یا عربی میں شیشے کے ہیں اور طبی اصطلاح میں یہ آنکھ کی ایک رطوبت کا نام ہے۔ اسی طرح عدسہ کا مادہ عدس ہے جس کے معنی مسور کے ہیں لیکن عدسہ سے مراد ایک مخصوص قسم کا شیشہ ہے صرف عدس کی شباہت کی مناسبت سے جسے عدسہ کہا جانے لگا۔ جب ہم زجاجیہ یا عدسہ بطور اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو ذہن نہ شیشے کی طرف جاتا ہے نہ مسور کی طرف بلکہ عدسہ میں مسور سے ہٹ کر مخصوص قسم کے شیشے اور زجاجیہ میں شیشے سے ہٹ کر مخصوص قسم کی رطوبت کا تصور پیدا ہو جاتا ہے گویا اصطلاح میں الفاظ اپنے عمومی معنی چھوڑ کر مخصوص معنی دینے لگتے ہیں۔'' ۹۸

ہمارا خیال ہے کہ اصطلاحیں مختلف علوم کی خاص کیفیات اور طویل مفاہیم کے مختصر

اور جامع اظہار کے ایسے مفروضے ہیں جن کی مدد سے ہم کسی علم کی تفاصیل کو سمجھتے اور ابلاغ و ادراک حاصل کرتے ہیں۔ نیز علم کی گہرائی اور وسعتوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

"اصطلاح کیا ہے لفظ اصطلاح بھی ایک اصطلاح ہے۔ جس کا لفظی مطلب باہم متفق ہونا ہے اِسے انگریزی میں "Term" کہتے ہیں یہ کوئی عام لفظ نہیں ہے اس کی نوعیت مختلف ہے اس کا مطلب ایک ایسا لفظ ہے یا مجموعہ الفاظ ہے جو کسی تصور، شئے، نظریئے، یا کیفیت کو مختصر لیکن جامع طور پر بیان کر سکے یہ عموماً بول چال کے الفاظ سے مختلف ہوتی ہے اس میں کفایت اور صحت کا اُصول کارفرما ہوتا ہے یعنی کم از کم الفاظ میں کسی شئے کی صحیح نوعیت اور ماہیت بیان کی جاسکتی ہے۔"۹۹

اصطلاح کے معنی مخصوص اور محدود ہوتے ہیں۔ لغت میں ایک لفظ کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر و بیشتر اصطلاح کے معنی مخصوص علم میں مخصوص حالت یا تصور کے اظہار کے لئے معین ہوتے ہیں۔ اصطلاح کسی علم میں کسی ایک مفہوم کو ادا کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اصطلاح مختلف علوم وفنون میں مختلف معنی بھی دیتی ہے۔ بعض وقت اصطلاح کا مفہوم بین السطور سیاق وسباق پر بھی منحصر ہوتا ہے اور لغوی معنوں سے مختلف بھی ہوتا ہے۔ "قاعدہ" ایک لفظ ہے تعلیم وتدریس کے شعبہ میں اصطلاحاً اس سے مراد وہ کتاب ہے جس کے ذریعے بچوں کو حرف تہجی کی تعلیم دی جاتی ہے اور شعبہ قانون میں قاعدہ ضابطہ اور طریقہ کار کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ ہر علم کا اپنا اسلوب طرزِ تکلم اور لب ولہجہ ہوتا ہے اور کچھ مخصوص لفظوں کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ انھی مخصوص الفاظ کو ہم اصطلاح کہتے ہیں اور یہ اصطلاحیں مخصوص علمی وفنی ضرورتوں کی تکمیل کرتی ہیں اور اس فن سے متعلق ماہرین ان اصطلاحوں کے مفہوم سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور ان سے مانوس ہوتے ہیں اور باہم ان کے معانی پر متفق بھی ہوتے ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ ہر وہ چیز جو انسانی مشاہدے میں آتی ہے زبان کے ذریعے انسان

اُس کا اظہار کرتا ہے۔ جب یہ مشاہدے عمومیت سے ہٹ کر مخصوص علوم وفنون سے متعلق ہو جاتے ہیں تو انسان ان مخصوص مشاہدات وتصورات کے اظہار کے لیے الفاظ وضع یا مختص کر دیتا ہے جنھیں ہم اصطلاحات کہتے ہیں اور اصطلاحیں بذات خود کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ پروفیسر وحید الدین سلیم کتاب ''وضع اصطلاحات'' (ص ۱۴) میں لکھتے ہیں۔ ''اصطلاحیں درحقیقت اشارے ہیں جو خیالات کے مجموعوں کی طرف ذہن کو فوراً منتقل کر دیتے ہیں'' بالفاظ دیگر وہ اشارہ جو کسی طویل مفہوم، مشاہدے یا تصور کے اظہار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اصطلاح کہلاتا ہے اور ہر اختراع یا تصور اپنی تخلیق کے ساتھ اپنی شناخت بھی لاتا ہے۔

> ''کسی علمی نظریہ، تصور، وقوع، کیفیت یا نتیجہ کے جوہر کو مخصوص ترین الفاظ میں بیان کرنا اصطلاح ہے اس لئے ہر شعبہ علم یا ایجاد یا اختراع یا تصور اپنے وجود کے ساتھ اپنی اصطلاحات بھی لے کر آتا ہے بالکل ایسے ہی جیسے بچہ پیدا ہو کر مخصوص نام پاتا ہے اس طرح تصورات یا ایجادات بھی معرضِ وجود میں آنے کے بعد اصطلاحات سے اپنی تشخص برقرار رکھتی ہیں۔'' [۱۰۰]

اصطلاح صرف اشیاء افعال، حرکات، مفہوم، کیفیات، عمل، مشاہدات، اور تصورات کی لسانی علامتیں ہی نہیں بلکہ تسمیہ بھی ہیں اور یہ علوم وفنون کی ترتیب، تنظیم، بیان اور تشریح کے لئے فعلی اور کیفیتی یا مجرد تصورات کے مجموعوں کے اظہار کے لیے لفظی یا ہندسی اشاروں کی شکل میں استعمال ہوتی ہیں۔

فرہنگ آصفیہ میں اصطلاح کے معانی باہمی صلاح ومشورہ کرنے کے ہیں اس کے علاوہ اس کے یہ معنی بھی دیے ہیں کہ لوگ متفق ہو کر کسی لفظ کے معانی ان معانی کے علاوہ مقرر کرلیتے ہیں جو مروج ہوں اور یہ کہ ہم اپنی قوم کی اصطلاح میں اس لفظ سے یہ مخصوص معانی مراد لیں گے۔ معجم الاعظمی میں اس کے معنی کسی فن یا ہنر سے تعلق رکھنے والے خاص محاورے یا مروجہ لفظ کے ہیں جس پر اہل فن اتفاق کرلیں۔ گویا اصطلاح سے مراد وہ متصور کلمہ یا محاورہ ہے جسے جمہور علماء فنی اور علمی ضرورتوں کے پیش نظر مخصوص معانی پہنا دیتے

ہیں۔ اصطلاح کے لغوی معانی ہمیشہ مختلف ہونا ضروری نہیں لغوی معانی اور اصطلاحی معانی میں کچھ نہ کچھ باہمی نسبت بھی ہوتی ہے۔ اصطلاح ایسے علمی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے وضع کی جاتی ہے جس کا متبادل لفظ لغت میں نہیں ہوتا یا علمی مفاہیم کے مکمل اظہار کے لیے لمبی عبارت یا جملے لکھنا یا پڑھنا پڑتا ہو اس کے مقابل ایک چھوٹا سا لفظ گھڑ لیا جاتا ہے یعنی اصطلاح کے ذریعے کہنے یا لکھنے والا بہت بڑے مفہوم کو صرف ایک مفرد یا مرکب لفظ کے ذریعے ادا کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

> '' اصطلاح کے بارے میں جدید تصور یہی ہے کہ یہ ''مفہوم کی اکائی'' کا نام ہے بقول جدید ماہر اصطلاحات فیلبر '' یہ ایک وصفی امر ہے جو تصور (Concept) کو بیان کرنے کے لئے وجود میں آتا ہے۔ اصطلاح لفظ بھی ہو سکتی ہے اور ترکیب بھی، حرف بھی ہو سکتی ہے اور ہندسی شکل بھی، مخفف بھی ہو سکتی ہے اور سرنامیہ بھی، ترخیم بھی ہو سکتی ہے اور علامت بھی'' گویا اصطلاح کسی تصور کے مخصوص معانی کی علامت ہے۔''[۱۰]

ضرورت و اہمیت:

علوم و فنون اور تصورات کی ترتیب، تشکیل، تنظیم و تدبیر کے اظہار اور تشریح کے لیے اصطلاحات کی ضرورت پڑتی ہے اصطلاحات کے بغیر علم کی موشگافیوں کو سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا دشوار ہے اصطلاحیں، معلومات میں اضافہ کرتی ہیں اور قوت اظہار کو تقویت بخشتی ہیں مخصوص علمی مفاہیم، مشاہدات اور تصورات کی نمائندہ ہوتی ہیں گویا کسی زبان میں الفاظ و اصطلاحات کی کثرت، معلومات کی بہتات پر دلالت کرتی ہیں۔ جس قوم کی زبان میں الفاظ و اصطلاحات زیادہ ہوں گے اُس قوم کی معلومات بھی وافر ہوں گی۔ جس قوم کی زبان میں الفاظ و اصطلاحات کم ہوں گے اُس کی معلومات بھی محدود ہوں گی اور وہ ترقی کی راہ میں پسماندہ و درماندہ ہوگی۔ پس قوموں کو اپنی معلومات میں اضافہ کرنے،

مہذب ومتمدن اورترقی یافتہ ہونے کے لیے اپنی زبانوں کونئی نئی اصطلاحات سے مالا مال کرنا ضروری ہے۔

اصطلاح مفہوم یا تصور کی اکائی کا نام ہے مختلف علوم سے متعلق طویل مفاہیم و مطالب کی مختصر لفظ میں ادائیگی کے لیے اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ علمی نکات کی تشریح و توضیح اور مطالب کو سمجھانے کے دوران مخصوص مشاہدات وتصورات کا اعادہ کرنا پڑتا ہے جس سے عبارت گنجلک اور اکتا دینے والی ہوسکتی ہے پڑھنے اور سننے والوں کا ذہن گڈمڈ ہوسکتا ہے۔ مضمون کے مقصد ومدعا کو سمجھنے میں غلطی ہوسکتی ہے وقت الگ ضائع ہوتا ہے۔ لہٰذا صاف وصریح طور پر علمی نکات کو بیان کرنے یا سمجھانے کے لیے اصطلاحات کی شدید ضرورت پڑتی ہے۔

سید وحید الدین سلیم اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''وضع اصطلاحات'' میں اصطلاحات کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اس طرح رقم طراز ہیں۔

> ''اگر اصطلاحیں نہ ہوں تو ہم علمی مطالب کے ادا کرنے میں طویل لاطائل سے کسی طرح بچ نہیں سکتے جہاں ایک چھوٹے سے لفظ سے کام نکل سکتا ہے وہاں بڑے بڑے لمبے جملے لکھنے پڑتے ہیں اوران کو بار بار دہرانا پڑتا ہے لکھنے والے کا وقت جدا ضائع ہوتا ہے اور پڑھنے والے کی طبعیت جدا ملول ہوتی ہے۔''

جوممالک سائنسی، علمی وادبی تحقیق اور عملی سرگرمیوں کے مرکز ومحور تھے وہاں نت نئے علوم کے سوتے پھوٹے اور علوم وفنون، صنعت وکاروبار اور سماجی زندگی کے ہر شعبے میں نت نئی ایجادات نے ان کی زبانوں میں بھی ہر علم اور ہر موضوع پر نت نئے الفاظ واصطلاحیں پیدا کردیں۔ یہ اصطلاحیں خود بخود بغیر کسی کدوکاوش کے عملی ضرورت کے تحت اُبلتی چلی گئیں اور اظہار مطالب کے لیے معین ہوگئیں۔ نتیجتاً نہ صرف ان کی زبانیں ترقی یافتہ ہوگئیں بلکہ ان زبانوں کو بولنے والی قومیں بھی ترقی یافتہ ہوگئیں۔ جوقومیں ترقی کی راہ میں پیچھے رہ جاتی ہیں انھیں اپنی لسانی پسماندگی، زبان کی بے مائیگی، علمی مفلسی اور لفظی خلیج کو پاٹنے اور علوم و

فنون کی تیز رفتار ترقی کی ہمسری و ہمقدمی کے لیے اصطلاحات سازی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب یہ ان اقوام کی جدت طبع، ذہنی صلاحیت، قوت ارادی اور دانشمندی پر منحصر ہے کہ یا تو وہ اپنی زبانوں کو ترقی دیں اور زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کریں یا تساہل و تسہیل پسندی کو اپناتے ہوئے ترقی یافتہ زبانوں کی غلامی و برتری کو قبول کرلیں اور اپنی زبان، تہذیب و تمدن، اور حمیت قومی سے کنارہ کش ہو جائیں۔ ڈاکٹر سلیم فارانی کے مطابق۔

> "علوم و فنون کی تعلیم، تشریح، توسیع اور ترقی کے لیے اصطلاحات کا وجود ناگزیر ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کے اصطلاحات علوم و فنون کا محور ہیں اور جو قوم علوم و فنون معلومات اور عقل و ذہن کی راہ پر گامزن رہنا چاہتی ہے اسے اپنے علمی و فنی الفاظ و اصطلاحات میں بدستور اضافہ کرتے چلے جانا چاہئے۔"[۱۰۲]

علمی ترقی، درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کے لئے اصطلاحات ناگزیر ہوتی ہیں۔ کسی قوم کی مادّی، روحانی، سماجی اور نجی ترقی کا انحصار اس کی زبان کی ترقی پر ہوتا ہے۔ جس قوم کی زبان جتنی وسیع ہوگی وہ اتنی ہی مہذب اور ترقی یافتہ کہلائے گی۔ زبانوں کی وسعت کا دارومدار الفاظ و اصطلاحات پر ہے ان کی کثرت، تصورات و مشاہدات کے اظہار و بیان میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ اعلیٰ وارفع علمی و فلسفیانہ رموز کی مؤثر طور پر عقدہ کشائی کے لئے اصطلاحات کی ضرورت ہوتی ہے۔

کسی بھی عمل کی ابتداء خیال سے ہوتی ہے۔ ہر انسان کے تخیل کی پرواز اس کی اپنی مادری زبان میں ہوتی ہے وہ اپنی زبان میں اظہار خیال کرتا ہے، سوچتا ہے، غور و فکر کرتا ہے، علمی نکات سلجھانے سنوارنے اور حتمی شکل دینے تصورات کو مبسوط کرتا ہے، سیاق تفکر میں تقاطر کی کوشش کرتا ہے۔ ان سب باتوں کو منضبط و متشکل کرنے کے لیے الفاظ و اصطلاحات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جتنے زیادہ الفاظ و اصطلاحات ہوں گے سوچ کی سطح اتنی ہی بلند ہوگی۔ تصورات ارفع و اعلیٰ ہوں گے تخلیقات معیاری ہوں گی نئے خیالات اور نئی ایجادات واختراعات کے امکانات ہوں گے۔

یہ طے ہے کہ علم کے بغیر ترقی ناممکن ہے اور علم دنیا کی مختلف زبانوں میں بکھرا پڑا ہے۔ ان علوم کو تمام لوگوں تک پہنچانے کے لیے تراجم کی ضرورت پڑتی ہے اور علمی ترجمے کے دوران سب سے زیادہ دقت علمی اصطلاحات کے مترادفات تلاش کرنے یا وضع کرنے میں پیش آتی ہے اور یہ کام کرنا ہر مترجم کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر اصل زبان (Source Language) کے مقابل ہدفی زبان (Target Language) کم مایہ ہو تو مترجم عجز کا شکار ہو جاتا ہے یعنی علوم وفنون کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ آج دنیا برق رفتاری سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے علوم وفنون میں نئے اضافے اور توسیع ہو رہی ہے۔ نت نئی ایجادات، نت نئے الفاظ واصطلاحات وجود میں لا رہی ہیں۔ اب کم ترقی یافتہ زبانوں کے لیے ضروری ہو چکا ہے کہ یا تو وہ دیگر ترقی یافتہ زبانوں سے نئے الفاظ واصطلاحات مستعار لیں یا ان کے متبادل الفاظ واصطلاحیں اپنی زبانوں میں وضع کریں۔

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''کلمات کے اختراع، مشق کرنے یا باہر سے لینے کی ضرورت اس عہد میں ہر کسی (دور) سے زیادہ بہت زیادہ ہے اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر علم اور فن اپنے ساتھ نئے لغات لاتا ہے ہمیں نہ صرف اصطلاحات ہی وضع کرنی ہیں بلکہ معمولی ادبی زبان بھی اپنے لغات میں توسیع چاہتی ہے۔''[۱۰۳]

آج سے دو سو گیارہ برس پہلے فورٹ ولیم کالج نے اردو میں جس نثر کی بنیاد رکھی تھی بلا شبہ اس میں غیر معمولی ترقی اور نئے علمی اسلوب اور نئے پیرایہ بیان کا مسلسل اضافہ ہوا ہے اور اردو نثر اپنے منتہا عروج کو چھوتی دکھائی دیتی ہے۔ تاہم سائنسی وعلمی نثر کو مزید فروغ دینا ازبس ضروری معلوم ہوتا ہے۔ علمی موشگافیوں کے اظہار اور نثر میں مزید پختگی پیدا کرنے اصطلاحات سازی کی ضرورت ہے۔ گو کہ یہ ایک مشکل صبر آزما اور سنگلاخ ادبی وعلمی کام ہے لیکن زبان کی ترقی کے لئے اس سے مفر ممکن نہیں۔

''علمی نثر کی قطعیت میں مزید پختگی پیدا کرنے کے لئے اصطلاحات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ حقائق، کوائف اور معلومات کے درست ترین اور براہ راست ابلاغ میں کسی طرح کی رکاوٹ پیش نہ آئے میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح شاعری کی انتہا استعارہ تراشی ہے اِسی طرح علمی نثر کا نقطۂ عروج اصطلاح سازی ہے۔''۱۰۴

اُصولوں کا تقابلی جائزہ

اصطلاح کی تعریف، توضیح اور اس کی اہمیت و ضرورت پر بحث و تمحیص سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اصطلاح سازی کا کام نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کام کے لئے تبحر علمی اور غور و فکر کے ساتھ علمی و لسانی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے تبھی ہم اچھی اصطلاحیں وضع کر سکتے ہیں۔ اس حوالے سے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے ایسا عدیم المثال کارنامہ انجام دیا جو وضع اصطلاحات کے لیے ہمیشہ مشعل راہ رہے گا۔ اس کام کے لیے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے ایک مبسوط لائحہ عمل اور مخصوص حکمت عملی اختیار کی تھی۔ اس کام میں گہری سوچ، علمی و لسانی وسیع النظری کو بروئے کار لاتے ہوئے بحث و مباحث کے ذریعے ارفع و اعلیٰ تخیلات کو اخذ کیا گیا۔ لسانی و علمی نکات پر غور و فکر کے بعد اصطلاح سازی کے سائنٹفک اُصول تدوین کیے گئے اور ان اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے اصطلاح سازی کا ایسا منظم اور مہتم بالشان کام کیا گیا جس نے اصطلاح سازوں کے لیے ایک نظیر قائم کردی۔ ان کے وضع کردہ اصول و نظریات کی بنیاد پر آج بھی اصطلاح سازی کا کام ہوتا ہے۔ ترجمہ و اصطلاحات سازی کے حوالے سے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کو ایک مستقل دبستان اور ''مکتب فکر'' (School of Thought) کی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں کے اصول و نظریات، مترجمین و مصطلحین کے لیے ہمیشہ سرچشمہ وجدان رہے ہیں۔

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے وضع اصطلاحات کے لیے جو اصول وضع کیے تھے وہ عمیق

غور وفکر کا نتیجہ تھے۔ ان لوگوں نے زبان کے تمام پہلوؤں کا گہرائی سے مطالعہ کیا تھا اور اردو کی ادبی ولسانی ہیئت ترکیبی کا باریک بینی سے جائزہ لیا تھا۔ اردو زبان کے خاندان السنہ پر تحقیقی نگاہ ڈالی گئی تھی اور مشابہت رکھنے والی دیگر زبانوں کا وسیع مطالعہ کرتے ہوئے قواعدو لسانی ہم آہنگی وتفریقی نکات کی بازیافت کی گئی اور اردو کے لسانی ڈھانچے میں تفریقی نکات کے انجذاب کے امکانات تلاش کیے گئے اور مثبت پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے اصطلاحات سازی میں مدد لی گئی تھی۔ اردو زبان کی جڑیں تلاش کی گئیں' آریائی اور غیر آریائی زبانوں کا تشکیلی مزاج دریافت کیا گیا اور ایسے اصول وضع کیے گئے جن سے اردو زبان کی ملائمت اور مزاج میں کرختگی نہ آئے۔ اصولوں میں ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا تھا جس سے زبان کی لچک اور قدرتی ساخت متاثر نہ ہو۔

اردو زبان چونکہ کئی زبانوں کا مرکب ہے اور اردو کے تشکیلی دور میں اس پر دیگر کئی زبانوں کے اثرات مرتسم ہوئے ہیں اور کئی زبانوں کے الفاظ گھل مل گئے ہیں لہٰذا ایسی زبانوں کے الفاظ اور ان کے مادّے جو اردو زبان کی بناوٹ اور ترکیب میں فطری دخل رکھتے ہوں اصطلاح سازی میں ان کے استعمال کو جائز قرار دیا گیا تھا۔ عربی' فارسی' ہندی' سنسکرت' ترکی وغیرہ کے الفاظ کو اردو کے فطری عناصر قرار دیا گیا۔ اور علمی اصطلاحات بنانے میں ان سے مدد لینا اس شرط کے ساتھ طے پایا کہ وہ اردو قواعد کے مطابق استعمال ہوں۔ ترجیح ان الفاظ کو دی گئی جو مروج ومقبول عام تھے۔ اصطلاحات وضع کرتے وقت یونانی ولاطینی ماخذات تک بھی رسائی حاصل کی گئی اور ضرورت کے مطابق استفادہ کیا گیا۔

اصطلاح سازی میں جامعیت اور اختصار کا لحاظ کرتے ہوئے مفہوم کی کامل منتقلی پر زور دیا گیا تھا اور ترقیم وتکلم میں تسہیل کا خیال رکھنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ اشتقاقی واتصالی سابقوں اور لاحقوں' مشتق اور اشتقاقی اصطلاحات کے لیے اصول وضع کیے گئے تھے۔ حتی المقدور ایسے الفاظ کے انتخاب کی تاکید کی گئی جن سے مرکب الفاظ بنانے اور ان الفاظ سے پھر نئے الفاظ مشتق کرنے کی گنجائش ہو۔ اس سارے عمل کے لئے خاص قاعدے بنائے

گئے تھے۔ مصدر بنانے کے لیے دو الفاظ کو ملانے اور ایک جان کرنے کا اصول پیش کیا گیا تھا۔ عربی، فارسی، اردو، ہندی اسماء کے آخر میں علامت مصدر (نا) کے اضافہ سے انھیں فعل بنا لینے کا انقلابی اقدام کیا گیا تھا۔ مثلاً بول سے بولنا۔ کھیل سے کھیلنا، ترشہ سے ترشانا، برق سے برقانا ربرقیانہ وغیرہ اس اُصول نے ترجمے اور اصطلاح سازی کے میدان میں بڑی آسانیاں فراہم کر دیں ۔ اور تجربہ گاہوں میں عملی امتحانات کی توضیح و تشریح میں درستی (Accuracy) پیدا ہوئی۔

مرکب اصطلاحیں نہ صرف برقرار رکھنے کی سفارش کی گئی تھی بلکہ ترکیب اور اشتقاقی اُصولوں پر غور وفکر اور ان کے تجزیے سے حسب ضرورت نئے الفاظ تراشنا طے پایا تھا۔ انگریزی کے مختلف سابقوں (Prefixes) اور لاحقوں (Suffixes) کے متبادل سابقے اور لاحقے وضع کیے گئے تھے اور ان سے انحراف نہیں کیا جاتا تھا تا کہ ترجمہ اور اصطلاحات سازی میں معیار اور یکسانیت قائم رہے۔ اصطلاحات سازی کے کام کے لیے ماہرین علم و فن کے ساتھ ماہرین زبان و ادب دونوں کا یکجا ہونا ضروری قرار دیا گیا تھا تا کہ اصطلاحات بنانے میں لسانی اور ادبی محاسن کے ساتھ علمی مفاہیم، معانی و مطالب کی کامل منتقلی میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ ترکیبوں کو برتنے میں اردو زبان کے رائج اُصولوں سے انحراف نہیں کیا گیا تھا۔ دو مختلف زبانوں کے الفاظ کو جوڑ کر یا سابقے اور لاحقوں کے میل سے نئے الفاظ بنانا جائز قرار دیا گیا تھا۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے وضع کردہ اُصولوں میں سلجھاؤ اور عمیق لسانی و ادبی شعور کارفرما تھا۔ اصطلاحات سازی اور ترجموں کے دوران ان لوگوں نے اردو زبان کی مٹھاس اور ملائمت، تہذیبی تناظر، لسانی لچک پذیری، فطری ساخت، زبان کی اپج اور مزاج کو کبھی مجروح ہونے نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے وضع کردہ ہزاروں الفاظ و اصطلاحات اردو زبان کا فطری جزو معلوم ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی وضع کردہ اصطلاحات کو کبھی بھی حتمی یا حرفِ آخر کی حیثیت عطا نہیں کی بلکہ انھیں کی وضع کردہ پرانی اصطلاحات کو سہل بنانے، سریع الفہم، رواں و قابل قبول بنانے کے اُصول پر

کاربند رہے۔ جن اصطلاحوں کا چلن عام ہو جاتا تھا اُسے سکہ رائج الوقت کے طور پر عوام و خواص کی نذر کر دیا جاتا تھا۔

قومی اردو کونسل اور دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے اُصولوں میں یکسانیت اور ہم آہنگی ہے اور جدت بھی ہے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے اُصول عمیق لسانی وادبی شعور کا اعلیٰ نمونہ و نیز زبان کی باریک بینی اور گہرے لسانی مطالعہ کا مظہر ہیں۔ قومی اردو کونسل نے بھی ان اُصولوں کو نمایاں اہمیت دی ہے تاہم ان لوگوں نے اصطلاحات سے متعلق دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے لسانی، ادبی، اشتقاقی اور علمی مباحث کو مزید آگے نہیں بڑھایا اور نہ ہی اس میں کوئی خاص اضافہ کیا۔ البتہ عام قواعد، اعلام اور اضافتوں کے صحیح استعمال پر زور دیا گیا ہے۔ اصطلاح کی پہچان اور اس کو تسلیم کرنے اور اصطلاح کے اختصار کے تعلق سے اپنے بنائے ہوئے اصولوں میں وضاحت کی۔ ایک لفظی اصطلاح کا ایک لفظی اردو متبادل ہونا ضروری قرار دیا گیا چند ناگزیر صورتوں میں دو لفظی اصطلاح کی اجازت دی گئی ہے۔ ایک سے زائد الفاظ میں اصطلاح بنانے کے عام قواعد کی روشنی میں قاعدے بنائے گئے ہیں۔ مفہوم کے لحاظ سے اصطلاحات وضع کرنے پر زور دیا گیا ہے یعنی اگر کوئی ایک اصطلاح ایک سے زائد معانی میں استعمال کی جاتی ہے تو اس کے مختلف مفاہیم کو علٰحدہ علٰحدہ الفاظ و اصطلاح کے ذریعے واضح کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد علم و فن میں مشترک ہے اور ان سب علوم و فنون میں ایک ہی مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے تو اس کا اردو متبادل بھی ہر جگہ ایک ہی رکھنے کا اُصول بنایا گیا۔ ان لوگوں نے مروج اور مقبول الفاظ کے ساتھ ساتھ ہندی کو عربی پر ترجیح دینے کا اُصول وضع کیا۔ جب کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اُصولی طور پر عربی، فارسی، اور ہندی بشمول سنسکرت کے الفاظ کو اردو الفاظ شمار کیا گیا تھا۔ البتہ اصطلاح سازی میں ان الفاظ پر اردو قواعد کا اطلاق کرنا لازمی تھا ترجیح کسی بھی مخصوص زبان کو نہیں دی گئی تھی ترجیح کا معیار مروج و مقبول ہونا قرار پایا تھا جس سے ان لوگوں کی وسیع النظری، کشادہ ذہنی اور گہرے لسانی شعور کا اظہار ہوتا ہے۔

جب کہ قومی اردو کونسل کی جدت یہ ہے کہ اس نے عام الفاظ اور اصطلاحات میں امتیاز کرنے کی طرف اپنے اُصولوں میں توجہ دلائی ہے اور عام فہم و مروج انگریزی اصطلاحوں کو من وعن اردو میں استعمال کرنے کی سفارش کی ہے۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں اس کے برعکس کام ہوا ان لوگوں نے ہر انگریزی لفظ و اصطلاح کے متبادل اردو لفظ و اصطلاح وضع کرنے پر زور دیا۔ انگریزی الفاظ واصطلاحات کو بعینہٖ اردو میں استعمال کرنے کی ان کے اُصولوں میں کوئی گنجائش نہیں تھی تاہم بعض الفاظ جن کا ترجمہ ممکن نہ تھا انھیں اردو کی خراد پر چڑھا کر اردووانے کے بعد استعمال کیا گیا۔ اصطلاحیں جس مفہوم کے لیے بنائی گئیں ہوں اس میں پورے معانی ومطالب کی منتقلی کو ضروری خیال کیا گیا تھا اور اصطلاح کو جامع ومختصر، لکھنے پڑھنے اور بولنے میں آسان ہونا ضروری قرار دیا گیا تھا یہ باتیں قومی اردو کونسل کے اُصولوں میں نظر نہیں آتیں۔ البتہ دونوں اداروں نے اصطلاح سازی کے کام میں متعلقہ مضمون کے ماہرین کو اہمیت دی اور انھیں شامل رکھا۔

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اپنے مقاصد میں وضع اصطلاحات کے کام کو نمایاں اہمیت دی ہے اور جدید سماجی سائنسی وتکنیکی علوم کی ہزاروں اصطلاحیں وضع کی ہیں۔ کام کی نوعیت ایک ہونے کے باوجود ان اداروں میں وضع اصطلاحات کے طریقہ کار میں قدرے اختلاف کے ساتھ یکسانیت بھی پائی جاتی ہے چونکہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے قیام کا اصل مقصد عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء کے لئے تالیف و ترجمے کے ذریعہ نصابی کتابیں تیار کرنا تھا اس۔ لیے یہاں نصابی کتابوں پر مکمل توجہ دی گئی۔ یہاں انگریزی اور دیگر زبانوں سے اصطلاحات کے انتخاب کا طریقہ کار یہ تھا کہ پہلے عثمانیہ یونیورسٹی کی نصاب کمیٹی مختلف مضامین کا قومی و بین الاقوامی معیار کا نصاب تیار کرتی تھی نصاب کی تیاری کے بعد اسے بیرون ملک صائب الرائے ماہرین تعلیم اور اہل علم کے پاس بھیجا جاتا تھا تا کہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر منتخبہ نصاب کے معیار کی جانچ پڑتال کی جائے۔ ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد مواد کو دارالترجمہ کے حوالے کیا جاتا تھا جہاں مترجمین

اپنے اپنے مضمون کا ترجمہ کرتے تھے۔

دوران ترجمہ، ایسے الفاظ جن کے اردو میں متبادل الفاظ نہیں ملتے تھے یا جن اصطلاحوں کے متبادل اردو اصطلاحیں وضع کرنا مقصود ہوتا تھا نیز جن الفاظ کے ترجمے سے خود مترجمین مطمئن نہیں ہوتے تھے ایسے تمام الفاظ کی فہرست تیار کر لی جاتی تھی اور یہ فہرست مجلس وضع اصطلاحات کو بھیج دی جاتی تھی۔ مجلس وضع اصطلاحات میں دو قسم کے ارکان ہوتے تھے ایک وہ جو اس علم کے ماہر ہوتے تھے جس کی اصطلاح وضع کرنا مقصود ہوتا تھا دوسرے وہ افراد جو عربی، فارسی اور اردو میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان ارکان کے علاوہ دیگر ذی علم شخصیتوں سے بھی مشورہ کیا جاتا تھا۔ جب کہ قومی اردو کونسل میں الفاظ واصطلاحات کے انتخاب کا طریقہ کار دارالترجمہ سے مختلف تھا اس کی اہم وجہ ایک تو یہ ہے کہ ان کے پیش نظر کوئی مخصوص نصاب نہیں تھا دوسرا یہ کہ کوئی اردو ذریعہ تعلیم کی یونیورسٹی بھی نہیں تھی جس کی نصابی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا جاتا۔ چنانچہ ان لوگوں نے انگریزی کی مختلف مضمون واری فرہنگوں اور سنٹرل ہندی ڈائریکٹوریٹ کی شائع کردہ فرہنگوں سے انگریزی اصطلاحات کا انتخاب کیا اور اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے نئی اصطلاحیں بنائی گئیں بعض اوقات کسی خاص کتاب کو نظر میں رکھ کر بھی اصطلاحیں وضع کی گئیں۔ دارالترجمہ کی طرز پر قومی اردو کونسل نے بھی ملک بھر سے مختلف علوم کے سرکردہ ماہرین کو یکجا کر کے مضمون واری پینل تشکیل دیئے اور ان ماہرین سے اصطلاح سازی کا کام لیا گیا۔ فرق یہ ہے کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں اس کام کے لئے مستقل بنیادوں پر ارکان کے تقررات عمل میں لائے گئے تھے جب کہ قومی اردو کونسل میں یہ کام ورک شاپس کے انعقاد کے ذریعے کیا جاتا رہا ہے۔ مستقل بنیادوں پر اس کام کے لئے کوئی تقرر نہیں کیا گیا۔ مضمون واری کمیٹیوں نے کام کے پھیلاؤ کے لحاظ سے اپنے اپنے اجلاس منعقد کر کے کام مکمل کیا۔ کسی کمیٹی نے اپنا کام بیس اجلاسوں میں ختم کیا تو کسی نے اس سے زیادہ میں اپنا کام پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ دارالترجمہ کی طرح ان اجلاسوں میں بحث ومباحث کے ذریعہ اصطلاح سازی کی گئی اس

دوران ماہرین نے اپنے وسیع مطالعہ اور تجربہ کے ساتھ اپنی فکر انگیز اور دانشورانہ صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے بہتر سے بہتر اصطلاحیں وضع کرنے کی کوشش کی ہے۔

قومی کونسل میں نہ صرف نئی اصطلاحیں وضع کی گئیں بلکہ تقریباً تمام پرانی اصطلاحات کو یکجا کر کے عصری سیاق میں نظر ثانی کی گئی اور ان کی تجدید و تسہیل کا کام بھی کیا گیا۔ دارالترجمہ عثمانیہ والوں نے بھی نظر ثانی اور تسہیل اصطلاح کا کام کیا تھا لیکن فرق یہ تھا کہ ان لوگوں نے اپنی ہی وضع کردہ پہلے دور کی پرانی اصطلاحات کی نظر ثانی کی تھی۔ ویسے بھی ان لوگوں کے سامنے اپنے پیش رو اداروں کی وضع کردہ اصطلاحات کا کوئی معتد بہ کام نہیں تھا جس پر کہ وہ نظر ثانی یا ترمیم و اضافے کا کام کرتے۔ جہاں تک انگریزی اصطلاحات کے انتخاب کا معاملہ ہے قومی اردو کونسل کسی مخصوص نصاب کی پابند نہیں تھی اصطلاح سازوں کا حسن انتخاب ہی ان کا معیار تھا۔ جب کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے اصطلاح ساز اپنے نصاب کے مکمل پابند تھے نصابی کتابوں کے ترجمے کے دوران آنے والے ہر انگریزی یا دیگر زبانوں کے مشکل سے مشکل الفاظ و اصطلاحات کے اردو متبادل الفاظ و اصطلاحات وضع کرنا لازمی ہوتا تھا صرف نظر کی کوئی گنجائش نہیں تھی یہی سبب ہے کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں مختلف علوم و فنون کی عمیق و آسان دونوں قسم کی اصطلاحیں وضع ہوئیں۔

جن مضامین کی اصطلاحیں وضع کی گئیں ان میں قدیم و جدید دونوں شامل ہیں۔ تعداد مضامین کے تقابل سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ قومی اردو کونسل کے مقابلے میں دارالترجمہ عثمانیہ میں زیادہ موضوعات پر اصطلاح سازی کا کام کیا گیا۔ ان کے دائرہ کار میں تقریباً تمام عصری علوم شامل تھے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا موضوع ہوگا جس سے صرف نظر کیا گیا ہو۔ ۱۹۱۷ تا ۱۹۴۸ء تک ۳۱ سال کی مدت میں یہاں ۳۷ جدید و عصری مضامین کی اصطلاحیں بنائی گئیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ میں اپنی گراں مایہ تحقیق و تلاش کے ذریعے دارالترجمہ عثمانیہ کی تقریباً ۳۷ موضوعات کی چیدہ چیدہ اصطلاحات کو یکجا کر کے پیش کیا ہے جب کہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اپنے

قیام ۱۹۶۹ء تا ۲۰۱۱ء تک ۴۲ سال کے عرصہ میں صرف ۲۰ موضوعات پر اصطلاح سازی کا کام کیا ہے جہاں تک تعداد اصطلاحات کا تعلق ہے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں تقریباً ایک لاکھ اصطلاحات وضع کی گئیں جب کہ قومی اردو کونسل نے تقریباً ۲ لاکھ اصطلاحیں بنانے کا ذکر کیا ہے لیکن ہماری تحقیق کے مطابق یہ صحیح نہیں ہے۔

چونکہ قومی اردو کونسل میں اصطلاح سازی کے حوالے سے دو طرح کا کام ہوا ہے ایک تو یہ کہ تمام دستیاب اصطلاحات کو یکجا کر کے عصری سیاق و سباق میں ترمیم و تسہیل کی گئی یا انھیں من عن برقرار رکھا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ نئی اصطلاحیں بھی وضع کی گئیں لیکن قومی اردو کونسل نے اپنی تیار و شائع کردہ مختلف علوم کی فرہنگوں میں کہیں بھی یہ وضاحت نہیں کی ہے کہ کونسی اصطلاحیں نئی وضع کی گئی ہیں اور کونسی ترمیم شدہ ہیں۔

اصطلاحات کا مضمون واری تقابلی جدول

سلسلہ نشان	فہرست مضامین جن کی دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے اصطلاحات وضع کیں۔	فہرست مضامین جن کی قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اصطلاحات وضع کیں۔
1	زراعت Agriculture =	---------
2	تشریح الاعضاء Anatomy =	----------
3	آثاریات Archaeology =	----------
4	فلکیات Astronomy =	----------
5	حیاتی کیمیا Biochemistry =	----------
6	حیاتیات Biology =	----------
7	نباتیات Botany =	(۱) نباتیات

8	Chemistry = کیمیاء	(۲) کیمیاء
9	Economics = معاشیات	(۳) معاشیات
10	Education = تعلیم	(۴) تعلیم
11	Ethics = اخلاقیات	----------
12	Geography = جغرافیہ	(۵)جغرافیہ
13	History = تاریخ	(۶) تاریخ
14	law = قانون	----------
15	Linguistics = لسانیات	(۷)لسانیات
16	Literature = ادب	(۸)ادب
17	Logic = منطق	----------
18	Mathematics = ریاضی	(۹)ریاضیات (ثانوی و گرایجویٹ سطح کے لیے)
19	Medicine = طب	----------
20	Metallurgy = فلزیات	----------
21	Navy = بحریہ	----------
22	Pathology = امراضیات	----------
23	Philosophy = فلسفہ	(۱۰) فلسفہ
24	Physics = طبیعیات	(۱۱) طبیعیات
25	Physiology = فعلیات	----------
26	Political science = سیاسیات	(۱۲) سیاسیات

27	Psychology = نفسیات	(۱۳) نفسیات
28	نظم عامہ = Public Administration	(۱۴)انتظامیہ Administration
29	Sociology = عمرانیات	(۱۵)سماجیات (Sociology)
30	Statistics = شماریات	(۱۶)شماریات
31	Surveying = مساحت	----------
32	Technology = ٹیکنالوجی	----------
33	Broadcasting = نشریات	----------
34	Forestry = فن صحراء(جنگلات)	----------
35	Mechanics = میکانیات	----------
36	Pedagogy = تدریسیات	----------
37	Zoology = حیوانیات	(۱۷) حیوانیات
	(جملہ 37 مضامین)	(۱۸)انسانیات Anthropology
		(۱۹) کامرس = Commerce
		(۲۰)ترسیل عامہ = Mass communication and mass media
		(جملہ 20 مضامین)
	حوالہ: فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ (حصہ اول و دوم) مرتبہ: ڈاکٹر جمیل جالبی، ص ۵، کی پشت پر اورط	مطابق فہرست کتب مطبوعہ ۲۰۱۰ء قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دونوں ادارے اصطلاح سازی کی غرض سے وضع کیے گئے اپنے اُصولوں پر مکمل کاربند رہے۔ ان اداروں نے اُصولوں سے انحراف نہیں کیا بلکہ ضرورت کے تحت کہیں کہیں اُصولوں کو پھاند کر نئی راہیں تلاش کرتے ہوئے بعض اچھی اصطلاحیں بھی وضع کیں۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی خاص بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے کم وبیش انگریزی یا دیگر زبانوں کی ہر اصطلاح ولفظ کے متبادل اردو میں اصطلاحات والفاظ وضع وترجمہ کیے۔ اس کا اہم مقصد یہ تھا کہ اردو زبان کو دیگر زبانوں کے آگے دست نگر ہونے سے بچایا جائے اور اسے اظہار کے معاملے میں خود مکتفی بنایا جائے۔ اردو والوں کی تخیلِ پرواز کو بلند کیا جائے اور ان میں اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں کی راہ ہموار کی جائے۔ بلاشبہ ان کی یہ حکمت عملی آج بھی اردو کی توسیع وفروغ کے حوالے سے بڑی اہمیت کی حامل ہے اور یہ پالیسی گہری فکری وتخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور تعلیم کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے میں بھی معاون ہے۔ تاہم اس تگ ودو میں ان لوگوں نے عربی و فارسی کے ثقیل و نامانوس الفاظ و اصطلاحات بکثرت استعمال کیے۔ ثقالت پر اعتراض دارالترجمہ کے اولین یعنی ابتدائی دور میں وضع کی گئی اصطلاحات پر صادق آتا ہے چونکہ اس دور میں اردو زبان ابھی پوری طرح عربی وفارسی کے اثرات سے بے نیاز نہیں ہوئی تھی دوسرا یہ کہ عربی وفارسی ماحول میں پروردہ وتعلیم یافتہ بزرگوں کی ایک پوری نسل موجود تھی جن کا غلبہ دارالترجمہ پر بھی تھا تیسرے یہ کہ اس دور میں عربی وفارسی لازمی طور پر پڑھائی جاتی تھیں اور تقریباً ہر پڑھا لکھا شخص عربی وفارسی سے واقف ہوتا تھا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے عربی وفارسی الفاظ کا دل کھول کر استعمال کیا۔ ویسے بھی یہ لوگ اردو زبان کے فطری تقاضوں اس کی تعمیر و تشکیل اس کی اصل اور مزاج کے تحقیقی تجزیے کے ذریعے اصطلاح سازی کے لیے ان زبانوں کے الفاظ ومشتقات کے استعمال کو جائز اور فطری قرار دے چکے تھے۔ چنانچہ اس دور میں ہمیں غیر مانوس عربی مشتقات کے ساتھ وضع کردہ اصطلاحیں ملتی ہیں اور مفرس ومعرب انداز تحریر بھی۔ اس حکمت عملی کی وجہ سے اردو زبان میں الفاظ و

اصطلاحات کا ایک بیش بہا اور نیا ذخیرہ ہاتھ آیا۔ ساتھ ہی اردو نثر میں ایک واضح اور موثر و مدلل فکری، علمی و سائنسی اسلوب پیدا ہوا۔ وقت کے ساتھ بتدریج ثقیل اور غیر مانوس اصطلاحات سازی کے رجحانات میں عصری تقاضوں اور معیار کے مطابق تبدیلی ہوتی گئی اور ۱۹۳۵ء کے بعد سے سادہ اور سلیس زبان اختیار کرنے کے لئے باضابطہ کوششیں شروع ہوئیں اور اصطلاحات پر تنقیدی نظر ڈالنے کی غرض سے ۱۹۳۵ء میں نائب معین امیر جامعہ کی صدارت میں ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی تھی جو اصطلاحات پر نظر ثانی اور ترمیم و تسہیل کا کام کرتی تھی۔

چنانچہ دارالترجمہ کی اصطلاحات کے بارے میں ہم قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں وضع کی گئی اصطلاحات ثقیل و ناقابل فہم ہیں۔ ہمارا تجزیہ ہے کہ ابتدائی دور میں وضع کی گئی زیادہ تر اصطلاحات کو چھوڑ کر بعد کی کم و بیش تمام اصطلاحیں اردو میں رائج ہو چکی ہیں اور اردو زبان کا فطری حصہ بن چکی ہیں۔ چونکہ ان لوگوں نے عصری تقاضوں کا پورا لحاظ رکھا تھا۔ گزرتے زمانے کے ساتھ اردو کے مزاج اور اس پر اثر انداز ہونے والے لسانی اثرات کا بھی خیال رکھا تھا اور اصطلاحات کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور آسان و قابل فہم بنانے کے عمل کو مسلسل جاری رکھا تھا اس لیے تمام اصطلاحات پر ثقیل مفرس و معرب یا نامانوس ہونے کا اطلاق کرنا مشکل ہے ذیل میں چند اصطلاحات تجزیے کے لیے پیش ہیں۔ یاد رہے کہ اس قسم کی بے شمار اصطلاحات موجود ہیں۔

بعد کے دور میں وضع یا تسہیل کردہ اردو اصطلاح	اولین دور میں وضع کی گئی اردو اصطلاح	انگریزی اصطلاح
دھاتی قدر	قدر فلزی	Metallic Value
خالص آمدنی	مداخل خالص	Net Revenue

گماشتہ/نمائندہ/ایجنٹ	عمیل	Agent
ایلڈرمین	شریک میر بلد	Alderman
رائے طلبی	استشارہ	Plebiscite
استصواب عامہ/رائے طلبی	مراجعہ	Referendum

مرور زمانے کے ساتھ زندہ زبانوں پر دیگر مروجہ زبانوں کے اثرات مرتسم ہوتے رہتے ہیں لسانی تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے اردو زبان بھی اس کلیے سے مبرا نہیں ہے۔ آج سے قریب سو سال قبل جس طرح دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی اصطلاحات پر عربی و فارسی کا غلبہ تھا اب وہ صورت حال نہیں ہے آج کل اس کی جگہ بالخصوص ہندوستان میں چاہے وضع اصطلاحات کا معاملہ ہو یا عام بول چال کا انگریزی' ہندی اور بعض دیگر علاقائی زبانوں کے الفاظ و اصطلاحات من وعن استعمال ہو رہے ہیں۔ سوال صرف اصطلاحات کی ثقالت یا سریع الفہم ہونے کا نہیں ہے مرور زمانے کے ساتھ اثر پذیر لسانی اثرات کا بھی ہے۔ جس کی تازہ جھلک قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی اصطلاحات میں دیکھی جاسکتی ہے۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے بالمقابل ان لوگوں نے انگریزی الفاظ واصطلاحات کا بکثرت اور بجنسہ استعمال کیا ہے کہیں کہیں ہندی زبان بھی برتی گئی ہے۔

اردو زبان کی فطری لسانی خصوصیت' اس کی اپج اور مزاج' روانی' نفاست' تلفظ کی ادائیگی میں آسانی اور صوتی ہم آہنگی کو لے کر دارالترجمہ عثمانیہ کے ماہرین السنہ ولسانیات بالخصوص پروفیسر وحید الدین سلیم نے گہری سوچ تحقیق وجستجو، مباحث و دلائل کے ذریعے وضع اصطلاحات کے لیے جس راہ کا تعین کیا تھا اور اردو میں انگریزی اصطلاحات کے بجنسہ وبکثرت استعمال کو اردو کی بقاء کے لئے مضر ٹھہرایا تھا، اس سے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اصطلاح سازوں نے بڑی حد تک روگردانی کی ہے اور ان حقائق پر عمل نہیں کیا اور معتدبہ انگریزی اصطلاحات کا من وعن استعمال کیا ہے اور بعض انگریزی کے مقابل اردو

کی مقبول عام اصطلاحات کو بھی برتا نہیں گیا۔ مثلاً

"Allowance" کے لئے الاؤنس ہی لکھا گیا ہے اس کے لئے بڑی آسانی سے لفظ بھتہ لکھا جا سکتا تھا۔ "Lunch" کے لئے "لنچ" لکھا گیا ہے۔ جبکہ "دوپہر کا کھانا" یا "ظہرانہ" لکھا جا سکتا تھا۔ "Advocate" "ایڈوکیٹ" لکھا گیا ہے اردو میں اس کے لئے لفظ وکیل مقبول و عام ہے۔ "Public sector" کے لئے "پبلک سکٹر" ہی لکھا گیا ہے اردو میں اس کا ترجمہ "عوامی شعبہ" کیا جاتا ہے۔"[۵۱]

اس طرح کی کئی اصطلاحیں قومی اردو کونسل کی مضمون واری فرہنگوں میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مصطلحین نے نہ صرف کئی انگریزی اصطلاحات کو برقرار رکھا بلکہ اردو کی خوبصورت جامع اور مقبول و عام اور مروجہ اصطلاحات کے ساتھ انگریزی اصطلاحات والفاظ کو بھی اردو رسم الخط میں ہو بہو درج کیا ہے۔

ایکٹ/قانون	Act
زائد/ایڈیشنل	Additional
جنرل/عام	General
آفس/دفتر	Office
پنشن/وظیفہ	Pension
سرپرست/پیٹرن	Patron
سکریٹری/معتمد	Secretary ۔"[۵۲]

اردو متبادل کے ساتھ انگریزی کو بھی اردو رسم الخط میں لکھ دینا زبان کی بقاء ترویج و اشاعت کے حوالے سے گہرے لسانی شعور و بصیرت کے فقدان کا مظہر ہے اور صحیح سمت و راہ کے تعین اور زبان کے چلن کے متعلق قطعی حکمت عملی کے تناظر میں مباحث کا متقاضی ہے۔

چونکہ دارالترجمہ شمس الامراء اور دہلی کالج سے لے کر دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ تک بھی اداروں نے انگریزی اصطلاحات کے استعمال کو اس وقت جائز قرار دیا تھا جب کہ اس کے مقابل اردو میں کوئی موزوں لفظ موجود نہ ہو یا نئی اصطلاح وضع کرنے سے اصل مفہوم مفقود و مجروح ہو جاتا ہو۔ لیکن قومی کونسل والوں نے متقدمین کے اس نظریہ کی پابندی نہیں کی اور کئی انگریزی اصطلاحات کے اردو متبادل ہونے کے باوجود اردو کے ساتھ انگریزی کو بھی استعمال کیا ہے۔

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ والوں نے بھی اردو متبادل کے ساتھ انگریزی اصطلاحیں اردو رسم الخط میں لکھی ہیں لیکن ایسا بہت ہی کم اور استثنائی صورتوں میں دیکھا گیا ہے اگر اردو متبادل اصطلاح سے وہ خود مطمئن نہ ہوں یا مفاہیم و معانی اور تصورات کی منتقلی میں عجز کا شکار ہو گئے ہوں یا وضع کردہ اصطلاح میں سقم محسوس کرتے ہوں تب انہوں نے اردو متبادل اصطلاح کے ساتھ انگریزی اصطلاح کو بھی اردو رسم الخط میں رقم کر دینا ضروری سمجھا ورنہ اردو کی جامع اصطلاح کی موجودگی میں انگریزی اصطلاح کا استعمال کبھی نہیں کیا۔ تاہم دونوں اداروں نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ بہتر سے بہتر اصطلاحیں وضع کی جائیں اور وہ اس معاملے میں بڑی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ اگر دونوں اداروں کی وضع کردہ اصطلاحات کا تقابلی تجزیہ کیا جائے تو قومی کونسل کے مقابلے میں دارالترجمہ کی اصطلاحات زیادہ جامع، مختصر، مفہوم کی قائم مقام معانی و مطالب کی نمائندہ اور علمی تصورات کی مکمل ترجمانی کرتی ہیں۔ جہاں تک ثقیل ناقابل فہم اور مغلق اصطلاحات کا تعلق ہے وہ دارالترجمہ کے اولین دور میں زیادہ وضع کی گئیں ہیں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ قومی اردو کونسل کی اصطلاحیں خراب ہیں ان لوگوں نے بھی ہزاروں بہترین اصطلاحیں بنائی ہیں تاہم دوران اصطلاح سازی کہیں کہیں اصطلاح کے مطالب و معانی اور مرادی مفہوم و تصورات کی منتقلی میں دونوں اداروں سے کوتاہی بھی ہوئی ہے اس طرح کی اجتہادی لغزشیں دارالترجمہ کے مقابلے میں قومی اردو کونسل کے یہاں زیادہ نظر آتی ہیں۔ بطور نمونہ ذیل کی چند اصطلاحیں ملاحظہ

فرمائیں جسے ہم نے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی مضمون واری فرہنگوں اور فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ از جمیل جالبی حصہ اوّل ودوّم سے اخذ کیا ہے۔

مضمون	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان	دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ	انگریزی اصطلاح
نظم ونسق عامہ/ انتظامیہ	نامنظوری/تنسیخ	اختیار منسوخی	Veto
نظم ونسق عامہ/ انتظامیہ	لامرکزیت	تضعیف مرکزیت	Decentralisation
نظم ونسق عامہ/ انتظامیہ	افضل،اعلیٰ درجہ،سینئر	قدیم الخدمت	Senior
نفسیات	سازگاری	انضباط	Adjustment
نفسیات	وہم مسلط	اختصار [استحواذ]	Obsession
سیاسیات	رائے شماری	رائے طلبی	Plebiscite

لفظ (Veto) کے معنی دراصل وہ حق یا اختیار ہے جو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کو آئینی طور پر حاصل ہے جس کی رو سے وہ اقوام متحدہ کی کسی بھی قرارداد، تجویز یا اقدام وغیرہ کو مسترد یا منسوخ کر سکتے ہیں۔ اس اصطلاح میں پنہاں مفہوم کا عکس قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے ترجمے میں کم ہی نظر آتا ہے ترجمے کو پڑھنے سے قاری کا ذہن اصطلاح کے مخصوص معانی کی طرف کم اور عام معنوں کی طرف زیادہ منتقل ہوتا ہے اس کا ترجمہ ان لوگوں نے ''نامنظوری/تنسیخ'' کیا ہے چونکہ انگریزی کے عام الفاظ Rejection' Disapproval'Cancellation وغیرہ کے لیے بھی یہی ترجمہ کیا جاتا ہے جب کہ دارالترجمہ عثمانیہ کا ترجمہ ''اختیار منسوخی'' مناسب وموزوں اور بہتر

معلوم ہوتا ہے اور ترجمے میں اصطلاح کے مرادی معنی و مفہوم منعکس نظر آتا ہے جس سے قاری کا ذہن اصطلاح سے متعلق خاص تصورات و مطالب کی طرف فوراً منتقل ہو جاتا ہے۔

(Decentralization) کا ترجمہ قومی کونسل نے ''لامرکزیت'' کیا ہے جو صحیح لفظی ترجمہ ہے یہاں اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ مرکزیت تو ہو لیکن مطلق مرکزیت نہ ہو بلکہ اس کے تحت اقتدار کے اور بھی مراکز ہوں بعض نے اس کا ترجمہ مرکز گریز بھی کیا ہے بعض لغات میں اس کے معنی ''مرکزی اقتدار کو کم کرنا'' بھی لکھا گیا ہے شائد اسی کے پیش نظر دارالترجمہ نے اس کا اردو متبادل ''تضعیف مرکزیت'' وضع کیا ہے۔ لفظ (Senior) کا متبادل ''قدیم الخدمت'' وضع کیا گیا ہے۔ مضمون ''نظم نسق عامہ/انتظامیہ'' کی روشنی میں (Senior) کے معنی ''زیادہ طویل عرصے تک خدمات انجام دینے والا'' کے ہیں اس لحاظ سے ''قدیم الخدمت'' ایک بہتر اصطلاح ہے اس کے باوجود شائد مرکب عربی ترکیب کی وجہہ مقبول عام نہ ہو سکی۔ جبکہ قومی کونسل نے اس کا ترجمہ ''افضل/اعلیٰ درجہ'' کیا ہے یہ ترجمہ مرادی معنی سے کم ہی میل و مطابقت رکھتا ہے لفظ افضل مفہوم کے اعتبار سے کسی حد تک درست ہے لیکن یہ ترجمہ اصطلاح کے اصل مفہوم کی طرف ذہن کو منتقل کرنے کے وصف سے عاری ہے اس کے کئی اور معروف معنی ہیں یہ اشخاص کا نام بھی ہوتا ہے اور لفظ ''اعلیٰ درجہ'' معنوی اعتبار سے گڈمڈ اور مبہم معلوم ہوتا ہے شائد اس لئے انگریزی لفظ (Senior) ہی اردو میں مقبول ہو چکا ہے۔

انگریزی لفظ (Adjustment) کے کئی معانی ہیں علم نفسیات میں اس کے معنی ''خود کو ضرورت یا تقاضے کے مطابق ڈھالنا'' کے ہیں اس کا ترجمہ سررشتہ تالیف و ترجمہ عثمانیہ نے ''انضباط'' کیا ہے جو اصطلاح کے مرادی معنوں سے قریب تر ہے جس سے ذہن بڑی حد تک اصل مفہوم کی طرف مائل ہو جاتا ہے قومی کونسل کا ترجمہ ''سازگاری'' عجیب معلوم ہوتا ہے ترجمے میں اصطلاح کے اصل مفہوم سے بیگانگی جھلکتی ہے۔ نفسیات کی ایک اور اصطلاح (Obsession) جو کسی خیال کو ذہن پر طاری کر لینے یا دل میں بٹھا لینے کی

کیفیت کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہے قومی کونسل نے اس کی بہترین اردو متبادل اصطلاح ''وہم مسلط'' وضع کی ہے جو مفہوم کے صحیح پہلو کو نمایاں کرتی ہے مفہوم کی قائم مقام اور نمائندہ معلوم ہوتی ہے جب کہ دارالترجمہ عثمانیہ نے اس کی متبادل اردو اصطلاح ''اختصار'' وضع کی ہے جو اصطلاح کے اصل مفہوم معانی و مطالب اور تصورات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ جبکہ اصل لفظ ''استحواذ'' ہے شاید ٹائپنگ کی غلطی ہے۔ ''استحواذ'' عربی لفظ ہے علم نفسیات میں اس کے معنی کوئی خیال، نظریہ یا تصور ہے جو کسی وقت بھی دماغ سے نہ اُترے۔ اگر ہم ان معنوں میں اصطلاح کو دیکھیں تو یہ ایک بہترین متبادل اصطلاح ہے۔

انگریزی لفظ (Plebiscite) کے پیچھے معانی کا جو اصل تصور ہے وہ یہ ہے کہ کسی اہم مسئلے پر لوگوں کی رائے معلوم کرنا' کسی قوم' فرقے' طبقے یا معاشرے کا مجموعی اظہار رائے' یا ایک معنی یہ بھی ہے کہ کسی اہم مسئلے، خاص طور پر ملکی قانون کی تبدیلی میں رائے دہندگان کا براہ راست ووٹ دینا وغیرہ۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے اس اصطلاح کے صحیح مفہوم کو اردو اصطلاح میں منتقل کیا ہے۔ ان کی اصطلاح واضح' سہل اور سریع الفہم بھی ہے (Plebiscite) کے مقابل لفظ ''رائے طلبی'' مناسب و متبادل معلوم ہوتا ہے۔ اس لفظ کے ساتھ ذہن میں اصطلاح کا مکمل معنوی تصور واضح ہو جاتا ہے اور ذہن اس کے حقیقی معنوں کی طرف فوراً مبذول ہو جاتا ہے جب کہ قومی کونسل نے اس کا ترجمہ ''رائے شماری'' کیا ہے رائے طلبی اور رائے شماری میں بہت بڑا فرق ہے انگریزی میں شماری کا مطلب (Counting) ہوتا ہے۔ دارالترجمہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی اصطلاحات میں مجروح تصورات اور مبہم مفہوم کی اور بھی کئی مثالیں ہیں لیکن ان کی تعداد بہر حال کم ہے۔ عمومی طور پر پوری دلچسپی اور انہماک سے اصطلاحیں وضع کی گئیں اور اصطلاحات میں معنوں اور تصورات کی کامل عکاسی کی کوشش کی گئی ہے۔

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ ان لوگوں نے ہر انگریزی اصطلاح کی اردو متبادل اصطلاحیں وضع کیں تھیں اس کے مقابلے میں قومی کونسل نے کئی انگریزی

اصطلاحات من عن اسی تلفظ میں اردو رسم الخط میں لکھ دی ہیں۔ نمونے کے طور پر چند اصطلاحیں ذیل میں درج ہیں اس طرح کی کئی اصطلاحات قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی مضمون واری فرہنگوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان	سررشتہ تالیف وترجمہ (دارالترجمہ) جامعہ عثمانیہ	انگریزی اصطلاح
میگنا کارٹا	منشوراعظم۔سنداعظم	Magna charta
الٹی میٹم	پیام آخری	Ulitimatum
آڈٹر جنرل	صدرناظم حسابات	Auditor General
ڈسٹرکٹ بورڈ	مجلس ضلع	District Board
پورٹ ٹرسٹ	محکمہ بندر	Port Trust
آرچ بشپ	اسقف اعظم	Archbishop
بیلٹ باکس	صندوق رائے اندازی تعلقدار	Ballot Box collector

(فرہنگ اصطلاحات انتظامیہ، فرہنگ اصطلاحات تاریخ وسیاسیات، قومی کونسل برائے فروغ اردوزبان اور فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ مرتبہ جمیل جالبی سے ماخوذ۔)

اس کے علاوہ قومی کونسل نے مرکب اصطلاحات سازی میں انگریزی الفاظ کا سہارا لیا ہے۔ اردو میں دو الفاظ کی ترکیب مختلف طور سے ہوتی رہی ہے اور مرکب اصطلاحیں وضع کرنے کی ایک روایت رہی ہے۔ ایک ہی زبان کے دو لفظوں کو ملا کر ترکیبیں بنائی گئی ہیں اور دو مختلف زبانوں کے الفاظ سے بھی مرکب ترکیبوں کی مثالیں مل جاتی ہیں مثلاً ہندی + فارسی، عربی + فارسی، ہندی + عربی وغیرہ ان زبانوں کے عام فہم اور عام مستعمل الفاظ تراکیب میں استعمال کیے گئے ہیں لیکن انگریزی، اردو مرکب اصطلاحات کا تناسب انتہائی کم دیکھا گیا ہے قومی اردو کونسل نے دہلی ورینکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی (دہلی کالج) کے

اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے انگریزی کے ساتھ مرکب اصطلاحیں وضع کیں ہیں۔ دہلی کالج کا اصول یہ تھا کہ اگر مرکب لفظ ایسے دو مفرد الفاظ سے بنا ہے جن میں سے ایک کا مترادف اردو میں موجود ہے مگر دوسرے کا مترادف نہیں تو ایک انگریزی اور دوسرے اردو لفظ سے مرکب بنالیا جائے جیسے ''کورٹ آف ڈائرکٹرز'' کا ترجمہ کچہری ڈائرکٹروں کی'' ''آرچ بشپ'' ''بشپ اعلیٰ'' کرلیا جائے اس اُصول پر عمل کرتے ہوئے قومی کونسل نے انگریزی اردو کی معتدبہ مرکب اصطلاحیں وضع کیں ہیں برخلاف اس کے دارالترجمہ عثمانیہ نے انگریزی الفاظ کی مدد سے شاذ و نادر ہی اصطلاحیں وضع کی ہیں۔ ذیل میں قومی کونسل کی وضع کردہ چند اصطلاحیں ملاحظہ فرمائیں اس قبیل کی اصطلاحیں کم وبیش قومی کونسل کی ہر مضمون واری فرہنگ میں مل جاتی ہیں۔

ہوائی ٹرانسپورٹ رابطہ افسر	=	Air Transport Liaison officer
مسلح پولیس کانسٹیبل	=	Armed police constable
فوج کا کمانڈر	=	Army commander
مستقل کیڈر رباضابطہ کیڈر	=	Cader regular
احتساب آفیسر	=	Censor officer
یومیہ ڈائری	=	Daily diary

(ماخوذ: فرہنگ اصطلاحات انتظامیہ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان)

قومی کونسل نے عام فہم اور عوام کی زبان پر رائج کئی انگریزی اصطلاحات کو جوں کا توں برقرار رکھا ہے۔ اس نے عربی، فارسی، ہندی کے ساتھ انگریزی الفاظ کا دل کھول کر استعمال کیا ہے اس کے مقابل دارالترجمہ عثمانیہ نے انگریزی اصطلاحات شاذ و نادر ہی اور مجبوراً استعمال کی ہیں۔ قومی کونسل نے انگریزی اصطلاحات کی ساخت اس کی ماہیت معنی اور ماخذ اور ان کی نوعیتوں کی تحقیق کی روشنی میں اردو میں اصطلاح سازی کے طریقوں کے مطابق انگریزی اصطلاحیں استعمال نہیں کیں بلکہ جس طرح انگریزی میں مستعمل ہیں اسی

طرح اردو رسم الخط میں لکھ دی گئی ہیں۔ جب کہ دارالترجمہ عثمانیہ نے اول تو انگریزی الفاظ و اصطلاحات کے استعمال سے ممکنہ حد تک گریز کیا ہے لیکن اگر کہیں ضرورت پڑی ہو تو پوری تحقیق کے ذریعہ انگریزی اصطلاحوں کی ساخت، ماہیت، معنی اور ماخذ کے لحاظ سے اردو میں اصطلاح سازی کے طریقوں کے مطابق اصطلاح کو ڈھالا ہے بالخصوص اردو کے فطری مزاج اور اس کی نوعیت کو مجروح نہیں کیا بلکہ الفاظ کی تارید کی گئی ہے اور اردو زبان کی خراد پر چڑھا کر الفاظ کی صوتی لحاظ سے تزئین کی گئی۔ مثلاً

ارمان دو پولی نیاک	=	Armandde polignac
عسقلون	=	Ascalon
لقونوی	=	Laconian
سوس	=	Suea

وغیرہ اس طرح کی کئی اصطلاحیں دارالترجمہ والوں نے وضع کی ہیں۔ جہاں تک ہندی الفاظ و مشتقات کا تعلق ہے خال خال ہی سہی دونوں اداروں نے ان کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً دارالترجمہ نے (Ancestor worship) کے لئے ''پرکھا پوجا'' اور (Exogamy) کے لئے ''اگوت بیاہی'' ترجمہ کیا ہے جب کہ قومی کونسل نے Dairy کے لئے ''دودھ شالہ'' جغرافیہ کی اصطلاح (Archibenthic) کے لیے ''پاتالی'' جیسی ہندی اصطلاحیں وضع کیں ہیں۔

قومی اردو کونسل کے پروگرام میں قدیم و دستیاب اصطلاحات کو تلاش کر کے یکجا کرنا اور عصری سیاق و سباق میں اس کی ترمیم و تسہیل کرنا بھی شامل تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے دارالترجمہ عثمانیہ کی سینکڑوں اصطلاحات کو اپنی فرہنگوں میں نقل کیا ہے تسہیل بھی کی ہے اور ترمیم بھی کی ہے بعض الفاظ کا صرف اُلٹ پھیر کیا گیا ہے جیسے معاشیات کی اصطلاح (Capital Fixed) کو دارالترجمہ عثمانیہ نے ''اصل قائم'' اور (Circulating Capital) کے لئے ''اصل دائر'' ترجمہ کیا ہے قومی کونسل نے اس کو پلٹ دیا ہے یعنی اصل

قائم کی جگہ ''قائم اصل''اور اصل دائر کی جگہ ''دائر اصل'' کر دیا گیا ہے اس طرح کی اور بھی کئی اصطلاحیں تقابلی مطالعہ کے باب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ترجموں میں یکسانیت قائم رکھنے اور ترجمے کو اصطلاحی انتشار و بے ترتیبی سے محفوظ رکھنے اور طلباء و مبتدیوں کو الجھن سے بچانے کے لیے ایک اصطلاح کے مقابل ایک ہی اصطلاح وضع کرنا چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا ایک انگریزی اصطلاح کے متبادل دو سے زائد اصطلاحیں بھی وضع کی گئیں ہیں جس کا قومی اردو کونسل کی علمی فرہنگوں میں نمایاں طور پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ جس سے دارالترجمہ عثمانیہ نے گریز کرنے اور دامن بچانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

مرورِ زمانہ کے ساتھ اردو کے علمی اصطلاحات پر لسانی اثرات مرتسم ہوئے اور الفاظ میں تغیر و تبدل واقع ہوا۔ تدریجی فروغ نکھار اور سدھار بھی ہوا۔ تاہم انگریزی اصطلاحیں زیادہ ترجوں کی توں برقرار رہیں۔ مثلاً معاشیات کی انگریزی اصطلاح (Large Scale Producation) کا ترجمہ سرسید کی سائنٹفک سوسائٹی نے ''عمل پیدائش بر میزانِ کبیر'' اور دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے ''بڑے پیمانے کی پیدائش'' جبکہ قومی کونسل نے اس کا ترجمہ '' بڑے پیمانے کی پیداوار'' کیا ہے۔ سرسید کی سائنٹفک سوسائٹی نے (Utility) کیلیے ''معاوضہ'' اور (Supply) کیلئے ''اُصولِ مقدار'' ترجمہ کیا۔ جبکہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل نے اس کا ترجمہ بالترتیب ''افادہ'' اور ''رسد'' کیا ہے۔ یہ مثالیں امتدادِ زمانہ کے ساتھ ہونے والے لسانی تغیر کو ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن زمانی فرق کے بغیر بھی ایک انگریزی اصطلاح کے لیے مختلف اردو اصطلاحیں وضع کی گئی ہیں۔

تحقیقی مطالعے اور تجزیے کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قومی کونسل کے مقابلے میں دارالترجمہ عثمانیہ کی وضع کردہ علمی اصطلاحات' زیادہ عمیق بلند پایہ اور اعلیٰ درجہ کی حامل ہیں اور مضمون کا پوری گہرائی سے احاطہ کرتی ہیں اور یونیورسٹی سطح کے تعلیمی معیار سے مطابقت رکھتی ہیں اور ان کی علمی ضرورتوں کی تکمیل بھی کرتی ہیں تاہم مرورِ زمانہ کے ساتھ بہت سی اصطلاحیں متروک ہوچکی ہیں نت نئی تحقیقات نے نئے علمی ابواب کو وا کیا ہے اور

مختلف علوم کو برق رفتاری سے فروغ حاصل ہوا ہے۔ ان عصری تقاضوں کی روشنی میں بلاشبہ پچھلی صدی میں وضع کی گئی معتدبہ اصطلاحات از کار رفتہ معلوم ہوتی ہیں اس کی تطبیق قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی کچھ اصطلاحات پر بھی کی جاسکتی ہے۔ عمیق اور بلند پایہ اصطلاحیں قومی کونسل نے بھی وضع کی ہیں چونکہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کا مقصد یونیورسٹی کی نصابی ضرورتوں کے مطابق تعلیمی مواد تیار کرنا تھا اس لیے عمیق اور بلند پایہ اصطلاحات کی تعداد ان کے پاس زیادہ نظر آتی ہے۔

تاہم دارالترجمہ عثمانیہ نے اصطلاحوں کی تشکیل میں عربی زبان کو زیادہ اہمیت دی اور الفاظ، مادّے اور مشتقات کے انتخاب میں فصاحت و بلاغت سے کام لیا گیا۔ عربی زبان کے ادق الفاظ و مادّے برتے گئے۔ عربی کی خاص لسانی خصوصیت سے پورا فائدہ اٹھایا گیا یعنی ایک مفرد مادّے سے متعدد مفرد الفاظ بنائے گئے۔ دقیق عربی الفاظ کے استعمال سے کئی اصطلاحیں نہایت ثقیل، مغلق، کٹھن اور ناقابل فہم ہوگئی ہیں۔ اردو زبان کے فطری مزاج، ماہیت، ملائمت، اور حسن کو قائم رکھنے کی تگ و دو میں وہ غلو کا شکار ہو گئے ہیں۔ جن زبانوں کو خود ان لوگوں نے اردو زبان کا فطری عنصر قرار دیا تھا ان تمام زبانوں کے الفاظ، مادّے و مشتقات کے استعمال میں توازن و تناسب برقرار نہیں رکھا گیا۔ فارسی، ہندی، بشمول سنسکرت کے الفاظ کے مقابلے میں عربی کی طرف زبردست جھکاؤ نے اردو کے فطری عناصر میں افراط و تفریط پیدا کردی۔ اردو زبان کی نیرنگی، اختلاطی خصوصیات، فطری حسن و ملائمت اور جبلی اپج کا پاس و لحاظ رکھنے پر جتنا زور ان لوگوں نے دیا تھا وہ خود اس پر قائم نہیں رہے اور عربی الفاظ کا بکثرت استعمال کیا۔ اس کے مقابل قومی اردو کونسل نے ثقیل الفاظ و اصطلاحات کے استعمال سے حتی الوسع پرہیز کیا ہے تاہم ان لوگوں نے بھی خاصی تعداد میں ثقیل اصطلاحیں وضع کی ہیں۔ ماہرین اردو زبان و لسانیات نے اردو کے فطری مزاج کو قائم رکھنے کے لیے اصطلاح سازی میں عربی، فارسی، ہندی، بشمول سنسکرت و مقامی زبانوں کے مقابل انگریزی الفاظ کو بہت ہی کم استعمال کرنے پر زور دیا ہے لیکن قومی کونسل اس پر سختی سے

پابند نہیں رہی۔ جس طرح دارالترجمہ کی اصطلاحات میں عربی الفاظ کی بہتات کھٹکتی ہے ٹھیک اسی طرح قومی کونسل کی فرہنگوں میں انگریزی اصطلاحات دیکھے جا سکتے ہیں بکثرت نہ سہی زبان کے فطری لفظی تناسب سے زیادہ انگریزی اصطلاحیں نقل کی گئی ہیں۔

قومی کونسل سے علمی مطالب ادا کرنے میں مرکب اصطلاحوں کی ترکیبوں میں کہیں کہیں بھول چوک ہوئی ہے۔ مفرس اصطلاحوں کے متبادل مرکب اور لمبی اصطلاحیں بھی اختراع کی گئی ہیں بعض اصطلاحیں گڈ مڈ غیر واضح اور مبہم بھی ہیں۔ عمومی طور پر دونوں اداروں نے واضح، سہل، سریع الفہم، جامع، مختصر اور خوبصورت اصطلاحیں وضع کی ہیں، اصطلاح سازی میں لسانی، ادبی، صوتی اور قواعد کی باریکیوں کا ممکنہ حد تک خیال رکھا گیا ہے۔ بالخصوص قواعد، مشتقات اور ترکیبوں کے استعمال میں قومی کونسل کے مقابل دارالترجمہ عثمانیہ کی اصطلاحیں معائب سے مبرا، محاسن کی نمائندہ اور گہرے لسانی علمی وادبی کمالات کی مظہر ہیں۔ دونوں اداروں نے اصطلاح سازی میں مفاہیم، مطالب، معانی و تصورات کی کامل منتقلی پر نہ صرف زور دیا ہے بلکہ بڑی حد تک عمل بھی کیا ہے اور اکثر اصطلاحیں ایسی ہیں جنھیں پڑھنے سے قاری کا ذہن فوراً اصطلاح کے اصل مفہوم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ کچھ اصطلاحیں بھونڈی اور عیب دار بھی نظر آ جاتی ہیں۔ یہ اصطلاحی سقم کہیں کہیں معانی و مفاہیم کو مجروح کرتا ہے اور اصطلاح کو سمجھنے میں غلط فہمی اور الجھن پیدا کرتا ہے۔ قومی کونسل کی اصطلاحوں میں بعض جگہ قواعد و زبان کی غلطیاں ہوئیں ہیں اور اصطلاح کے لئے ایسے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جو اشتقاقی لچک وصلاحیت سے محروم ہین جس سے ضرورت پڑنے پر آگے الفاظ بنانے کی راہیں نہیں نکلتیں۔

دارالترجمہ عثمانیہ کی وضع کردہ اصطلاحات طبع ہو کر فرہنگوں کی شکل میں طاقچوں کی نذر یا کتب خانوں کی زینت نہیں بنیں، بلکہ پوری یکسانیت کے ساتھ دکن کے پورے علاقے میں اردو ذریعہ تعلیم کے اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹی سطح تک آرٹس، سائنس، سوشل سائنس، میڈیسن، انجینئرنگ، قانون و دیگر مروجہ علوم کی نصابی کتابوں میں برتی گئیں اور

مملکت آصف جاہی کے حدود اربع میں عوامی سطح پر اور سرکاری انتظامیہ میں بھی استعمال ہوئیں۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اصطلاحات جو غیر مانوس، نا قابل فہم اور ثقیل تھیں متروک ہو گئیں اور وہ اصطلاحیں جو سادہ، سلیس، جامع اور عام فہم تھیں مروج و عام ہو گئیں اور زبان زد عام و خاص ہوئیں اور اردو زبان کا فطری حصہ بن گئیں انگریزی اردو لغات میں بھی شامل ہوئیں۔ قومی کونسل کی مصطلحات کا اس بڑے پیمانے پر منظم اور منصوبہ بند طریقے پر تجربہ نہیں کیا گیا اس لئے ان کی اصطلاحات کی مقبولیت کے تعلق سے قطعی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔

مجموعی اعتبار سے اصطلاح سازی میں تمام محاسن کا خیال رکھا گیا ہے۔ جس علم و فن کی اصطلاحیں وضع کی گئیں ان میں موضوع اور مفاہیم سے کامل مطابقت کی سعی کی گئی ہے صوتی ولسانی جاذبیت کے ساتھ نفس مضمون اور موضوع سے متعلق مفاہیم کو سمیٹنے کی کوششیں کی گئی ہیں اکثر الفاظ زبان کی خوبصورتی کے پیکر ہیں اور متبادل تصورات، معانی و مطالب کے نمائندہ ہیں، سادہ عام فہم اور معنوی اعتبار سے اس طرح چست اور معقول ہیں جس طرح جوہری انگوٹھی میں نگینہ بٹھاتا ہے۔ صوتی لسانی اور ادبی خصوصیات کے ساتھ اردو کے فطری پہلوؤں سے ہم آہنگ ہیں اور ان میں اردو کے ذہن و مزاج کا خیال رکھا گیا ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ اصطلاحیں عام آدمی کی زبان سے آسانی سے ادا ہو سکیں۔ دونوں اداروں، بالخصوص دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں ہر لفظ کی مختلف حیثیتوں سے جانچ پڑتال کی جاتی تھی، لفظ کی ساخت پر غور کیا جاتا تھا، لفظ میں آگے مشتقات بنانے کی صلاحیت و امکانات پر غور کیا جاتا تھا، ادبی، لسانی، ہر لحاظ سے اطمینان کر لینے کے بعد اصطلاح کے لفظ منتخب کیا جاتا تھا اور غیر زبانوں کے لفظوں کو اردو کی ساخت و جبلی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں کی جاتی تھیں۔ انگریزی کی بعض اصطلاحیں کئی فنون میں مختلف مفاہیم کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوئی ہیں اس طرح کی اردو اصطلاحیں وضع کرنے پر بھی غور کیا گیا ہے یعنی التباس پیدا کیے بغیر ایک ہی اصطلاح مختلف علوم میں اپنے مخصوص مطالب ادا کرے۔ دونوں اداروں نے متبادل اصطلاح میں مطالب کے تمام نکات کی منتقلی

کے ساتھ ادبی لسانی وصوتی محاسن کا احاطہ کرنے پر زور دیا ہے اور اصطلاح میں نزاکت و صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اصطلاحات کو فن اور زبان سے یکسانیت پیدا کرنے کی بھر پور کوششیں کی گئی ہے جہاں کہیں اصطلاحات بھاری بھر کم ہوگئیں ہیں یا تلفظ کی ادائیگی میں مشکل اور صوتی بے ہنگامی کا احساس جاگزیں ہوتا ہے وہ دراصل پیچیدہ مطالب اور علمی وسعتوں کو اصطلاح میں سمیٹنے کے باعث ایسا محسوس ہوتا ہے ان میں ادبی، لسانی، یا صوتی سقیم نہیں ہے۔

بلاشبہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی وضع کردہ اصطلاحات سے اردو زبان کی لفظی تنگ دامنی کم ہوئی اور علمی الفاظ کے ذخیرہ میں زبردست اضافہ ہوا اور اردو زبان کے ذریعے مختلف علوم کی تحصیل میں آسانیاں پیدا ہوئیں۔ اردو زبان کو علمی اسلوب عطا ہوا، اعلیٰ علمی وفلسفیانہ خیالات کے اظہار کی راہیں استوار ہوئیں اردو کی علمی مفلسی اور لفظی دریوزہ گری میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی۔ زبان میں متنوع موضوعات اور علمی موشگافیوں کو سمجھانے کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ درس وتدریس کے لئے ضروری لفظی وسعتیں فراہم ہوئیں درسی کتابوں میں ان کی وضع کردہ ہزاروں اصطلاحوں کے استعمال سے اردو زبان کی ترویج واشاعت ہوئی اور اظہار وبیان میں بالیدگی آئی۔

❁❁❁

حوالے

۹۸۔ ڈاکٹر محمد یوسف عثمانی، مضمون ''نئی اور پرانی اصطلاحات کے استعمال اور ان کی تفہیم کے مسائل'' مشمولہ ''فکر و تحقیق'' ششماہی جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۷ جنوری تا جون ۱۹۹۲ء نئی دہلی' ص ۴۵۔

۹۹۔ ڈاکٹر عطش درانی (مرتب)، ''اصطلاحی مباحث (منتخب مقالات)'' پروفیسر نیاز عرفان مضمون ''وضع اصطلاحات حقائق اور تجاویز''، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد پاکستان، ۱۹۹۸ء ص ۲۵۔

۱۰۰۔ اعجاز راہی (مرتب) ''تحقیق اور اُصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات'' ڈاکٹر سلیم اختر مضمون ''وضع اصطلاحات کے عمومی مسائل'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد پاکستان، جون ۱۹۸۶ء ص ۱۱۳۔

۱۰۱۔ ڈاکٹر عطش درانی ''اصطلاحی جائزے'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد پاکستان، ۱۹۹۸ء ص ۳۶

۱۰۲۔ ایضاً ص ۱۷۔

۱۰۳۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ '' ترجے کا فن (نظری مباحث ۴۶ قبل مسیح تا ۱۹۸۶ء)'' کتابی دنیا، دہلی ـ ٦ ۲۰۰۵ء، ص ٦۵۔

۱۰۴۔ ڈاکٹر سلیم اختر ''اصطلاح سازی' تاریخ' مباحث'' مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور، اکتوبر ۱۹۹۳ء ' ص ۸٦۔

۱۰۵۔ ''فرہنگ اصطلاحات معاشیات'' ترقی اُردو بیورو، وزارتِ تعلیم و ثقافت، حکومتِ ہند، دہلی، ۱۹۸۳ء

''فرہنگ اصطلاحات انتظامیہ'' قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان نئی دہلی ۱۹۹۸ء'

''فرہنگ اصطلاحات تاریخ و سیاسیات'' ـ ترقی اُردو بیورو محکمہ تعلیم وزارات ترقی انسانی وسائل، حکومتِ ہند، ۱۹۹۰ء

۱۰٦۔ ''فرہنگ اصطلاحات انتظامیہ'' قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان نئی دہلی ۱۹۹۸ء

کتابیات

۱۔ ابو سلمان شاہجہان پوری، ڈاکٹر، مرتب: ''اردو اصطلاحات سازی (کتابیات)'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، سنہ اشاعت، ۱۹۸۴ء

۲۔ اعجاز راہی، مرتب: ''تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، جون، ۱۹۸۶ء

۳۔ اعجاز راہی ''اردو زبان میں ترجمے کے مسائل''، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، مارچ، ۱۹۸۶ء

۴۔ الیاس برنی، پروفیسر، مترجم: ''مقدمہ معاشیات'' دار الطبع سرکار عالی ۱۹۱۹ء

۵۔ انور سدید، ڈاکٹر، ''اردو ادب کی تحریکیں ابتداء تا ۱۹۷۵ء'' کتابی دنیا، دہلی۔۶، ۲۰۰۸ء

۶۔ ''مملکت آصفیہ میں اردو زبان کی ترویج و ترقی'' مرتبہ، ایچ، ای، ایچ، دی نظامس اردو ٹرسٹ، حیدر آباد، دکن، ستمبر، ۲۰۰۲ء

۷۔ ایس۔ سانگاجی ''ڈکشنری اردو انگلش'' ایشین ایجوکیشنل سروس دہلی اور چنائی، ۲۰۰۶ء

۸۔ تبسم کاشمری، ڈاکٹر ''اردو ادب کی تاریخ'' ایم۔ آر پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۹ء

۹۔ '' فرہنگ اصطلاحات تاریخ و سیاسیات'' (انگریزی، اردو) ترقی اردو بیورو محکمہ تعلیم وزارت ترقی انسانی وسائل حکومت ہند، دہلی ۱۹۹۰ء

۱۰۔ '' فرہنگ اصطلاحات فلسفہ، نفسیات اور تعلیم'' (انگریزی، اردو) ترقی اردو بیورو، محکمۂ تعلیم وزارت ترقی انسانی وسائل حکومت ہند، دہلی، ۱۹۸۸ء

۱۱۔ '' فرہنگ اصطلاحات معاشیات'' (انگریزی، اردو) ترقی اردو بیورو، وزارت تعلیم و ثقافت حکومت ہند، نئی دہلی، ۱۹۸۳ء

۱۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ''تاریخ ادب اردو'' (جلد اول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۰ء

۱۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو (جلد دوم)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۲۰۰۴ء

۱۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، مرتب: ''فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان فروری، ۱۹۹۱ء

۱۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، مرتب: ''فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ'' (جلد دوم) مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، ۱۹۹۳ء

۱۶۔ حسن الدین احمد، ڈاکٹر، انگریزی شاعری کے منظوم اردو ترجموں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ولا اکیڈیمی، حیدرآباد، دکن، مئی ۱۹۸۴ء

۱۷۔ خلیق انجم، مرتب: ''فن ترجمہ نگاری'' انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر، نئی دہلی، ستمبر ۱۹۹۶ء

۱۸۔ خواجہ حمید الدین شاہدؔ ''شمس الامراء کے سائنسی کارنامے'' ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد، دکن

۱۹۔ ''ترجمہ نگاری''۔ درسی کتاب ڈگری تین سالہ کورس، ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر، اوپن یونیورسٹی حیدرآباد، دکن، ۲۰۰۸ء

۲۰۔ راجندر ناتھ شیدا ''وثائق فورٹ ولیم کالج'' قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی اکتوبر، ڈسمبر ۲۰۰۳ء

۲۱۔ سمیع اللہ، ڈاکٹر ''فورٹ ولیم کالج ایک مطالعہ''، خود مصنف، نشاط آفسٹ پریس، ٹانڈہ، فیض آباد۔

۲۲۔ سلیم اختر، ڈاکٹر ''اصطلاح سازی، تاریخ مباحث'' مغربی پاکستان اردو اکیڈیمی، لاہور پاکستان، اکتوبر، ۱۹۹۳ء

۲۳۔ سید محمد لطیف ''تاریخ پنجاب'' تخلیقات لاہور، پاکستان، نومبر، ۱۹۹۴ء

۲۴۔ سید محی الدین قادری زورؔ، ڈاکٹر ''ہندوستانی لسانیات'' ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۰۵ء

۲۵۔ سید مصطفےٰ کمالؔ، ڈاکٹر ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)'' شگوفہ پبلیکیشنز، حیدرآباد، دکن، ڈسمبر، ۱۹۹۰ء

۲۶۔ سید وحید الدین سلیم "وضع اصطلاحات" ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۸ء
۲۷۔ شمس الہدیٰ دریا بادی، ڈاکٹر "ہندوستانی نشاۃ ثانیہ میں قدیم دہلی کالج کا کردار" خود مصنف، شاہد پبلیکیشنز، دریا گنج، نئی دہلی، ۲۰۰۵ء
۲۸۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر "اردو لسانیات" ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔ دہلی ۲۰۰۳ء
۲۹۔ ظہور الدین، پروفیسر "فن ترجمہ نگاری" نریندر ناتھ سوز سیمانت پرکاش' ۹۲۲' دریا گنج' نئی دہلی، ۲۰۰۶ء
۳۰۔ عبدالحئی، ڈاکٹر، مرتب: "مملکت آصفیہ" (جلد دوم) ادارۂ محبان دکن، کراچی، پاکستان ۲۵/دسمبر ۱۹۷۸ء
۳۱۔ عطش دُرّانی، ڈاکٹر، مرتب: "اصطلاحی مباحث" مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، پاکستان، ۱۹۹۸ء
۲۳۔ عطش دُرّانی، ڈاکٹر "اصطلاحی جائزے" مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۱۹۹۸ء
۳۳۔ قمر رئیس، ڈاکٹر، مرتب: "ترجمہ کا فن اور روایت"، ایجوکیشنل بک ہاؤس مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۲۰۰۴ء
۳۴۔ "فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ"، (انگریزی ۔ اردو) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، محکمہ تعلیم ، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، دہلی ۱۹۹۸ء
۳۵۔ " فرہنگ اصطلاحات سماجیات" ، (انگریزی ۔ اردو) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، محکمہ تعلیم، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، دہلی، ۲۰۰۲ء
۳۶۔ "فرہنگ اصطلاحات انتظامیہ" (انگریزی ۔ اردو) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، محکمہ تعلیم، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، دہلی، ۱۹۹۸ء
۳۷۔ کلیم الدین احمد، پروفیسر "فرہنگ ادبی اصطلاحات" (انگریزی، اردو) ترقی اردو بیورو، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی، ۱۹۸۶ء
۳۸۔ گیان چند جین، ڈاکٹر "لسانی مطالعے" ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ، ۱۹۹۱ء

۳۹۔ مجیب الاسلام، ڈاکٹر ''دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات اور اردو زبان و ادب پر اس کے اثرات'' خود مصنف، ثمر آفسیٹ پرنٹرز، دہلی، مارچ ۱۹۸۷ء

۴۰۔ مجید بیدار، ڈاکٹر ''دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی ادبی خدمات'' امیج پرنٹرس، اورنگ آباد۔دکن، جنوری ۱۹۸۰ء

۴۱۔ محمد افضل الدین اقبال، ڈاکٹر ''ایسٹ انڈیا کمپنی کے علمی ادارے فورٹ ولیم کالج اور فورٹ سینٹ جارج کالج، تقابلی وتنقیدی جائزہ'' خود مصنف، کراؤن پرنٹر، حیدرآباد جولائی، ۲۰۰۳ء

۴۲۔ محمد بن عمر ''اردو میں دخیل یوروپی الفاظ'' کتاب خانہ عابد روڈ حیدرآباد، دکن ۱۹۵۵ء

۴۳۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر ''مغرب سے نثری تراجم'' (انگریزی و دیگر مغربی زبانوں سے ادبی تراجم کی روایت) مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان مئی، ۱۹۸۸ء

۴۴۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر ''ترجمے کا فن (نظری مباحث ۴۶ قبل مسیح تا ۱۹۸۶ء)'' کتابی دنیا دہلی ۶، ۲۰۰۵ء

۴۵۔ مسعود حسین خان، پروفیسر، ''اردو کا المیہ'' مرتب، مرزا خلیل احمد بیگ، شعبہ لسانیات علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۷۳ء

۴۶۔ مصطفیٰ علی خان فاطمی، ڈاکٹر ''سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد۔دکن، خود مصنف، حیدرآباد دکن، مارچ، ۲۰۰۹ء

۴۷۔ مولوی عبدالحق ''اردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیائے کرام کا کام'' انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی ۲۰۰۸ء

۴۸۔ مولوی ''میر حسن، مغربی تصانیف کے اردو تراجم''، ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد، دکن ۱۹۳۹ء

۴۹۔ نثار احمد قریشی، ترجمہ: ''روایت اور فن'' مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ستمبر، ۱۹۸۵ء

۵۰۔ نصیر الدین ہاشمی ''دکن میں اردو'' قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، جولائی، ۲۰۰۲ء

ISTILAHI MUTALEY

By

Dr. Mohd. Junaid Zakir

زبانوں کی ترقی کے لیے اصطلاح سازی کا عمل ناگزیر ہے۔ اردو زبان میں بھی دو سو برسوں سے علمی اصطلاحات پر غور و فکر جاری ہے۔ سینٹ جارج کالج، مدراس اور فورٹ ولیم کالج، کلکتہ کے قیام سے لے کر دارالترجمہ، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی تک وضع اصطلاحات کی ایک روشن تاریخ ہے جس کا احاطہ اس کتاب میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ بعض اہم اداروں کا مفصل جائزہ، ان کی وضع کردہ اصطلاحات اور ترجمے کے اصولوں سے بحث اور اصطلاحی رموز و نکات کی رمز کشائی کی گئی ہے۔ اصطلاح سازی کی ترکیبوں، طریقوں اور الفاظ و مشتقات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ مولوی عبدالحق نے وضع اصطلاحات کے کام کو سب سے کٹھن اور سنگلاخ علمی و ادبی مرحلہ قرار دیا تھا گویا اس موضوع پر کچھ لکھنا گہرے علمی، ادبی و لسانی شعور کے ساتھ عمیق فکر و بصیرت کا متقاضی ہے۔ ڈاکٹر جنید ذاکر کے یہاں یہ خصوصیات بدرجہ کمال محسوس کی جا سکتی ہیں۔

اس کتاب میں اردو زبان کی تشکیل و تعمیر اور فطری اپج کے تناظر میں ترجمے کے آغاز و ارتقاء پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اصطلاح کی تعریف و توضیح اور اصطلاح سازی کی اہمیت و ضرورت پر بحث و تمحیص کی گئی ہے۔ مضمون واری ترتیب کے ساتھ سینکڑوں اصطلاحیں تقابلی مطالعہ کے لیے یکجا کی گئی ہیں اصطلاحوں کے معنوی، ادبی، لسانی اور صوتی محاسن و معائب اور اصطلاحات میں وقوع پذیر تدریجی فروغ، نکھار، سدھار، لسانی رد و قبول، تغیر و تبدل اور زمانی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ مصطلحین اس نظیر کو سامنے رکھ کر مستقبل میں اصطلاح سازی کی حکمت عملی تیار کر سکیں۔ بلاشبہ ترجمے اور علم اصطلاح کے موضوع پر یہ کتاب اردو زبان کے سرمایہ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

ڈاکٹر جنید ذاکر نے دارالترجمہ، جامعہ عثمانیہ اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی وضع کردہ اصطلاحات کا لسانی، ادبی و علمی تناظر میں تجزیہ پیش کیا۔ ان کے اصولوں سے تقابلی بحث کر کے اخذ کردہ نتائج کی روشنی میں خود اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ ماضی میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔

ڈاکٹر جنید ذاکر کا خاص وصف تلاش و جستجو، صبر و استقلال اور تکمیلیت کی لگن ہے۔ انہوں نے ممکنہ طور پر تمام ماخذات سے استفادہ کیا ہے۔ اکثر محققین نے جس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دیا۔ ڈاکٹر جنید ذاکر نے یہ کام کر دکھایا۔ "اصطلاحی مطالعے" اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس چراغ سے کئی چراغ روشن ہوں گے۔ علمی حلقوں میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

ڈاکٹر جنید ذاکر عثمانیہ یونیورسٹی کے گریجویٹ، ایم۔ اے اور ایم۔ فل ہیں۔ شعبۂ ترجمہ، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں استاد ہیں، یہیں سے پی ایچ ڈی کیا ہے۔ کئی سرکردہ سماجی، تہذیبی و ادبی اداروں سے وابستہ ہیں۔ مختلف تنظیموں کے اہم عہدوں پر فائز رہے اور اپنے فرائض منصبی کو خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ اچھے مضمون نگار ہیں۔ کئی سمیناروں اور ورک شاپس میں شرکت کر چکے ہیں۔

پروفیسر بیگ احساس
سابق صدر شعبہ اردو یونیورسٹی آف حیدرآباد
و عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
www.ephbooks.com

978-93-5073-632-6
₹ 300.00